بکرم تعالیٰ

رسالہ

تنویر الافق

شرح

تبیین الطرق

از اشراقات طبع حضرت سمو المنقبت ملجا ء الاصاغر والاکابر منشاء المکارم والمفاخر مصباح الظلم مفتاح الکرم رفیع الجناب منیع القاب ثقتی ورجائی معاذی ومولائی حافظ شاہ محمد **علی انور** قلندر قدس سرہ الاطہر

مترجمہ

عالی تبار والا وقار ناقد جواہر فہوم ناشر ظواہر علوم فاضل گرامیقدر مولوی محمد **تقی حیدر** صانہ اللہ عن الشرور والخطر

بحسن تشریف شیخ محمد قادر بخش

از مطلع مطبع اصح المطابع تھوی ٹولہ لکھنؤ مستشرق گشت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد محمودے را کہ گویہ بہر زبان و بہر گوش شنود و زین طرفہ تر کہ گوش و زبانش پدید نیست ۔ و نعت محبوبے را کہ او ست ایجاد جہان را واسطہ درمیان خلق و خالق رابطہ ۔ و بعد ازین بر اصحاب خبرت و ارباب عبرت پوشیدہ نیست کہ بہترین اذکار بعد ذکر حق متعال تذکیر و تذکار نتایج افکار اولی الایدی و الابصار است و ملاحظہ و فاتر صوفیہ کبار تا بو کہ چشم یکے از بینندگان بسواد حروف آن صفحات مکحل بود و جمال سرمدی بیند و دل اکتساب منزل اینہا بجذبات مضامین بحق منجذب گردد ہر چند بہترین بواعث کسب سعادت اخروی توجہ این صفا کیشان است و اگر صحبت و محبت یکے ازاین ان

حمد اوس محمود کے لیے ہے جو ہر زبان سے کہتا اور ہر کان سے سنتا ہے اور پھر یہ عجیب بات ہے کہ بظاہر اوس کے کان و زبان نہیں ۔ اور نعت اوس محبوب کے لیے جو ایجاد عالم کا واسطہ اور خلق و خالق مین رابطہ ہے اس کے بعد اصحاب عقل و ارباب فکر پر مخفی نہ ہے کہ ذکر الٰہی کے بعد بہترین ذکر ارباب عقل و بصیرت کے نتایج افکار کا تذکرہ اور کتب حضرات صوفیہ کا ملاحظہ ہے جس کے مطالعہ سے ممکن ہے کہ کسی کی آنکھیں جمال سرمدی سے منور اور کسی کا جفاکش دل جذبات مضامین سے حق کی طرف منجذب ہو جاے اگرچہ حصول سعادت اُخروی کا بہترین سبب صرف ان حضرات کی توجہ ہے اور اگر انمین سے کسیکی صحبت و محبت

دست دہد آن ہم مفتاح مقصود وصل کار است
وہیچ ضابطہ در اقتباس نور ولایت قوی تر از
واسطۂ ارتباط صحبت و علاقۂ محبت نیافتہ اند لیکن
اگر این ہم دست ندہد تشریح متون کلام این حضرات ہم
خالی از حصول خیر و برکت نیست - لہذا بوادید ہیچ
فضائل فقیر سراپا تقصیر احقر علی الشہیر بالانور بن
مشتہر سلسلۃ القلندریۃ مصدر نسبۃ الکاظمیۃ والترابیۃ
سراللہ الاکبر ابینا و مولانا حضرت شاہ علی اکبر قلندر
زید مجدہ بعد مطالعۂ رسالۂ تبیین الطرق مصنفۂ
عالم کامل صوفی عامل شیخ علی بن حسام الدین
المتقی الچشتی الشاذلی المدنی حسب فرمایش بعضے
اخوان باصفا و یاران باوفا بنگارش شرحی موجز
و ترجمۂ مختصر حسب استعداد خود پرداخت و موسوم
تنویر الافق لتبیین الطرق ساخت باشد کہ اہل
این خاندان خصوصًا و دیگران عمومًا ازین تحریر
بہرۂ وافی برداشتہ حقیر را بدعائے خیر یاد آرند و
بمصداق ھل جزاء الاحسان الا الاحسان
کار فرمایند در ظاہر است کہ چون فقیر از جملۂ علوم
چیزے بجز حسرت نایافت در دست ندارد چہ طور
از تحریر این اجزا نشو و نماے خود محفوظ داشتہ
خواہد بود کہ مورد حرف گیری شود و با این ہمہ اگر

حاصل ہو جائے تو وہی کشود کار کا سبب ہے کیونکہ
نور ولایت سے منور ہونے میں رابطۂ صحبت و علاقۂ
محبت سے بڑھکر کوئی چیز نہیں لیکن اگر یہ حاصل نہو
تو پھر ان حضرات کے کلام کی تشریح بھی حصول خیر و برکت
سے خالی نہیں - اسی لحاظ سے فقیر سراپا تقصیر احقر
علی انور بن مشتہر سلسلۂ قلندریہ مصدر نسبت کاظمیہ
وترابیہ مولانا وابینا حضرت شاہ علی اکبر قلندر زید مجدہٗ
نے رسالۂ تبیین الطرق مصنفۂ عالم کامل صوفی عامل
شیخ علی بن حسام الدین متقی چشتی شاذلی مدنی
مطالعہ کرکے حسب فرمایش بعض اصحاب باصفا
وارباب باوفا اوس کا مختصر مفید شرح و ترجمہ اپنی
حسب استعداد لکھا اور تنویر الافق لتبیین الطرق
نام رکھا ممکن ہے کہ اس خاندان والے خصوصًا
اور دوسرے خاندان والے عمومًا اس سے
مستفید ہو کر بمصداق ھل جزاء
الاحسان الا الاحسان دعائے
خیر سے یاد کریں ورنہ ظاہر ہے کہ جب
مجھے تمام علوم سے حسرت نایافت کے سوا
کچھ حاصل نہیں تو اس تحریر سے کسی نام و نمود کی
غرض میری کیون ہو گی جس کی وجہ سے
مین قابل اعتراض سمجھا جاؤں اور جب بھی اگر

از دست و قلم کسی محفوظ نماند عنایت از دست
اکنون مقصود بدین گونہ آغاز می کنم کہ اولا قول
مصنف را بہ تمہیدی مناسب ادا کردہ بعدہ بہ ترجمہ
و شرح می پردازم واللہ ولی التوفیق وبیدہ
ازمۃ التحقیق باید دانست کہ شیخ می فرمایند

کسی کے اعتراض سے محفوظ نہ رہون تو اوسکی عنایت
ہے۔ اب مین مطلب یون شروع کرتا ہون کہ پہلے
مصنف کا قول مناسب تمہید سے ادا کرکے پھر اوسکا ترجمہ
شرح لکھونگا اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور اوسکے قبضۂ قدرت
مین عنان تحقیق ہے۔ حضرت شیخ فرماتے ہین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم وبہ نستعین

اقول مصنف ابتداء کلام خود از بسم اللہ نمود زیرا کہ
ابتدا بہ تسمیہ سبب برکت است در ہر کار بروایت
جابر و نوزدہ حروف او سبب نجات اند از نوزدہ
بلیہ بقول عبداللہ ابن مسعود و تعلیم تسمیہ و کتابت
او امان است از آتش دوزخ معلم وصبی و والدین
او را بروایت ابن عباس مرفوعاً۔ و چون در بلا واقع
شود و گوید بسم اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم از ان خلاص یابد بروایت حضرت
علی مرتضیٰ مرفوعاً۔ و حدیث کل امر ذی بال
لم یبدأ ببسم اللہ فھو اقطع بروایت صحیح از
ابوہریرہ مرفوعاً آمدہ و از عطا مرویست کہ ہنگام بانگ
کردن خران در شب بسم اللہ اعوذ باللہ من
الشیطان الرجیم بگوئید۔ و نیز بسم اللہ مہر است
بر امتعہ و البسہ و دیگر اشیاء نفیسہ تا جنیان استعمال
نکنند و ہر کہ بخواند او را چہار ہزار نیکی و چہار ہزار مرتبہ

مصنف نے اپنا کلام بسم اللہ سے شروع کیا کیونکہ بروایت
جابر ہر کام بسم اللہ سے شروع کرنا باعث برکت ہے اور
بقول حضرت عبداللہ ابن مسعود اسکے انیس حرف انیس
بلاؤن سے نجات دینے والے ہین اور بروایت حضرت
ابن عباس بسم اللہ کی تعلیم و کتابت اوستاد و شاگرد و
والدین کے لیے دوزخ سے نجات کا سبب ہے۔ اور بروایت
حضرت علی مرتضیٰ اگر کسی بلا مین پڑجائے تو بسم اللہ ولا حول و
لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہے بلا سے نجات پائے اور حدیث
کل امر ذی بال الخ بروایت صحیح مرفوعاً حضرت ابوہریرہ
سے مروی ہے اور عطا سے مروی ہے کہ جب رات
مین گدھے بولین تو بسم اللہ اعوذ باللہ من الشیطان
الرجیم۔ کہو۔ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم لباس
اور اسباب اور ہر چیز کے لیے مہر بھی ہے تاکہ
اونکو جنات استعمال نہ کرسکین اور بروایت دیلمی اسکے
پڑھنے والے کو چار ہزار نیکیان اور چار ہزار مرتبے

حاصل شود و چهار هزار گناه دور شوند بروایت
دیلمی و بروایت ابن عباس مرفوعاً آمده که بار
بسم الله را مد باید کرد تا که شوشهای سین در نوشتن
مشتبہ نشوند چنانکہ دیلمی آورده که آنحضرت صلعم از
معاویه کاتب خود همچنین فرمود و ابو داؤد در کتابی
آورده که آنحضرت صلعم در راه پاره کاغذ بر زمین
افتاده دیدند با جوانے که همراه بود فرمودند که بسم الله
را در مقام مناسب بنهید و خطیب مرفوعاً از انس
آورده هر که کاغذے را از زمین بردارد که در دے بسم الله
باشد نوشته شود او از صدیقین و والدین او را تخفیف
کرده شود اگرچه کافر باشند و نیز در خبر است فرمود
آنحضرت که هر آنچه در کتب منزله است آن در قرآن
است و آنچه در قرآن است آن در سورهٔ فاتحه
است و آنچه در سورهٔ فاتحه است آن در بسم الله
است و آنچه در بسم الله است آن در با است و
آنچه در با است آن در نقطهٔ با است و بعضی عرفا
گفته اند که بسم الله از عارف بمنزلهٔ کن است از حق
و بسم الله در اصل باسم الله بود همزه بسبب کثرت
استعمال حذف شد سوال اگر گوئی سبب چیست
که الف در بسم الله حذف شد و در اقرا باسم ربک
نه جواب از برای آنکه اضافت اسم به الله است

حاصل ہوتے اور چار ہزار گناہ معاف ہوتے ہین اور
حضرت ابن عباس سے مرفوعاً مروی ہے کہ بسم اللہ کی
بار مین مد چاہیے تا کہ لکھنے مین سین کے شوشے مشتبہ
نہوں چنانچہ دیلمی کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلعم نے
امیر معاویہ اپنے کاتب سے ایسا ہی فرمایا اور ابو داؤد
نے ایک کتاب مین لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے راستہ
مین ایک کاغذ پڑا دیکھا جسپر بسم اللہ لکھی تھی آپ نے
اپنے ساتھی سے فرمایا کہ بسم اللہ کو اچھی جگہ اوٹھا کر رکھو
اور خطیب نے انس سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جو شخص
زمین سے بسم اللہ لکھا ہوا کاغذ اوٹھائے اوسکا نام گروہ
صدیقین مین لکھا جائیگا اور اوسکے والدین کے لیے
اگرچہ وہ کافر ہوں تخفیف عذاب کیجائیگی نیز حدیث
مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو کچھ کتب منزلہ مین
ہے وہ قرآن مین ہے اور جو کچھ قرآن مین ہے وہ سورۂ
فاتحہ مین ہے اور جو کچھ سورۂ فاتحہ مین ہے وہ بسم اللہ
مین ہے اور جو کچھ بسم اللہ مین ہے وہ ب مین ہے اور جو
کچھ ب مین ہے وہ اوسکے نقطہ مین ہے اور بعض عارفین
کہتے ہین کہ عارف کا بسم اللہ کہنا ویسے ہے جیسے حق
کا کن کہنا اور بسم اللہ کی اصل باسم اللہ تھی ہمزہ بسبب کثرت
استعمال گر گیا سوال بسم اللہ مین الف گر جاتی اور اقرا باسم ربک
مین نہ گری کیا سبب ہے جواب اسکی وجہ یہ ہے کہ بسم اللہ مین اسم کی

در بسم اللہ کہ جامع است و مقید بہ صفتے نیست و
اضافت اسم در اقرأ بسوی رب است و رب را عبد
مربوب ضروریست پس محال است درین محل کہ
با متحد شود با وزیرا کہ ہرگاہ عبودیت زائل شود
ربوبیت نیز زائل گردد و اما الوہیت از زوال عبودیت
زائل شدنی نیست زیرا کہ الوہیت مرتبہ ایست از مراتب
جامعہ فزوال العبد کما لم یکن و بقاء الرب کما
لم یزل مرتبۃ من جملۃ مراتب الالوھیۃ فھی
لا تزول بنوع ما فلما اتر اندراج الالف فی
ذلک الحال والمحل و یتحد بالباء فاسقطت
لفظا و خطا فبسم اللہ الرحمن الرحیم حقیقۃ
محضۃ واقرأ باسم ربک شریعۃ و ایضا ھو
امر والامر مختص بالشرایع و بسم اللہ غیر
مقید بامر ولا بغیرہ فتامل و باء بسم اللہ از
حروف جارہ است بہ مناسبت عمل خود جر یافتہ
و اسم مشتق از وسم است بمعنی داغ دادن و یا از سمو
بمعنے علو و تحقیق اشتقاق لفظ اللہ از رسالہ نخبۃ الصوارف
مولفہ فقیر توان جست و بعضی صوفیہ گفتہ اند کہ این
اسم مبارک موضوع است بازاء ذات مطلقہ بے
اعتبار تقید و اطلاق بلکہ مجرد از جمیع نسب و اعتبارات
حتی عن ذلک التجرد ایضا و نزد بعضی علم است

اضافت اللہ کی طرف ہے جو جامع ہے اور کسی صفت سے
مقید نہیں اور اقرأ میں اسم کی اضافت رب کی طرف ہے
اور رب کے لیے بندہ مربوب ضروری ہے پس با
کا اوس سے اتحاد محال ہے کیونکہ عبودیت زائل ہونے
سے ربوبیت بھی زائل ہو جائیگی مگر الوہیت زوال
عبودیت سے زائل نہیں ہوگی کیونکہ الوہیت ایک
مرتبہ جامعہ ہے پس عبد کا دائمی زوال اور رب کی
دائمی بقا مرتبہ الوہیت میں سے ایک مرتبہ ہی تو الوہیت
کسی طرح زائل نہیں ہوتی لہذا جب الف اس محل میں
داخل ہو کر با سے متحد ہوا تو بولنے اور لکھنے میں گر گیا
پس بسم اللہ الرحمن الرحیم حقیقت محضہ ہے اور اقرأ
باسم ربک شریعت نیز وہ امر ہے اور امر شریعت سے
مخصوص ہے اور بسم اللہ امر یا غیر امر سے مقید نہیں ہے
اور بائے بسم اللہ نے بوجہ اپنے حرف جر ہونے کے زیر
پایا۔ اور اسم یا وسم سے مشتق ہے داغ دینے کے
معنے میں اور یا سمو سے علو کے معنے میں اور لفظ اللہ
کے اشتقاق کی تحقیق میرے رسالہ نخبۃ الصوارف
میں دیکھنا چاہیے اور بعض عارفین کی اصطلاح
میں یہ اوس ذات مطلقہ کا نام ہے جس میں کسی
قید و مرتبہ کا اعتبار نہ ہو بلکہ وہ تمام نسب و اعتبارات
سے مجرد ہو یہانتک کہ اس تجرد سے بھی اور بعض کے نزدیک

مرتبۂ الٰہیت را کہ عبارت از احدیت جمع جمیع نسب
و اعتبارات و اسماء فعلیہ وجوبیہ است نہ ذات
مطلقہ را اگرچہ ممکن است اما فائدہ ظاہر نیست چہ
مقصود از وضع الفاظ افادہ یا استفادہ معنے
موضوع لہ است و این جا موضوع لہ ذات حق و
ہستی مطلق است کہ مدرک و مفہوم و مشہود ہیچ کس
نتواند بود پس چگونہ بدلالت و عبارت بدان اشارت
توان نمود و رحمن بروزن فعلان عام است بمعنی رحمت
دنیا و آخرت را و رحیم بمعنی رحمت خاص در آخرت
کما جاء فی الحدیث ان للہ لمائۃ رحمۃ فواحدۃ
فی الدنیا بین الخلق بہا یتواصلون وبہا
یتراحمون وتسعۃ وتسعون مدخرۃ لا
یتراحمہا الا فی القیامۃ و ہمین وجہ تقدم رحمن
است بر رحیم و نزد بعضی رحمن و رحیم دو لفظ اند بیک
معنی مثل ندمان و ندیم پس جمع کردن درین دو
لفظ محض برای تاکید است چنانکہ گویند فلانی تند
و تیز است و بعضی گفتہ کہ رحمن ابلغ است از رحیم
زیرا کہ زیادت لفظ دلالت بر زیادت معنی می کند
و رحمن پنج حرفی ست و رحیم چار حرفی و لہذا رحمن
اسمی ست مخصوص بذات پاک حق و بطریق غلبہ
حکم علم پیدا کردہ پس ہر کہ غیر او تعالی را رحمن گوید کافر

یہ اوس مرتبۂ الٰہیت کا نام ہے جو احدیت جامع جمیع
نسب و اعتبارات و اسماء فعلیہ وجوبیہ سے مراد ہے نہ
خاص ذات مطلقہ کا اگرچہ یہ ممکن ہے مگر بے فائدہ
ہے کیونکہ وضع الفاظ سے افادہ یا استفادۂ معنے
موضوع لہ مقصود ہوتا ہے اور یہاں موضوع لہ یعنی ذات
حق و ہستی مطلق کسی کی مدرک و مفہوم و مشہود نہین
ہے تو پھر دلالت و عبارت سے اوسکی طرف کیسے
اشارہ کیا جا سکتا ہے اور رحمن بروزن فعلان رحمت
دنیا و آخرت کے لیے عام ہے اور رحیم رحمت آخرت
کے لیے خاص ہے چنانچہ حدیث مین ہے کہ اللہ تعالی
کی سو رحمتین ہین اونمین سی ایک دنیا مین ہے جس سے
لوگ آپسمین ملتے اور ایک دوسرے پر رحم کرتے ہین اور
ننانوے رحمتین جمع ہین جو صرف قیامت مین ظاہر ہونگی
اسی لیے رحمن رحیم پر مقدم ہے اور بعض کہتے ہین کہ رحمن و
رحیم ایک معنی مین دو لفظین ہین جیسے ندمان و ندیم پس
ان لفظون کا جمع کرنا محض تاکید ا ہے جیسے کہتے ہین کہ
فلان شخص تند و تیز ہے اور بعض کہتے ہین کہ رحمن رحیم
سے زیادہ بلیغ ہے کیونکہ لفظ کی زیادتی معنی کی زیادتی
پر دلالت کرتی ہے۔ رحمن پنج حرفی ہے اور رحیم چار
حرفی اسی لیے اسم رحمن خدا کی ذات سے مخصوص ہے اور
بوجہ غلبہ کے نام کا حکم رکھتا ہی لہذا غیر خدا کو رحمن کہنا کفر ہے

گر دو مبالغہ کہ در رحمن است بسہ طریق توان
فہمید اول کثرت افراد رحمت ایجادی دوم کثرت
افراد مرحومین و این ہر دو قسم از قبیل زیادت در
کمیت است سوم زیادت در کیفیت کہ اسم رحمن
خاص است برحمتہای بزرگ و اتم و انچہ کہ بعضی گفتہ اند
رحمن الدنیا و الآخرۃ و رحیم الدنیا اشارہ بیکی
ازین وجوہ ثلاثہ مبالغہ است و بعضی گویند کہ رحمن
الدنیا و رحیم الآخرہ ازان جہت گویند کہ رحمن عام است
مومن و کافر نیک و بد دران شریک اند بخلاف
رحمت آخرت و نیز گفتہ اند کہ رحمن در لفظ خاص
است و در معنی عام زیرا کہ غیر از ذات پاک ربتعالی
را آن وصف نہ کنند پس لفظ او خاص باشد
و از بسکہ خالقیت و رازقیت و نفع دادن شامل
جمیع موجودات است معنی او عام باشد و رحیم در لفظ
عام است و در معنی خاص زیرا کہ مخلوقات را نیز
بآن وصف کنند گویند فلانی رحیم است و لطف
و توفیق کہ مدلول این اسم است مخصوص بمومنین است
ضحاک گفتہ کہ رحمن اشارہ بظہور رحمت اوست بر
اہل آسمانہا و رحیم اشارہ بنزول رحمت او بر اہل
زمین ابن مبارک گفتہ است کہ رحمن آنکہ چون ازو
سوال کنند بدہد و رحیم آنکہ چون ازو چیزے نخواہند

اور رحمن مین جو مبالغہ ہے اوسکو تین طریقہ سے سمجھنا
چاہیے اول کثرت افراد رحمت ایجادی دوسرے کثرت
افراد مرحومین اور یہ دونون قسمین کمیت مین زیادتی کے
قبیل سے ہین تیسرے کیفیت مین زیادتی کہ اسم رحمن
اعلے و اکمل درجہ کی رحمتون سے مخصوص ہے اور بعض جو
رحمن الدنیا والآخرۃ و رحیم الدنیا کہتے ہین یہ انھین وجوہ
مبالغہ مین سے ایک کی طرف اشارہ ہی اور بعض کہتے ہین
کہ رحمن الدنیا و رحیم الآخرۃ اسلیے کہتے ہین کہ رحمن عام ہے
مومن و کافر نیک و بد سب اوسمین شریک ہین بخلاف
رحمت آخرت کے نیز کہتے ہین کہ رحمن لفظاً خاص ہے
اور معناً عام کیونکہ حق تعالے کے سوا کسی کا وصف نہین
پس اوسکا لفظ خاص ہوگا اور چونکہ خالقیت و رازقیت
اور نفع دینا تمام موجودات کو شامل ہے تو اسکے معنی
عام ہونگے اور رحیم لفظاً عام ہے اور معناً خاص کیونکہ
مخلوقات کو بھی اس وصف سے موصوف کرتے ہین
کہتے ہین کہ فلان شخص رحیم ہے اور لطف و توفیق جو اس
اسم کے مدلول ہین مومنین سے مخصوص ہین ضحاک نے
کہا کہ رحمن سے اشارہ اہل آسمان پر اوسکے ظہور رحمت
سے ہے اور رحیم سے اشارہ اہل زمین پر اوسکی نزول
رحمت سے ہے ابن مبارک کہتے ہین کہ رحمن وہ ہے
جو سوال کرنے پر عطا کرے اور رحیم وہ ہے جو نہ مانگی جانے سے

بخشم در آید و بعضے گفته اند که نعمتهاے دنیا و آخرت
از آثار رحمت رحمانیست و دفع بلیات و آفات
و اژین به مقتضاے رحمت رحیمی است بهر تقدیر
رحمن ابلغ است از رحیم پس در ترتیب ذکر الله باز رحمن
باز رحیم مناسبت تنزلی است که اول ذکر اسم ذات
فرمود باز ذکر اسمی از اسماء صفات که مانند اسم ذات
است در اختصاص باز ذکر اسمی دیگر از اسماء صفات
که عام است لیکن درین جا شبهه وارد میشود که چون
لفظ رحمن مذکور شد با وصف دلالت بر کمال رحمت
باز حاجت ذکر لفظ رحیم چه بود جوابش آنکه ذکر رحیم از
قبیل ارداف و تتمیم است زیرا که لفظ رحمن نعمتهاے
بزرگ و کلیات و اصول منافع را در گرفت و لفظ
رحیم نعمتهاے حقیر و جزئیات و فروع را شامل
گشت و این تتمیم براے آنکه تا بنده را در طلب حاجات
حقیره مثل نمک و طعام و آب وغیره از ان جناب
شرم دامنگیر نشود و بے محابا از ان جناب مسألت
نماید گویا میفرماید که اگر خود را صرف رحمن می گفتیم از ما
انفشام میکردی و سوال چیزهاے سهل از ما بے ادبی
میدانستی لهذا رحمن و رحیم گفته اجازت دریدانگی
دادیم تا هر امر عظیم و حقیر از ما بخواه و این تفضلے است
برخلاف بادشاهان و جباران زمین و بعضے گفته اند

غصہ ہو اور بعض کہتے ہین کہ دنیا و آخرت کی نعمتین
رحمت رحمانی کے اثر سے ہین اور دفع بلیات و آفات
دارین رحمت رحیمی کے مقتضے سے بہر صورت رحمن رحیم
سے زیادہ بلیغ ہے لہذا ترتیب مین پہلے اللہ کا ذکر پھر رحمن
پھر رحیم کا بمناسبت تنزلی ہی کہ پہلے اسم ذات ذکر کیا پھر
اسماء صفات مین سے وہ اسم جو خصوصیت مین اسم ذات
کی طرح ہے پھر وہ اسم جو عام ہے لیکن یہان پر ایک شبہہ
وارد ہوتا ہے کہ جب لفظ رحمن جو کمال رحمت پر دلالت
کرتا ہے لایا گیا تو پھر لفظ رحیم لانے کی کیا ضرورت تھی
اسکا جواب یہ ہی کہ ذکر رحیم بطور ارداف و تتمیم ہے کیونکہ
لفظ رحمن نے بڑی نعمتون اور اصول منافع کو لے لیا
اور لفظ رحیم چھوٹی نعمتون اور جزئیات و فروع کو شامل
ہوگیا۔ اور یہ اس لیے تاکہ بندہ اوس سے ادنے
ضرورتون کی طلب مثلاً نمک و کھانا و پانی وغیرہ
مین شرم نہ کرے اور بے خوف اوس سے مانگے۔ گویا
ارشاد ہے کہ اگر مین اپنے کو رحمن کہتا تو تم ڈرتے اور
مجھ سے معمولی چیزین مانگنا بی ادبی سمجھتے لہذا
مین نے اپنے آپ کو رَحْمٰن و رَحِیْم
کہکر اس کی اجازت دے دی کہ ہر
چیز مجھ سے مانگو اور یہ ایک تفضل ہے برخلاف
دنیا کی بادشاہون کے اور بعض کہتے ہین

که رحمن دلالت می کند بر نعمتهائیکه وصول آنها
از جهت بندگان متصور نیست مثل زندگی و غیره و
رحیم دلالت می کند بران نعمتها که در گمان مردم از
مردم نیز حاصل توان کرد مثل تشخیص مرض وغیره
انتهی و در ذکر رحمن و رحیم در تسمیه برای تسکین هیبتی است
که از ذکر اسم الله بر می خیزد و دل را مدهوش میکند
و وجه اختیار این اسم در تسمیه برای آنست که هر کار
دینی یا دنیوی بر سه چیز موقوف ست اول فراهم
آمدن اسباب آن کار و این از تصرفات اسم
الله است که دلالت بر جمیع صفات می نماید
دوم بقاء آن اسباب از ابتداء کار تا انتها و این مقتضای
صفت رحمن است که بقاء عالم بآن منوط است سوم
ترتب ثمرات آن کار بحصول نتایج آن و این
مقتضای صفت رحیمی است که سعی بندگان را
رایگان نمی فرماید و چون این قدر انگاشتی پس
اصل مطلب بدان که مصنف اقمشه و امتعه
گنج خانهٔ دل الهام منزل را به بسم الله از دستبرد
جفیان نفس و شیطان در امان گذاشته و باز
بخیال عبودیت بفحوای قول مشهور نزدیکان را بیش
بود حیرانی برین قدر قناعت نه ورزیده از عبودیت
اظهار فرمود که و به نستعین ای خاص از تو استعانت

که رحمن اون نعمتون پر دلالت کرتا ہے جو بندون
سے نہین حاصل ہو سکتین جیسے زندگی وغیرہ اور
رحیم اون نعمتون پر دلالت کرتا ہے جو ایک کو دوسرے
سے حاصل ہو سکتی ہین مثلاً تشخیص مرض وغیرہ انتہی
اور بسم اللہ مین رحمن و رحیم کا تذکرہ اوس ہیبت کو کم کرنے
کیلیے ہے جو اللہ کا نام لینے سے پیدا ہوتی اور دل کو
مدہوش کرتی ہے اور بسم اللہ مین یہ نام لانیکی وجہ یہ ہے
کہ ہر دینی و دنیاوی کام مین باتون پر موقوف ہے
اول اوس کام کے اسباب کا مہیا ہونا اور یہ اسم اللہ کے
تصرفات سے ہے جو تمام صفات پر دلالت کرتا ہے
دوسرے اون اسباب کی ابتدا سے انتہا تک بقا اور
یہ صفت رحمن کا مقتضا ہے کہ جس سے بقاء عالم
وابستہ ہے تیسرے اوس کام کا فائدہ حاصل ہونا
اوسکے حصول نتایج سے اور یہ صفت رحیمی کا مقتضا
ہے کہ بندون کی کوشش رائگان نہین فرماتا ہے
اور جب یہ معلوم ہو گیا تو جاننا چاہیے کہ مصنف نے
اپنے خزانۂ دل کی قیمتی چیزون کو بسم اللہ کی وجہ
سے نفس و شیطان کی لوٹ مار سے بچایا اور پھر
بخیال عبودیت نیز بلحاظ مقولہ- نزدیکان را بیش
بود حیرانی کے اوس پر بھی قناعت نہ کرکے فرمایا
کہ و بہ نستعین یعنی خاص اوسی سے مدد

میجویم و تقدیم ضمیر برای تخصیص است و استعانت
عام است خواه از حق باشد یا از بندگان مقرب حق
زیرا که هر چند شخصی در بعض امور براه راست باشد
لیکن او را از طلب رهبر چاره نیست که بعد از هر مرتبه
مرتبهٔ دیگر است بالاتر از ان پس صاحب مرتبهٔ
تحتانی طالب مرتبهٔ فوقانی است و هکذا الی
غیر النهایة ولیکن فرق این قدر است که حق حقیقی
استعانت حق را است و حق تفضلی بندگان
حق را غرضکه بعد استعانت اقرار افتقار و عجز خویش
که غرض صحیح از استعانت باشد می نماید

چاہتے ہین اور ضمیر کی تقدیم بوجہ تخصیص کے ہے اور
استعانت عام ہے خواہ خدا سے ہو یا خدا کے بندگان
مقرب سے کیونکہ اگرچہ کوئی شخص بعض امور مین راہ راست
پر ہو مگر پھر بھی اوسکو راہبر کی ضرورت ہے اسلیے کہ
ہر ایک مرتبہ کے بعد دوسرا مرتبہ اوس سے اعلےٰ ہے اور
ہر ادنےٰ مرتبہ والا اعلےٰ مرتبہ چاہتا ہے فرق اسی قدر ہے
کہ حقیقی استعانت کا حق خدا کو ہے اور تفضلی حق
بندگان خدا کو غرضکہ بعد استعانت اپنی احتیاج و
عاجزی کا اقرار کرتے ہین جو استعانت کی غرض
صحیح ہے۔

قوله سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا

اقول - یعنی از علم و فهم ما پاک هستی زیرا که ما نمی دانیم
ترا و مظاهر ترا مگر چندان که علم آن بخشیدی و تسبیح
بمعنی تنزیه است و تعلیم ما یان همین سبب شرافت
است و فضیلت علمی زیاده ازین چه خواهد بود که
شکار کلب معلم با وجود نجاست او بوجه علمیت حلال
گردیده و حق تعالی در اسماء نود و نه خویش علیم و علام
نام خود گرفته نه جهیل و جهال و از بیجاست که از خود
ارشاد طلب علم فرموده که قل رب زدنی علما
امام حجة الاسلام زین الدین ابو حامد محمد الطوسی
الغزالی در مقصد اسنی شرح اسماء الله الحسنی فرمود

یعنی تو ہمارے علم و فہم سے پاک ہے کیونکہ ہم تجھکو اور
تیرے مظاہر کو اوسی قدر جانتے ہین جسقدر تو نے اونکا
علم بخشا تسبیح کے معنی تنزیہ کے ہین اور ہماری تعلیم ہی
ہماری شرافت کا سبب ہے اور فضیلت علمی اس سے
زیادہ کیا ہوگی کہ سکھائے ہوئے کتے کا شکار باوجود
اوس کی نجاست کی بوجہ علمیت حلال ہی اور حق تعالی نے اپنے
ننانوے نامون مین علیم و علام اپنا نام یاد فرمایا ہے نہ جہیل
و جہال اور اسی لیے اپنے آپ سے علم مانگنے کو ارشاد فرمایا کہ
قل رب زدنی علما امام حجة الاسلام زین الدین ابو حامد طوسی
غزالی مقصد اسنے شرح اسماء الله الحسنے مین فرماتے ہین

کہ شرف العبد بسبب العلم من حیث انہ من
صفات اللہ ولکن العلم الاشرف ما ھو معلومہ
اشرف واشرف المعلومات ھو اللہ تعالیٰ
فلذلک کانت معرفۃ اللہ تعالیٰ افضل المعارف
بل معرفۃ سائر الاشیاء ایضاً انما تشرف بہ
لانہا معرفۃ لافعال اللہ او معرفۃ للطریق
الذی یقرب العبد من اللہ انتہی - وقال
فی المنہاج یا طالب الاخلاص والعبادۃ علیک
اولاً بالعلم فانہ القطب وعلیہ المدار واشرف
الجواہر ولذلک قال النبی صلعم فضل العالم
علی العابد کفضلی علی ادنی رجل من امتی
انتہی یعنی عالم فاضل است بر عابد درصورتیکہ ملازم
ادای جمیع عبادات وآداب بود ومحترز از مکروہات
ومشتبہات وکبائر واصرار بر صغایر واگر کلیہ ازین
چیزہا از عالم فوت شود ویرا عالم نتوان شمرد - اسم
عالم بروے رسم است - وعابدی کہ علم او بفرائض
وارکان اسلام وضروریات دین نبود ویرا نیز از
عباد نتوان دانست کہ علم بے عمل وسوسہ شیطان است
وعلم بر دو نوع بود علم باللہ وعلم باحکام اللہ عالم باللہ
عارف ولایت عرفانی است وعالم باحکام اللہ
عارف ولایت احسانی - وولایت احسانی آنکہ

کہ بندہ کا شرف علم کی وجہ سے اسلیے ہے کہ علم صفت
الٰہی ہے مگر اشرف العلوم وہ علم ہے جسکا معلوم اشرف ہو
اور اشرف المعلومات اللہ تعالیٰ ہے اسی لیے معرفت الٰہی
تمام معارف سے افضل ہے بلکہ تمام اشیا کی معرفت کی
بزرگی اسی لیے ہے کہ وہ افعال الٰہی کی معرفت ہے یا
اوس طریقہ کی معرفت جس سے بندہ اللہ سے قریب ہوتا ہے
انتہی بحر منہاج العابدین مین لکھتے ہین کہ اے طالب
اخلاص وعبادت تجھ پر پہلے علم واجب ہے کیونکہ وہ قطب
ہے اور اوسی پر دارومدار ہے اور وہ اشرف الجواہر ہے اسی
لیے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ عابد پر عالم کی فضیلت ویسی ہے
جیسے میری اپنی امت کے ادنے شخص پر - انتہی -
یعنی عالم عابد سے اوس صورت مین افضل ہے کہ جب وہ
تمام عبادات وآداب پابندی سے بجالائے اور مکروہات
ومشتبہات وگناہ صغیرہ وکبیرہ سے بچے اور اگر انمین سے
کوئی بات بھی اوسمین نہو تو اوسکو صرف رسمی عالم سمجھنا
چاہیے - اسی طرح جس عابد کو فرایض وارکان اسلام و
ضروریات دین معلوم نہون اوس کو بھی عابد نہ جاننا چاہیے
کیونکہ علم بے عمل وسوسہ شیطان ہے - اور علم کی
دو قسمین ہین علم باللہ وعلم باحکام اللہ - عالم
باللہ عارف ولایت عرفانی ہے - اور عالم
باحکام اللہ عارف ولایت احسانی جس کے

اہل حدیث و متکلمین بآن قائل اند و حصول
این ولایت منوط بعصمت است از معاصی و
اعتصام بکتاب و سنت و وراثت نبوت عبارت
ازین ولایت است کہ صاحب این ولایت اتباع و
اقتدا را شاید و متابعان او از مزالق ایمن باشند و
ولایت عرفانی مراد از انکشاف وحدت ذات
و تنزل آن در کثرات است کہ منشاء آن جذب است
پس وی ہر چند در اقامت ارکان اسلام سعی می نماید
و بذکر و فکر اہتمام می ورزد با این ہمہ از ارتکاب
محظورات محتمل کہ محفوظ نباشد و متابعان این از
زیان ایمن نباشند و آنکہ جامع ہر دو ولایت
عرفانی و احسانی است او وارث کامل نبوت
است متابعان او بسلامت در منزل رسند و صاحب
ولایت احسانی کمتر ازوست و صاحب ولایت
عرفانی صرف ہر چند کہ لطیفۂ نفس او بعض کمالات
را قبول نمودہ و با ذات الٰہی رابطہ پیدا کردہ
لیکن ارشاد را نمی شاید و اقتدا بوے نمی باید و ایضا
در منہاج است قال النبی علیہ السلام
الا ادلکم علی اشرف اہل الجنۃ
قالوا بلیٰ یا رسول اللہ قال ہم
العلماء۔

اہل حدیث و متکلمین قائل ہین اور اس ولایت کا
حصول گناہون سے بچنے اور کتاب و سنت کی
پیروی سے مشروط ہے اور وراثت نبوت اسی ولایت
سے مراد ہے اور ایسا ولی قابل اتباع و اقتدا ہے
اور اوسکے تابعین لغزشون سے محفوظ رہتے ہین اور
ولایت عرفانی سے انکشاف وحدت ذات اور اوسکا
تنزل کثرت مین مراد ہے جسکا منشا جذب ہے تو وہ
باوجود ارکان اسلام قایم رکھنے کے کوشش اور ذکر و فکر
مین اہتمام کرنے کے بھی ممکن ہے کہ خطا کرنے سے محفوظ
نہو لہذا اوسکے تابعین نقصان سے بیخوف نہین اور جو
ان دونون ولایتون کا جامع ہے وہ نبوت کا وارث
کامل ہے اوسکے تابعین سلامتی سے منزل مقصود پر
پہونچتے ہین اور صاحب ولایت احسانی اوس سے
کم ہے اور صاحب ولایت عرفانی صرف جس کے
لطیفۂ نفس نے بعض کمالات قبول کرکے ذات الٰہی
سے کوئی واسطہ پیدا کیا ہو قابل ارشاد نہین
اور اس کی اقتدا کرنا نہ چاہیے۔ نیز منہاج العابدین
مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
کیا مین تم کو بہترین اہل جنت کا پتہ نہ دون سب نے
عرض کیا کہ ہان یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ
وہ علماء ہین انتہیٰ۔

قوله الحمد لله الهادی الی الصراط المستقیم

اقول حمد کہ اظہار کمال است از ہر دو مرتبہ جمع و فرق خالص مر خدای را است کہ مطلق است از جمیع قیود و راہ نمایندہ است بصراط مستقیم بدانکہ صیغہ حمد مصدر یست مصدر بلام جنس مستردف بہ لام اختصاص یعنی جنس مفہوم حمد خواہ مبنی للفاعل باشد یا مبنی للمفعول اعنی حامدیت و محمودیت مختص بحضرت حق است زیرا کہ در جمیع مراتب وجود ہم حامد اوست وہم محمود او بر زبان ہر ستایندہ نغمات حمد و ثناء خود سرایدہ و در لباس ہر ستودہ لمعات کمال و جمال خود نمایدے در چشم عیان شاہد و مشہود توئی ٭ در قبلۂ جان ساجد و مسجود توئی ٭ بے نام و نشان قاصد و مقصود توئی ٭ بے گوش و زبان حامد و محمود توئی ٭ و در عرف طایفہ علیہ صوفیہ حمد عبارت است از اظہار کمال محمود بصفات جمال و نعت جلال بر سبیل تعظیم و اجلال و آن یا از مرتبۂ جمع است بر جمع چنانکہ حق تعالی در مرتبۂ غیب و معانی اظہار کرد کمالات خود را بر خود

حمد یعنی اظہار کمال مراتب جمع و فرق سے خالص اوس خدا کے لیے ہے جو تمام قیود سے مطلق ہے اور صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرتا ہے جاننا چاہیے کہ صیغۂ حمد وہ مصدر ہے جو لام جنس کے ساتھ صادر ہوتا اور لام اختصاص کے ہمراہ آتا ہے یعنی جنس مفہوم حمد خواہ فاعل کے لیے مبنی ہو یا مفعول کے لیے یعنی حامدیت و محمودیت خدا سے مخصوص ہے کیونکہ تمام مراتب وجود مین وہی حامد محمود ہے وہی ہر حامد کی زبان سے اپنی حمد و ثنا بیان کرتا ہے اور وہی ہر محمود کی صورت مین اپنے کمال جمال کا جلوہ دکھاتا ہے ے در چشم عیان شاہد و مشہود توئی ٭ در قبلۂ جان ساجد و مسجود توئی ٭ بے نام و نشان قاصد و مقصود توئی ٭ بے گوش و زبان حامد و محمود توئی ٭ اور حضرات صوفیہ کے نزدیک حمد سے محمود کے کمال صفات جمال و جلال کا تعظیماً اظہار مراد ہے اور وہ یا مرتبۂ جمع سے جمع پر ہے جیسے حق تعالے نے پہلے اور دوسرے تعین د

بالتعین و تجلی الاول والثانی وما اشتملا	تجلی سے مرتبۂ غیب و معانی مین اپنے کمالات
علیہ من الشیون والاعتبارات اولا	کا اظہار اپنے آپ پر کیا پہلے تو شیون و
والحقایق الالٰہیۃ والکونیۃ ثانیا ے	اعتبارات سے پھر حقایق الٰہیہ و کونیہ سے

دی عشق نشان بی نشانی می گفت ٭ اسرار
کمال جاودانی می گفت ٭ اوصاف جمال
خویشتن بی من وتو ٭ با خود بزبان بیزبانی میگفت ٭
ویا از مرتبۂ فرق بر فرق چنانچہ مظاہر خلقیہ و
مجالی کونیہ بزبان اقوال وافعال واحوال اظہار
کمال وجمال یکدیگر کنند وآن بحقیقت حمد
حق است مر خودش را بواسطۂ تنزل در حضرات
وجود و مراتب شہود ویا از مرتبۂ جمع بر فرق چنانکہ
با فاضۂ نور وجود بر حقایق واعیان موجودات کہ
بلسان اصطلاح ازان بفیض مقدس تعبیر می کنند
اظہار میکند استعدادات وقابلیت ایشان بر وجہ
کمالات بالغہ ویا از فرق بر جمع چنانکہ جمیع مراتب
وجود دروحاً وشالاً وحسّاً بجمیع السنہ قولاً وفعلاً وحالاً
حمد حضرت حق می گویند واظہار کمال صفات
وافعال وی می کنند۔ وہادی اسم فاعل است
از ہدایت بمعنی راہ راست نماینده ما ہمہ بسوی
خویش چنانچہ میفرماید فاذکرونی اذکرکم ونزاع
در معانی اصطلاحی ہدایت واشتراک واز کتب
دیگر توان طلبید کہ در بیان تفصیلی آن جز طوالت
کلام فائدہ نیست وصراط مستقیم وطریق مستوی
ہر دو متلازم بوده اند ودین اعم الست کہ مراد از

دی عشق نشان الخ۔ اور یا مرتبۂ فرق سے فرق
پر چنانچہ مظاہر خلقیہ ومجالی کونیہ بزبان اقوال و
افعال واحوال ایک دوسرے کا کمال وجمال
ظاہر کرتے ہین جو حقیقتاً خود خدا ہی کی حمد ہے
حضرات وجود ومراتب شہود مین تنزل کے اعتبار
سے اور یا مرتبۂ جمع سے فرق پر جس طرح حقایق و
اعیان موجودات پر نور وجود کے افاضہ سے جس کو
اصطلاح مین فیض مقدس کہتے ہین اون کی
استعدادات وقابلیات وجود کے کمالات ظاہر
کرتا ہے۔ اور یا فرق سے جمع پر جس طرح تمام مراتب
وجود دروحاً وشالاً وحسّاً قولاً وفعلاً وحالاً خدا کی
حمد کرتے اور اوس کے صفات وافعال کا کمال
ظاہر کرتے ہین۔ اور ہادی ہدایت کا اسم فاعل
ہے جس کے معنے ہم سب کو اپنی طرف راہ راست
دکھانے والے کے ہین۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ
تم مجھکو یاد کرو مین تم کو یاد کرونگا۔ اور ہدایت
کے اصطلاحی معنی اور اوس کے اشتراک کا جھگڑا
اور کتابون مین دیکھنا چاہیے کیونکہ اوس کے
تفصیلی بیان مین طوالت کے سوا کوئی فائدہ
نہین۔ اور صراط مستقیم وطریق مستوی دونون
متلازم ہین اور دین اعم ہے جس سے مراد

نفس الامر عمومی باشد یعنی عقائد حقہ خواہ خصوص
ملۃ اسلامیہ -

نفس الامر عمومی ہے یعنی عقائد حقہ یا خصوصاً
مذہب اسلامیہ

قولہ والصلوٰۃ والسلام الاتمان والاکملان علی رسولہ الداعی الی المنہج السدید والمقصد العظیم

اقول ای افاضۂ رحمت واحسان وسلامتی از
خطرات غیر تمامتر وکمالتر نازل بر سردار ما محمد
رسول اللہ باد کہ صفت او بسوی راہ بے خطر و مقصد
بزرگ خواندن است منہج یعنی طریق واضح و این دعوت
حضرت رسول اللہ صلعم سوی منہج توحید حق و اقرار
رسالت ونبوت خود است ومراد از منہج قدیم
حب محمدی ست کہ محبوب حق گرداند و منصب
نبوت ورسالت منصب سفارت وعہدۂ وکالت
است از طرف حق کہ یکے از بندگان ذوی العقول
خود بے سابقہ خدمت وکسب می بخشد وباین
تشریف شریفش در بنی نوعے می نوازد تا بواسطۂ
این مکرمت ازالۂ علل وملل و ازاحۂ خلل نحل نمودہ
باصلاح معاش ومعاد جملۂ عباد کوشد و اوشان
را از وادی ضلالت بساحل ہدایت برد وبسعادات
دارین وفلاح کونین فایز گرداند ولہذا مستحق شد
این گروہ باشکوہ صلوٰۃ وسلام را و رسول بروزن
فعول مشتق از رسالت است ورسالت در اصل

یعنی رحمت واحسان اور خطرات غیر سے سلامتی
کا پورا افاضہ ہمارے سردار محمد رسول اللہ صلعم
پر ہو جن کی صفت راہ بے خطر اور مقصد بزرگ
کی طرف بلانا ہے یعنی توحید حق اور اپنے اقرار
رسالت ونبوت کی طرف دعوت دینا منہج قدیم سے
حب محمدی مراد ہے جو محبوب حق کرتی ہے اور منصب
نبوت ورسالت حق کی طرف سے منصب سفارت
وعہدۂ وکالت ہے جو وہ اپنے بندگان صاحب عقل
مین سے کسی ایک کو بلا لحاظ خدمت وکسب عطا
کرکے اس شرف سے اوس کو اپنے محبوبون مین فراز
فرماتا ہے تاکہ اس مکرمت کے ذریعہ سے وہ امراض
مذہب ونقایص مشرب کو دور کرکے لوگون کی
اصلاح دینی ودنیاوی کرے اور اون کو گمراہی سے
نکال کر ہدایت کرے اور سعادت دارین وفلاح
کونین عطا فرماوے اسی لیے یہ گروہ باشکوہ
صلوٰۃ وسلام کا مستحق ہوا - اور رسول بروزن فعول
رسالت سے مشتق ہے اور رسالت دراصل

کلامی را گویند کہ مرسل شود بسوی غیر و در اصطلاح
خاص است بہ کلامی کہ مشتمل بر قواعد علمیہ بود
و در شریعت مستعمل باشد بمعنی بعث اللہ انسانا
الی الخلق بشریعۃ سواء امر بتبلیغہا اولا
وگاہے تخصیص رسول کردہ شود بہ کسیکہ جبرئیل
برو نازل شود یا مختص بود بہ کتاب و شریعت جدید
یا نبودن مامور بمتابعت شریعت دیگر انبیاء و لہذا
تفسیر کردند رسول را باین کہ مبعوث بہ خلق بود برائے
تبلیغ احکام شریعت و با او کتاب جدید بود ۔ در
فتح المبین است کہ الرسول انسان حر ذکر من
بنی آدم یوحی الیہ بشرع و امر بتبلیغہ
سواء کان لہ کتاب انزل علیہ لیبلغہ
ناسخا لشرع من قبلہ او غیر ناسخ لہ او
انزل علی من قبلہ او امر بدعوۃ الناس الیہ
او لم یکن لہ ذلک بان امر بتبلیغ الوحی
الیہ من غیر کتاب انتہی و مقصود بالذات از
ارسال رسل اصلاح عالم است و اصل اصلاح عالم
حاصل می شود بالقاء علوم حقہ از غیب بشہادت
لیکن در بعضے احوال شبہات توہم کہ ناشی از افکار
ردیہ ظلمانیہ می باشند سد باب انقیاد نفوس اونشان
از علوم حقہ غیبیہ می کنند ازین جہت رد شبہات

وہ کلام ہے جو غیر کی طرف بھیجا جائے اور اصطلاحًا
وہ کلام خاص ہے جو قواعد علمیہ پر شامل ہو اور شریعت
میں اس معنی میں مستعمل ہے کہ اللہ کسی انسان کو خلق
کے پاس شریعت دیکر بھیجے خواہ اوس شریعت کی
تبلیغ کا حکم دیا گیا ہو یا نہو اور کبھی رسول کی تخصیص اوس
شخص سے کیجاتی ہے جسپر حضرت جبرئیل نازل ہوں
یا اوسے نئی کتاب و شریعت ملے یا دوسرے انبیاء کی
شریعتون کا وہ تابع نہو اسی لیے رسول اوسے کہتے ہیں
جو خلق کی طرف احکام شریعت پہونچانے کے لیے بھیجا
گیا ہو اور اوسکے ساتھ نئی کتاب ہو ۔ فتح المبین میں ہے
کہ رسول انسانون میں وہ آزاد شخص ہے جسپر کوئی شرع بطور
وحی نازل کیجائے اور اوسکی تبلیغ کا اوسکو حکم دیا جائے
خواہ وہ کتاب اپنی سے پہلی شریعت کی ناسخ ہو یا نہ ہو
یا اوس سے پہلے نبی پر نازل کیجا چکی ہو یا اوسکی طرف
لوگونکو دعوت دینے کا حکم دیا گیا ہو یا نہو اس طور پر کہ
اوسے تبلیغ وحی کا بلا کتاب حکم دیا جا چکا ہو ۔ انتہی
اور پیغمبرونکے بھیجنے سے مقصود ذاتی عالم کی اصلاح ہے اور اصلی
اصلاح عالم غیب سے عالم شہادت کیطرف علوم حقہ کی القاء سے
حاصل ہوتی ہے مگر بعض حالات میں شبہات توہم جو افکار
ردیہ ظلمانیہ سے پیدا ہوتے ہیں وہ اون نفوس کو علوم حقہ غیبیہ
کے ماننے سے روک دیتے ہیں اسلیے ان لوگونکے شبہات کی رد

ایشان مطلوب بالعرض گشت و واجب در ہمچو حالت دفع شبهات ردیۂ ایشان است خواه بہ منع باشد خواه بہ مقدمات خطابیہ ولہذا در قرآن عظیم مخاصمہ واقع شد بہ بعض مقدمات خطابیہ

مطلوب بالعرض ہوئی اور ایسی حالت مین اون کے شبہات ردیہ کا دفع کرنا واجب ہے خواہ بہ منع ہون خواہ بہ مقدمات خطابیہ اور اسی لیے کلام مجید مین بعض مقدمات خطابیہ سے مخاصمہ واقع ہوا۔

قولہ وعلی آلہ واصحابہ السالکین مسالک الدین القویم

وصلوۃ و سلام بر آل او کہ اتباع و خویشاوندان و یاران اویند نازل باد کہ روندگان راہ دین قویم اند و این تخصیص بعد تعمیم بقصد اظہار تعظیم شان است و دین طریقہ خاصہ حق را گویند باید دانست کہ مراد از آل نزد امام اعظم و بعض علماء بنی ہاشم اند عبد اللہ بن صدیق بن عمر ہروی ماتریدی صاحب کتاب احکام الاعتقاد فی رد الفلسفۃ والالحاد در رسالہ کہ برای تحقیق کلمات وارده در باب صلوۃ بر سید کائنات تالیف کردہ است در فصلے معنی آل و بیان اختلاف آن میفرماید کہ واختلفوا فی آل النبی صلعم علی اقوال فقیل ہم الذین حرمت علیہم الصدقۃ وفیہ ثلث مذاہب احدہا انہم بنو ہاشم وہذا مذہب الامام الاعظم رح وہو روایۃ عن احمد و مختار ابن القاسم من المالکیۃ و ابن اثیر در نہایہ میفرماید قد اختلف فی آل النبی صلعم

اور درود و سلام اون کی اولاد اور دوستون پر جو اونکے تابع اور عزیز اور دین متین کے طریقہ پر چلنے والے ہین نازل ہو یہ عمومیت کے بعد خصوصیت بغرض اظہار اونکی تعظیم کے ہے۔ دین خدا کے خاص طریقہ کو کہتے ہین جاننا چاہیے کہ امام اعظم اور بعض علماء کے نزدیک آل سے بنی ہاشم مراد ہین عبد اللہ بن صدیق بن عمر ہروی ماتریدی صاحب احکام الاعتقاد فی رد الفلسفہ والالحاد ایک رسالہ مین جو اونھون نے اون کلمات کی تحقیق مین جو آنحضرت صلعم پر درود کے بارہ مین وارد ہین تالیف کیا ہے اوسکی ایک فصل مین آل کے معنی اور اوسمین اختلاف کے متعلق لکھتے ہین کہ آنحضرت صلعم کی اولاد کے متعلق مختلف اقوال ہین بعض یہ کہتے ہین کہ آل سے مراد وہ لوگ ہین جن پر صدقہ حرام کیا گیا یعنی بنی ہاشم بروایت امام احمد یہ امام اعظم کا مذہب ہے اور مالکیہ مین سے ابن قاسم کا مختار۔ اور ابن اثیر نہایہ مین لکھتے ہین کہ

والاکثرون علی انهم اهل بیته و قال
الشافعی دل هذا الحدیث ای حدیث
لا یحل الصدقة لمحمد و ال محمد علی ان ال
محمد هم الذین حرمت علیهم الصدقة و
عوضوا منها الخمس وهم قبیلة بنی هاشم و
بنی المطلب انتهی صاحب صواعق محرقه میگوید
که الاصح فی الال انهم بنو هاشم والمطلب
انتهی اگر گوئی که در حدیث شریف وارد است که
الی کل مومن تقی پس هر مومن تقی در ال آنحضرت
صلعم داخل و به فضائلے که در حق آل وارد شامل
باشند گویم که اولا این خبر ضعیف است صلاحیت
استناد ندارد چنانچه صاحب صواعق در مقام
سابق الذکر میفرماید خبر الی کل مومن تقی
ضعیف ثانیا از تصریح صاحب صواعق ظاهر میشود
که مراد از اهل بیت در هر آیت و حدیث که متضمن
فضائل است مومنین بنی هاشم و بنی مطلب اند
پس بمقابله این چنین احتمال ساقط الاعتبار است
ثالثاً در فضائل اهل بیت جائے لفظ ذریت
و جائے لفظ عترت وارد است پس این الفاظ را
چگونه برهمه مومنین حمل خواهند کرد که در حدیث
کل مومن ذریتی و عترتی وارد نیست

کہ اکثر کا یہ مذہب ہے کہ آل سے آنحضرت صلعم کے
اہل بیت مراد ہین اور امام شافعی فرماتے ہین کہ حدیث
لا یحل الصدقة الخ اس امر کی دلیل ہے کہ آل محمد وہ
لوگ ہین جن پر صدقہ حرام کیا گیا اور بجائے اوس کے
اونکو خمس دیا گیا اور وہ بنی ہاشم و بنی مطلب ہین انتہی
صاحب صواعق محرقہ کہتے ہین کہ صحیح یہ ہے کہ آل سے
بنو ہاشم و مطلب مراد ہین انتہی اگر یہ کہو کہ حدیث شریف
مین ہے کہ آلی کل مومن تقی تو ہر مومن پرہیزگار
آنحضرت صلعم کی اولاد مین داخل اور جو فضائل آل
کے متعلق وارد ہین اونکا مستحق ہوگا تو مین کہونگا
اولاً تو یہ حدیث قابل سند نہین چنانچہ صاحب صواعق
فرماتے ہین کہ حدیث آلی کل مومن تقی ضعیف
ہے دوسرے یہ کہ صاحب صواعق کے بیان سے
معلوم ہوتا ہے کہ ہر اوس حدیث و آیت مین جو
فضائل اہل بیت کو شامل ہے مومنین بنو ہاشم و
مطلب مراد ہین پس اس کے مقابلہ مین ایسا
قیاس غیر معتبر ہے تیسرے یہ کہ فضائل اہل بیت
مین کہین لفظ ذریت اور کہین لفظ عترت
آیا ہے تو یہ الفاظ ہر مومن پر کیسے قیاس کیے
جا سکتے ہین کیونکہ حدیث مین کل
مومن ذریتی و عترتی نہین آیا ہے

رابعًا اعتقاد به فضائل اہل بیت از ضروریات
دین است پس در ضروریات دین ہیچ تحریفات
پیش کردن ناسزا است مثلاً از صلوٰۃ دعا و از
صوم باز داشتن خود از قبایح و از زکوٰۃ تزکیہ نفس و
از حج قصد خیرات و امثال آن مراد گرفته شود
خامسًا بر تقدیر تسلیم خبر آل کل مومن تقی گویم
مراد از آل درین حدیث توابع اند که اطلاق
آل برانہا شایع است نه آل آنحضرت بمعنی
مبحوث عنه که احکام مخصوصه مثل حرمت صدقه
و تعظیم و وجوب محبت شان مثل محبت آنحضرت صلعم
وغیرہ بایشان متعلق است سادسًا اطلاق آل
بر ہر مومن تقی باعتبار اعطای حکم متبوع تابع است
چنانکه در حدیث وارد است مولی القوم منهم
و سلمان منا اهل البیت کذا فی الحق المبین فی
فضائل اهل بیت سید المرسلین للفاضل
المتین المولوی رشید الدین الدهلوی
و آوردن لفظ آل درین جا برای امتثال امر حدیث
است چنانکه ظاہر است بر ماہر حدیث و ازین جا
معلوم شد که تا صلوٰۃ بر آل نه فرستند اتیان به مامور
حاصل نه شود و صحابی کسیکه ملاقات کرد با آنحضرت
و ایمان آورد و بر اسلام مرد و وجه ثنا بر ایشان

چوتھے یہ کہ فضائل اہل بیت کا اعتقاد ضروری و
مذہبی ہے تو مذہبی امور میں ایسے تحریفات پیش کرنا
گمراہی ہے مثلاً لفظ نماز سے دعا اور روزہ سے اپنے
آپ کو برائیوں سے بچانا اور زکوۃ سے تزکیۂ نفس
اور حج سے خیرات وغیرہ مراد لینا پانچویں یہ کہ اگر حدیث
الی کل مومن تقی ہم مان بھی لیں تو یہی کہیں گے
کہ اس حدیث میں آل سے مراد تابعین ہیں جن پر
اطلاق آل شایع ہے نہ آنحضرت صلعم کی اولاد جن سے
احکام مخصوصہ متعلق ہیں مثلاً حرمت صدقہ یا اونکی
محبت و تعظیم آنحضرت صلعم کی محبت کی طرح واجب
ہونا چھٹے یہ کہ آل کا اطلاق ہر مومن پرہیزگار پر تابع
کو متبوع کا حکم دینے کے اعتبار سے ہے چنانچہ حدیث
میں ہے کہ مولی القوم منهم الخ ایسا ہی رسالۂ
حق المبین فی فضائل اہل بیت سید المرسلین مصنفہ
فاضل متین مولوی رشید الدین دہلوی میں ہے
اور یہاں لفظ آل کا لانا حکم حدیث کی پیروی ہے
جو ماہر حدیث پر ظاہر ہے تو معلوم ہوا کہ جب تک آل
پر درود نہ بھیجیں گے تعمیل مامور بہ حاصل نہ ہوگی۔
اور صحابہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے آنحضرت صلعم کی
زیارت کی اور ایمان لائے اور اسلام پر وفات
پائی اور اون کی تعریف کرنے کی وجہ یہ ہے کہ

بودن ایشان است واسطہ در ابلاغ شرایع بسوئے عباد

وہ لوگ امت کی طرف تبلیغ شریعت مین واسطہ تھے۔

قولہ اما بعد فیقول احقر عباد اللہ علی ابن حسام الدین الشہیر بالمتقی

اقول مصنف چون دستور دیگر مصنفان بعد ادای حمد ونعت آغاز در سبب تالیف کردہ میگوید کہ بعد حمد ونعت حقیر وناچیز ترین بندگان حق (واز اظہار حقارت بمذاق صوفیہ این جا جدائی خود از مبدأ خویش مراد گرفتہ) علی ابن حسام الدین ابن عبد الملک بن قاضی خان المتقی القادری الشاذلی المدنی الچشتی کہ (مرید شیخ باجن چشتی برہانپوری است وخرقہ خلافت از شیخ عبد الحکیم بن شاہ باجن یافتہ مفصل حالات مصنف در کتاب زاد المتقین مولفہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی خلیفہ حضرت شیخ عبد الوہاب متقی موجود است) واما بعد کلمہ ایست کہ چون شخصے کلامے بر اسلوبے راند وخواہد کہ اسلوبے دیگر بیارد بگوید اما بعد۔ وعلما اختلاف دارند در کسیکہ اول باین کلمہ کلام کرد صاحب فتح الباری گوید کہ طبرانی در حدیث مرفوع از ابی موسی اشعری آوردہ کہ اول کسیکہ باین کلمہ تکلم کرد داؤد پیغمبر است وگفتہ اسنادش ضعیف است ودر حدیث موقوف از

مصنف حسب دستور اور مصنفون کے بعد حمد و نعت سبب تالیف شروع کرکے فرماتے ہین کہ حمد و نعت کے بعد خدا کے بندون مین سب سے حقیر و ناچیز بندہ (حقارت سے مراد مبدا سے اپنی جدائی ہے) علی بن حسام الدین بن عبد الملک بن قاضی خان متقی قادری شاذلی مدنی چشتی کہتا ہے (یہ شیخ باجن چشتی برہانپوری کے مرید اور شیخ عبد الحکیم بن شاہ باجن کے خلیفہ تھے ان کے مفصل حالات کتاب زاد المتقین مولفہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی خلیفہ حضرت شیخ عبد الوہاب متقی مین موجود ہین) اور اما بعد وہ کلمہ ہے جو ایک بات کے بعد دوسری بات شروع کرنے پر بولا جاتا ہے اور علما اس مین مختلف ہین کہ سب سے پہلے یہ کلمہ کس نے استعمال کیا۔ صاحب فتح الباری کہتے ہین کہ طبرانی حدیث مرفوع مین ابی موسی اشعری سے روایت کرتے ہین کہ سب سے پہلے یہ کلمہ حضرت داؤد علیہ السلام نے استعمال کیا اور کہا کہ اس کے اسناد ضعیف ہین۔ اور حدیث موقوف مین

شعبی آمدہ کہ فصل خطاب کہ داؤد را دادہ بودند
و در قرآن مذکور است واتیناہ الحکمۃ وفصل
الخطاب ہمین کلمہ است و بعضے گفتہ اند اول
کسی کہ متکلم شد بدان یعرب بن قحطان بود وقیل
کعب بن لوئی وقیل سحبان بن وائل وقیل
قس بن ساعدہ وقول اول اشبہ واثبت است
وجمع کردہ اند میان این اقوال باین کہ اولیت در
اول حقیقی است و در بواقی اضافی واللہ اعلم

شعبی سے مروی ہے کہ وہ فصل خطاب جو حضرت
داؤد کو دیا گیا اور جس کا ذکر قرآن مین ہے کہ
واتیناہ الحکمۃ الخ یہی کلمہ ہے اور بعض کہتے ہین کہ سب
سے پہلے یہ کلمہ یعرب بن قحطان بولا اور بعض کے
نزدیک کعب بن لوی اور بعض کے نزدیک سحبان بن
وائل اور بعض کے نزدیک قس بن ساعدہ اور پہلا قول
زیادہ ثابت ہے اور ان اقوال مین یون تطابق کیا ہے
کہ اول مین ولیت حقیقی ہی اور باقی مین اضافی واللہ اعلم

قولہ اعلم ایہا السالک الطالب لقرب مولاہ جل ذکرہ ارشدک اللہ وایانا الی مرضیاتہ ان من قصد مقصداً عظیماً وطلب شاناً جسیماً

اقول یعنی بدان ای روندہ راہ وجویندۂ قرب
آلہ کہ راہ نماید ترا و مرا بسوی خوشنودیہای خویش
ہر کہ خواہد مقصد بزرگ و مرتبۂ سترگ سلوک اہل
طریق را و فائدہ از نداین کہ تا دیگران ہم بشنوند
و بقصد بہرہ یابی شتابند گو منادی ہمان یک کس
بودہ است و نسبت ارشاد بہ مخاطب خود دلیل بر
کمال ولع مصنف است در ہدایت

یعنی ای سالک اور طالب قرب الہی اللہ تجھکو اور
ہم کو اپنی خوشنودی عطا فرمائے جو شخص مقصد عظیم اور
سلوک اہل طریقت کا مرتبۂ اعلے چاہے اور ندا سے
فائدہ یہ ہے تاکہ اور لوگ بھی سن کر متوجہ ہون اگرچہ
منادی ایک ہی شخص ہے اور اپنے مخاطب سے
ایسا فرمانا یہ مصنف کے کمال شوق ہدایت کی
دلیل ہے۔

قولہ فلابد من معرفۃ سببہ وطرق موصلۃ الی ذلک المقصد

پس ضرور است دانستن علت و سبب آن از آفات
و مضار و منافع و رفتن آن راہ کہ رسانندہ بہ مقصد
بود و معرفت مصطلح حضرات صوفیہ بغایت دشوار است

پس اوس کے اسباب آفات و نقصانات و منافع
اور اوس راہ مقصود پہ چلنے کا طریقہ جاننا ضروری
ہے اور معرفت مصطلحہ صوفیہ نہایت دشوار ہے

صرف شناسائی را معرفت نیگویند و در بیان معنی
معرفت اقوال شتی نظر اختلاف احوال بوده اند
شمهٔ ازان که ذکر کردنش خالی از فائده نخواهد بود
این که قال الجنید المعرفة معرفتان معرفة
تعرف و معرفة تعریف فمعنی التعرف
ان یعرفهم نفسه و یعرفهم الاشیاء به
و معنی التعریف ان یریهم اثار قدرته فی
الانفس و الافاق ثم یحدث فیهم لطفا
تدلهم الاشیاء ان لها صانعا و هذه معرفة
العوام و الاولی معرفة الخواص و قال بعض
الشیوخ المعرفة معرفتان معرفة الحق و معرفة
الحقیقة فمعرفة الحق اثبات وحدانیته
علی ما اظهر من الصفات و معرفة الحقیقة
علی ان لا سبیل الیها لامتناع الصمدیة قال
الله و لا یحیطون به علما و للمشایخ فی الفرق
بینها و بین العلم اقوال قال واحد تبیین
الاشیاء علی الظاهر علم و تنبیهها علی مستکشف
بواطنها معرفة و قال بعضهم ابلح الله
العلم للعامة و خص الاولیاء بالمعرفة و قال
ابو بکر الوراق المعرفة معرفة الاشیاء بصورها
و سماتها و العلم علم الاشیاء بحقایقها و قال

صرف شناسائی کو معرفت نہین کہتے اور معنی معرفت کے
بیان مین بنظر اختلاف احوال مختلف اقوال ہین جنمین
سے چند کا ذکر خالی از فائدہ نہین حضرت جنید فرماتے
ہین کہ معرفت کی دو قسمین ہین ایک معرفت تعرف
دوسری معرفت تعریف تو تعرف کے یہ معنی ہین کہ وہ
اپنے نفس کو پہچانین اور اوسی سے اشیاء کو بھی پہچانین
اور تعریف کے یہ معنی ہین کہ اوس سے وہ خدا کے آثار
قدرت انفس و آفاق مین دیکھین پھر اوسمین اونکو لطف
پیدا ہو جس سے وہ یہ سمجھین کہ اون کا کوئی صانع ہے یہ
عوام کی معرفت ہے اور پہلی خواص کی معرفت ہے اور
بعض شیوخ کہتے ہین کہ معرفت کی دو قسمین ہین ایک
معرفت حق دوسری معرفت حقیقت تو معرفت حق ظہور
صفات سے اوسکی وحدانیت کا اثبات ہے اور معرفت
حقیقت وہ ہے جو بوجہ حضرت صمدیت کے ممانعت
زما ورنے کے ممکن نہین ارشاد ہے کہ و لا یحیطون به علما
اور معرفت و علم مین فرق کے متعلق مشایخ کی اقوال ہین ایک نے
تو یہ کہا کہ ظاہری چیزون کا معلوم ہونا علم ہے اور پوشیدہ امور
سے باخبر ہونا معرفت ہی اور بعض نے کہا کہ علم کو عوام کے لیے
اللہ نے مباح کیا اور معرفت کو اولیاء سے مخصوص کیا اور
ابو بکر وراق نے کہا کہ کسی چیز کا صور و علامات سے پہچاننا
معرفت ہے اور اوسکی حقیقت جاننا علم ہے اور حضرت

ابو یزید البسطامی المعرفة ان تعرف ان
حرکات الخلق وسکناتهم بالله وقال
الشبلی هو دوام الحیرة وقال ذو النون
حقیقة المعرفة اطلاع الحق علی الاسرار
بمواصلة لطایف الانوار وقال عبد الله ابن
المبارک المعرفة ان لا تتعجب من شیٔ وقال
سهل بن عبد الله التستری المعرفة هی المعرفة
بالجهل انتهی ومراد این جا از معرفت شناسائی
محض بغرض هدایت است نه معرفتیکه تعریفات
آن بالا گذشته زیرا که این عین مرتبهٔ کمال
است غرضکه ضرور است دانستن آن سبب و
آن موقوف است بر دانستن ارکان آن سبب
وچون دانستن سبب ضروریست پس میفرمایند

بایزید بسطامی نے کہا کہ حرکات وسکنات خلق کو
اللہ سے سمجھنا ہی معرفت ہے اور حضرت شبلی نے
کہا کہ معرفت دوام حیرت ہے اور حضرت ذو النون نے
کہا کہ حق تعالے کا اسرار پر مطلع کرنا بمواصلت لطائف
انوار یہی حقیقت معرفت ہے اور عبد اللہ بن مبارک
نے کہا کہ کسی چیز سے متعجب نہونا معرفت ہے اور سہل
بن عبد اللہ تستری نے کہا کہ جہل کی معرفت ہونا معرفت
ہے انتہی۔ معرفت سے یہان محض شناسائی بغرض
ہدایت مراد ہے نہ یہ معرفت مذکورہ کیونکہ یہ تو کمال
کا درجہ ہے۔ غرض کہ اوس سبب کا جاننا
ضروری ہے اور وہ اوس سبب کے ارکان جاننے
پر موقوف ہے اور چونکہ سبب کا جاننا ضروری ہے
لہذا فرماتے ہین

قوله فاذن لا بد لسالک الطریق الی الله من معرفة معنی القرب ومعرفة طریق یوصله الی قربه تعالی

اقول پس اکنون بعد قصد کردن معرفت ضرور
است روندهٔ راه حق را از معرفت معنی قرب و
راه موصل الی القرب که این هر دو ارکان آن
معرفت سبب بوده اند و آن معرفت موقوف
است به شناسندگی شناسندگان و آن را
شیخ خود می فرماید۔

یعنی سالک راہ حق کے لیے معرفت قصد کرنے
کے بعد معنی قرب اور راہ قرب کا جاننا ضروری
ہے کیونکہ یہ دونون ارکان اوس معرفت کا سبب
ہین اور وہ معرفت تعارف کرانے والون کے
تعارف پر موقوف ہے جس کو خود حضرت شیخ
بتاتے ہین۔

قولہ فہذہ رسالۃ موسومۃ بتبیین الطرق الی اللہ مشتملۃ علیٰ ھاتین المعرفتین وادنی فائدتھا لمن اجاب مضمونہا ان یعرف الطریق المستقیمۃ من المعوجۃ المغویۃ الیٰ ان یوفقہ اللہ تعالیٰ السلوک

اقول وآن این رسالہ است موسومہ بہ تبیین الطرق کہ شامل است بر بیان ہر دو نوع معرفت کہ سبب آن مقصد سلوک و طریق موصلہ الی السلوک است وکمتر فائدۂ آن پذیرندہ مضمون رسالہ را این کہ خواہد شناخت راہ راست را از کج گمراہ کنندہ تا این کہ توفیق دہد او تعالے برای سلوک یعنی سالک را بشرطیا دداشت آن مفید وہادی راہ راست خواہد بود و زائد ازین معرفت ہر قدر کہ خدا توفیق دہد کہ واصل کامل و موحد عامل گرداند و این بر سبیل اظہار عجز خویش است کہ من خود چگویم کہ این رسالہ موصل الی الکمال است امّا ذریعۂ وصولش البتہ می توانم گفت و معنی توفیق دست دادن کسے را بکارے و در شرع تخصیص است بکار خیر اکنون شروع بہ مقصد میفرماید

یعنی وہ یہ رسالہ تبیین الطرق ہے جو دونوں معرفتوں کے بیان پر شامل ہے اور جسکا مقصد سبب سلوک اور طریقہ سلوک بتاتا ہے جو اس رسالہ کا مضمون پسند کریگا اوسکو ادنے فائدہ یہ ہوگا کہ وہ ہدایت وضلالت مین تمیز کریگا یہان تک کہ اللہ تعالیٰ اوسکو سلوک کی توفیق دے یعنی وہ سالک کو بشرطیا دداشت مفید رہادی ہوگا اور اس معرفت سے زائد جس قدر خدا اوسکو توفیق دے کہ واصل کامل و موحد عامل کردے یہ بطریٔ اپنے اظہار عاجزی کے ہے کہ مین خود کیسے کہون کہ یہ رسالہ کامل بنانے والا ہے مگر ذریعۂ وصول اس کو ضرور کہونگا اور توفیق کے معنی کسیکو کسی کام مین مدد دینے کے ہین اور شرعاً کار خیر کی تخصیص ہے۔ اب حضرت مصنف مطلب شروع فرماتے ہین۔

قولہ فاعلم ان الطریق الموصل الی اللہ عبادتہ کما نطق بہ القرآن العظیم ان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ھٰذا صراط مستقیم

اقول پس بشنو آن را کہ طریق موصلہ الی الحق عبادت او ست چنانکہ گویا است بآن قرآن عظیم

یعنی خدا تک پہونچانے والی راہ اوس کی عبادت ہے چنانچہ خود قرآن مجید مین فرماتا ہے

که بتحقیق الله پروردگار ما و شما است پس بپرستید ورا
و همین پرستش صراط مستقیم است و عبادت دلیل
عبودیت است و همین کمال مرتبهٔ عبد است و سرّ
در مشروعیت عبادات عامه و خاصه آنکه حق را بر
عباد خود حقے است که به توحید و نفی شرک وادای
عبادات ادا میشود و حاصل آن در روح و سر
مضمر است در عبارت نمی آید دیگر در روح آدمی
لطیفهٔ بغایت خفی سپرده اند که منجذب است بجانب
تجلی اعظم همچو انجذاب آهن به مقناطیس و این لطیفه
گاہے در نخواستی سر و روح میباشد پس سرّ و روح هم
منجذب می شوند با نجذاب او و گاہے بے خواهشی
میل میکند و این مخصوص به اهل کمال است بهر تقدیر
این انجذاب خواہان عبادت شده است و عبادت
مربی انجذاب است و آثام عوایق آن انجذاب و
عوارف اومی باشند پس تقاضای این لطیفه بحق
الٰهی تعبیر کرده شد زیرا که حق لطیفه الیست که نمونهٔ ذات
حق است در لطایف سر و نیز سالک قبل انکشاف
مقام عین ثابت خود مقلد راه سلوک است و گرفتار
کشاکش تقلید و زحمت ضروریات و مرادات و چون
به توفیق و عنایت الٰهی از کشاکش تقلید وغیره فراغت
می یابد مشاهدهٔ عین که عبارت از معرفت طور خاص

که بیشک الله ہمارا اور تمهارا پروردگار ہے اوسی کی
پرستش کرو اور یہی پرستش صراط مستقیم ہے اور عبادت
دلیل عبودیت ہے جو مرتبهٔ عبدیت کا کمال ہی اور عام
وخاص عبادات مشروع ہونیکا راز یہ ہے کہ حق تعالے
کا اپنے بندون پر ایک حق ہے جو توحید اور نفی شرک
اور ادائے عبادت سے ادا ہوتا ہے جسکا خلاصہ روح
سر مین پوشیدہ ہے بیان مین نہین آتا دوسرا راز یہ ہے
کہ روح انسانی مین ایک لطیفہ نہایت نازک امانت
رکھا گیا ہے جو تجلی اعظم کیطرف ایسا منجذب ہے جیسے
لوہا مقناطیس کیطرف اور یہ لطیفہ جب کبھی سر و روح کے
بے رغبتی مین ہوتا ہے تو وہ بھی اسکی کشش سے کھنچتے ہین اور
کبھی بلا پردہ میل کرتا ہے مگر یہ کاملین سے مخصوص ہے
ہر صورت یہی انجذاب عبادت چاہتا ہے اور عبادت
مربی انجذاب ہے اور گناہ اوس انجذاب کو اور اوسکے
عوارف کو روکتے ہین پس اس لطیفہ کے تقاضے کو
حق الٰہی اسی لیے کہتے ہین کہ وہ اوس لطیفہ کا حق ہے
جو لطایف سر مین نمونۂ ذات حق ہے نیز سالک اپنے
مقام عین ثابت کے کھلنے سے پہلے مقلد راہ سلوک
اور کشاکش تقلید و زحمت ضروریات و مرادات مین گرفتار
ہے جب بعنایت الٰہی کشاکش تقلید سے نجات پاتا ہے تو اوس
عین ثابت کا مشاہدہ جس سے مراد طور حضرت وجود کا ایک طور خاص کی معرفت ہے

ازاطوار حضرت وجود بہ تقاسیم رحمت الٰہیہ مظہرہ بآن عطا می نمایند بعد وضوح این سر عظیم القدر و تحقق این مقام او خود را و ارادۂ خود را در سطوت حضرت وجود منقہر می یابد و درین راہ انبساطے و سرورے با و احاطہ می نماید تا کہ دیگر مقتضیات طبعیہ و ارادات نفسیہ او را زحمت نہ رسانند و تشویش نہ دہند زیرا کہ احکام و ماجریات او راجع است بہ وجوب۔

رحمت الٰہی کی بخشش سے اوسکو عطا ہوتا ہے اور اس عظیم الشان راز کھلنے اور اس مقام مین ٹھہرنے کے بعد وہ اپنے آپ کو اور اپنے ارادہ کو حضرت وجود کے غلبہ سے مغلوب پاتا ہے اور اس راہ مین انبساط و سرور اوس کا احاطہ کر لیتے ہین تا کہ مقتضیات طبعیہ و ارادات نفسانیہ اوسے زحمت و تشویش نہ دین کیونکہ اوس کے احکام و ماجریات وجوب کی طرف راجع ہوتے ہین۔

قولہ والعبادۃ قسمان فرض ونفل

اقول وعبادت بر دو قسم است یکے فرض کہ ترک آن بہ ترک اعتقاد حقیت کفر است و دیگر نفل کہ زائد بر فریضہ بود از کردن آن ثواب است و بر ترک آن عقاب نیست توان دانست کہ عبادات مقربہ ایا از قبیل نوافل اند کہ حق سبحانہ آن بر بندگان واجب نہ کردہ بلکہ ایشان آنرا تقرباً الی اللہ بر خود لازم گردانیدہ اند و چون درین ارتکاب وجود ایشان درمیان است فناء ذات و استہلاک جہت خلقیت در جہت حقیت فایدہ نمی دہد بلکہ نتیجۂ آن ہمین است کہ قوی و اعضاء و جوارح بندہ عین حق شوند بآن معنی کہ جہت حقیت بر خلقیت غالب آید این را قرب نوافل گویند و درین قرب

اور عبادت دو قسم پر ہے ایک فرض جس کو حق نہ سمجھکر چھوڑ دینا کفر ہے اور دوسری نفل جو فرض پر زائد ہو اوس کے کرنے پر ثواب ہے اور نہ کرنے پر عذاب نہین جاننا چاہیے کہ عبادات مقربہ یا نوافل ہین جنکو خدا نے بندون پر واجب نہین کیا بلکہ وہ اوسے بلحاظ تقرب خود کرتے ہین اور چونکہ یہ خود اون کا فعل ہے لہذا اس سے اپنی ذات و ہستی کا ذات حق مین فنا کرنے کا فائدہ نہین ہوتا بلکہ اوس کا نتیجہ صرف یہی ہے کہ اوس کے قوی و اعضاء و جوارح اس طرح عین حق ہو جائین کہ اوس کی ہستی پر حقیقت کا غلبہ ہو جائے اور اس کو قرب نوافل کہتے ہین۔ اس قرب مین

بندۂ سالک فاعل و مدرک و حق آلہ وی است
و یا از قبیل فرائض اند کہ حق تعالی اعمال و عبادات
را بر ایشان واجب کردہ و ایشان بنابر امتثال
امر ارتکاب آن نمودہ اند و درین ایجاب و ارتکاب
وجود ایشان درمیان نیست نتیجۂ آن فناء ذات
سالک و جہت خلقیت اوست در جہت حقیت
و این را قرب فرائض گویند و بیان تصریحی این
ہر دو آیندہ می آید و درین قرب فرائض حق فاعل
و مدرک است و سالک بمنزلۂ آلہ و اشارہ باین
مرتبہ است ان اللہ قال علی لسان نبیہ ان
الحق لینطق علی لسان عمر و چون این دانستی
بدان کہ مقربان از چار حال بیرون نیند یا صاحبان
قرب نوافل اند یا صاحبان قرب فرائض یا جامع
بین القربین و این را مرتبۂ جمع الجمع و قاب قوسین و
مقام کمال خوانند و آیۂ ان الذین یبایعونک
و حدیث ہذہ ید اللہ و ہذہ ید عثمان
اشارہ باین مرتبہ است و یا بہیچ یکے از احوال دیگر
مقید نیستند بلکہ بہر یک از قربین ظاہر می شوند و جمع
بینہما نیز و این را مقام احدیت جمع و مقام او ادنی
خوانند و اشارہ باین است در ما رمیت الآیہ و
این مقام بالاصالت خاتم الانبیاء را است و بتوارث

سالک فاعل و مدرک اور حق اوسکا آلہ ہوتا ہے اور
یا فرائض ہین جن کو حق تعالے نے اون پر واجب
کیا ہے اور وہ بتعمیل حکم اوسے کرتے ہین اور اس
ایجاب و ارتکاب مین اون کا ذاتی دخل نہین ہے
اس کا نتیجہ سالک کی ذات کا حقیقت حقہ مین فنا
ہونا ہے اس کو قرب فرائض کہتے ہین اور اسکا تصریحی
بیان آیندہ آتا ہے اس قرب فرائض مین حق
فاعل و مدرک ہے اور سالک آلہ اور اسی مرتبہ
کی طرف اس ارشاد مین اشارہ ہے جو اللہ تعالے
نے آنحضرت صلعم سے کہلوایا کہ خدا عمر کی زبان سے
بولتا ہے پھر جاننا چاہیے کہ مقربین چار حال سے
باہر نہین ہین یا صاحبان قرب نوافل ہین یا
صاحبان قرب فرائض یا دونون کے جامع جن کو
صاحب مرتبۂ جمع الجمع و قاب قوسین و مقام
کمال کہتے ہین آیت ان الذین یبایعونک
اور حدیث ہذہ ید اللہ الخ مین اسی مرتبہ کی طرف
اشارہ ہے یا ان حالات سے کسی حال مین مقید
نہین بلکہ ہر ایک قرب مین ظاہر ہو سکتے اور دونون مین
جمع بھی کر سکتے ہین اور اسکو مقام احدیت جمع اور مقام
او ادنی کہتے ہین ما رمیت مین اسی طرف اشارہ ہے یہ مقام
اصالتاً حضرت خاتم الانبیاء کا ہے اور وراثتاً

کمال متابعت کمل اولیارا نیز ازین حظی ست۔	بسبب کمال متابعت کاملین حضرات اولیاء اللہ کا بھی

قولہ والفرض نوعان امتثالی واجتنابی

اقول وفرض بر دو قسم است یکی امتثالی یعنی ادائے حق عبودیت و دیگرے تحذیری یعنی بغرض حذر از دوزخ و رسیدن بہ جنت و اصل ہمین عبادت کاملہ امتثالی است اگر خالی از عجب و پندار بود	اور فرض دو قسم پر ہے ایک امتثالی یعنی عبودیت کا حق ادا کرنا اور دوسرے تحذیری یعنی دوزخ سے ڈرنے اور جنت مین پہونچنے کی غرض سے کرنا مگر اصل عبادت کاملہ امتثالی ہے اگر عجب و پندار سے خالی ہو

قولہ والنفل ایضاً نوعان مثل ہذا التقسیم

اقول و نفل نیز بر دو قسم است ہمچو فرض فرض بالفتح تعین کردن و وقت چیزے مشخص کردن و مرسوم کردن و عطا کردن و دادن و اندازہ نمودن و بریدن و فرمودۂ حق و در اصطلاح شرع آنکہ ثابت شدہ باشد بہ نص قطعی۔	اور نفل بھی فرض کی طرح دو قسم پر ہے۔ فرض بالفتح معین کرنا اور کسی چیز کا وقت مقرر کرنا اور عطا کرنا اور دینا اور اندازہ کرنا اور کاٹنا اور حکم الٰہی اور اصطلاح شرع مین وہ جو نص قطعی سے ثابت ہو۔

قولہ وہو ایضاً طریق القرب بعد الفرایض

اقول و نفل ہم مثل فرض طریقہ قرب است بعد فرض پس فرایض احکام خاصہ مالک حقیقی اند کہ بجا آوری آنہا موجب خوشنودی حق است و نفل چون حکم خاص حق نیست ازین است کہ بر ترک او عقاب وارد نے مگر با این ہمہ بکمال رحمت آن را سبب قرب خود گردانیدہ و دلیل بر قرب نوافل این است۔	اور نفل بھی فرض کی طرح قرب کا طریقہ ہے مگر فرض کے بعد پس فرایض مالک حقیقی کے مخصوص احکام ہین جن کی بجا آوری اوس کی خوشنودی کا سبب ہے۔ اور نفل چونکہ خاص حکم الٰہی کی طرح نہین ہے اس لیے اوس کے ترک پر عذاب نہین مگر پھر بھی بکمال رحمت خدا نے اوسے سبب قرب بنایا ہے اور قرب نوافل کی دلیل یہ ہے۔

قولہ کما جاء فی الحدیث عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ تبارک

قال من عادی لی ولیا فقد اذنته بالحرب وما تقرب الیّ عبدی بشی احب الیّ الا بما افترضت علیه ولا یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احبه فاذا احبه کنت سمعه وبصره الحدیث رواه البخاری

اقول یعنی چنانکہ در حدیث آمده از ابی ہریره که گفت رسول اللہ صلعم تحقیق حق سبحانہ فرمود ہر کہ دشمنی کند با ولی من پس اذن می دہم او را بآمادہ جنگیدن۔ ونزدیک نمی شود بنده بچیزے محبوب تر بسوئے من مگر بآن که فرض نمودم برا و وہمیشہ بنده من نزدیکی میجوید بسوی من از ادائے نوافل تا آنکہ محبوب من گردد وہر گاه دوست میدارم او را پس می باشم من ہمہ او وا و ہمانہ درمیان وہمین است نزد بعضے معنی احسن کما احسن اللہ الیک ونیز مرویست از ابی ہریره که گفت آنحضرت میگوید خدای تعالی من نزد گمان بنده خودم که بمن دارد یعنی می آمرزم گناه او را چون طلب آمرزش کند وقبول می کنم توبہ او را چون توبہ کند وباز آید از گناہان واجابت می کنم وقتی که دعا کند وکفایت می کنم حاجتش را وقتی که طلب کند کذا قیل واصح آن است که مراد باین رجا است وامید عفو وکرم پس اگر عفو امید دارد عفوی کنم واگر عقوبت گمان می برد عقوبت می کنم اشارت است

یعنی چنانچہ حدیث مین حضرت ابی ہریره سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ حق سبحانہ فرماتا ہے کہ جس نے میرے دوست سے دشمنی کی مین نے اوسے پیغام جنگ دیا اور میرے نزدیک بنده کا بہترین تقرب بذریعہ فرایض ہے اور ہمیشہ میرا بنده مجھ سے بذریعہ ادائے نوافل قرب چاہتا ہے یہانتک کہ میرا محبوب ہوجاتا ہے تب پھر سب کچھ مین ہی ہوجاتا ہون وه درمیان مین صرف بہانہ رہجاتا ہے بعض کے نزدیک احسن کما احسن اللہ الیک کے یہی معنی ہین۔ نیز حضرت ابوہریره سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ مین اپنے بنده کے گمان کے موافق اوس کے ساتھ ہون یعنی جب وه بخشش چاہتا ہے تو اوسکے گناه بخشتا ہون اور جب گناہونسے باز آکر توبہ کرتا ہے تو اوسکی توبہ قبول کرتا ہون اور جب دعا مانگتا ہے تو اوسکی دعا قبول کرتا ہون اور جب کچھ مانگتا ہے تو اوسکی حاجت پوری کرتا ہون اور صحیح یہ ہے کہ اس سے امید عفو وکرم مراد ہے اگر عفو کی امید رکھتا ہے تو معاف کرتا ہون اور اگر عذاب کا گمان کرتا ہے تو عذاب کرتا ہون اس سے

بہ ترجیح جانب رجا گفتہ اند حقیقت رجا آنست
کہ عملی کند و خدمتی بجا آرد و امید قبول دارد و
آن کہ ہیچ عملی نہ کند و عصیان و تمرد ورزد و استغفار
و توبہ نہ کند و چشم نیکی دارد آن آرزوی محض است
و تمنای سرد کوفتن و بعضے گفتہ اند کہ این جا مراد بظن
علم یقینی است یعنی من نزد یقین بندہ ام بہ من و
علم وے بآن کہ بازگشت وے بسوے من است
و حساب وے بر من و آنچہ تقدیر کردہ ام من برای
وے از خیر و شر البتہ شدنی و رسیدنی است یعنی
چون بندہ متمکن میگردد در مقام توحید قریب می گردد
بہ من چنانچہ ہرچہ دعا می کند اجابت می کنم یا مراد
علم اوست بآن کہ من با ویم چون یاد می کند مرا یا
آن کہ من جزای دہم او را بر عمل او پنہان یا آشکارا
و بدین معنی مابعد تفصیل و تفسیر اوی شود چنانکہ درو
وانا معہ اذا ذکرنی و من با بندہ ام و قریب
اویم بہ توفیق و معونت و در آوردن نور حضور و
شہود در دل وی وقتی کہ یاد می کند مرا فان ذکرنی
فی نفسہ پس اگر یاد کند وے مرا در دل خود یعنی
پنہان ذکرتہ فی نفسی یاد می کنم او را در ذات
خود یعنی پنہان وی دہم ثواب او را و متولی او میشوم
بذات خود چنانکہ نمیدانند آن را ہیچ کس نہ فرشتہ

ترجیح رجا کی طرف اشارہ ہے حقیقت رجا یہ ہے کہ
کوئی کام یا خدمت کرکے اوسکی قبولیت کی امید رکھے
اور یہ کہ کوئی کام نہ کرے اور نافرمانی و گناہ کرے اور
استغفار و توبہ بھی نہ کرے اور ثواب کی امید رکھے یہ محض
آرزو و خیال باطل ہے بعض کہتے ہین کہ یہان گمان
سے علم یقینی مراد ہی یعنی مین بندہ کے یقین سی نزدیک
ہون جو میرے ساتھ ہے اور اوسکا یہ جاننا کہ اوسکی
واپسی میری طرف اور اوسکا حساب مجھپر ہے اور جو کچھ
مین نے اُسکی تقدیر مین اچھا و برا لکھدیا ہے وہ ضرور
ہونیوالا ہے یعنی جب بندہ مقام توحید مین ٹھہرتا ہے تو
مجھسے قریب ہوتا ہے چنانچہ جو دعا وہ کرتا ہی مین قبول کرتا
ہون یا یہ مطلب ہے کہ وہ یہ جانتا ہے کہ مین اوسکے
ساتھ ہون یا یہ کہ مین اوسکے ظاہری و باطنی کام پر
اوسکو بدلہ دیتا ہون اور اس اخیر معنے سے اوس کی
تفصیل و تفسیر ہوتی ہے چنانچہ فرمایا کہ جب وہ مجھکو
یاد کرے تو مین اوس کے ساتھ اور اوس کے قریب
ہون نور حضور و شہود عطا کرنے مین اگر وہ مجھے
اپنے دل مین یعنی پوشیدہ یاد کرتا ہے تو مین بھی اوسکو
اپنے دل مین یعنی پوشیدہ یاد کرتا ہون۔ اور
اوس کو ثواب دیتا اور بذات خود اوس کا
متولی ہوجاتا ہون جس کو فرشتہ

ونہ غیر وے وان ذکرنی فی ملأ منہم ذکرتہ
فی ملأ خیر منہم واگر یاد کند مرا در جماعتی
از آدمیان ذکر کنم او را در جماعتی بہتر ازان جماعت
یعنی جماعت ملائکہ مقربین ملأ بفتح میم ولام اشراف
ورؤسای قوم را گویند وشک نیست کہ مرحق سبحانہ
را کلام است نفسی ولفظی چنانکہ بجائے خود تحقیق کردہ
شد پس ذکر می کند بندۂ خود را بہر دو کلام ولا
محذور فیہ وثواب لازم ذکر اوست واثر آن
آن است وقاضی عیاض گفتہ کہ محتمل است بودن
ذکر محمول بر ظاہر بجہت اکرام وتشریف وی سبحانہ
مر بندۂ خود را ودرین حدیث دلیل است بر جواز
ذکر جہر مانند آن کہ باین حدیث استدلال می کنند
بر افضلیت ملائکہ از بشر طیبی گفتہ کہ مراد از ملأ ملائکہ
مقربین وارواح مرسلین اند نہ ملائکہ فقط وبہمین
سبب آن ملأ خیر شد وآن را خیر نامیدند واحسن
آن ست کہ گفتہ شود کہ خیریت بجہت نزاہت
وتقدس وقرب وعلو ثابت است مر ملأ اعلی را
واین منافات ندارد بہ افضلیت بشر از جہت کثرت
ثواب بجہت تعبد باوجود موانع وعوارض جسمانی و
قریب باین است آنچہ بعضی گفتہ کہ خیریت بجہت
بودن ایشان است نزد خدای عز وجل وبودن

وغیرہ کوئی نہین جانتا اور اگر وہ مجھکو آدمیون کی
جماعت مین یاد کرتا ہے تو مین بھی اوسکو اون سے
بہتر جماعت یعنی ملائکہ مقربین کی جماعت مین یاد کرتا
ہون۔ ملأ بفتح میم ولام اشراف ورؤسائے قوم کو
کہتے ہین اور اس مین شک نہین کہ حق سبحانہ کا کلام
نفسی ولفظی ہے جو بجائے خود ثابت کیا جاچکا ہے تو خدا
اپنے بندہ کو دونون کلامون سے یاد کرتا ہے اور یہ
کچھ دشوار نہین اور اوس کے ذکر مین ثواب لازم وتابع
ہے اور قاضی عیاض کے نزدیک محتمل ہے کہ ذکر ظاہر
پہ محمول ہو بسبب اوسکے اکرام وتشریف کے اپنے بندہ پر
اور اس حدیث مین جواز ذکر جہر کی دلیل ہے جس
طرح اسی حدیث سے فضیلت ملائکہ بشر پر ثابت
کرتے ہین طیبی کے نزدیک ملأ سے مراد ملائکہ مقربین
وارواح مرسلین ہین نہ صرف ملائکہ اور اسی سبب
سے وہ گروہ بہتر گروہ کہلایا اور زیادہ بہتر یہ کہنا ہے
کہ ملأ اعلی کی خوبی بسبب نزاہت وتقدس وقرب
وعلو ثابت ہے اور یہ فضیلت بشر کے مخالف
نہین جو اوسے بسبب کثرت ثواب کے بوجہ
تعبد باوجود موانع وعوارض جسمانی کے حاصل
ہے اور تقریبًا ایسا ہی بعض کا قول ہے کہ اون کی
خوبی بوجہ خدا سے اون کے نزدیک ہونے اور

وی تعالی با ایشان چنانچہ قول وی تعالی است
انّ الذین عند ربک لا یستکبرون
و در قول وی سبحانہ انی معکم معیت و
عندیت اگرچہ شامل و ثابت است مر بشر را
لیکن ملائکہ را اقدم و اسبق است و ظہور سلطان
ربوبیت و انوار قدس در عالم ملکوت اکثر و اظہر است
اگرچہ بشر افضل و اشرف از وجہ دیگر است واللہ
اعلم و بعد آنکہ قرب من حیث السلوک والاستعداد کہ
ازان درین حدیث اشارہ است بر دو نوع است
یکے قرب نوافل دوم قرب فرایض قرب فرایض
عبارت است ازان کہ سالک خود را آلہ یابد و حق
را فاعل چنانچہ الحق ینطق علی لسان عمر اشارہ
ازان است و این پس از فناء وجود سالک میسّر
می گردد بخلاف قرب نوافل و او عبارت است
ازان کہ سالک خود را فاعل یابد و حق را آلہ چنانچہ
بی یسمع و بی یبصر اشارت است بآن کما
فی الاشباہ و درین قرب نوافل صفات بشریت
سالک دور می شوند و صفات حق بنوع انبساط
بر سالک ظاہر می گردند بدین وجہ کہ مردہ را زندہ
کند و زندہ را بمیراند باذن حق و حق را بیند و شنود
از ہمہ بدن خویش نہ از گوش و چشم فقط و ہمچنین

خدا کے اون کے ساتھ ہونے کے ہے جو آیۂ کریمہ
ان الذین عند ربک سے معلوم ہوتی ہے اور
آیت انی معکم سے معیت و قرب اگرچہ خاص بشر
کے لیے ثابت ہے لیکن ملائکہ کے لیے زیادہ مقدم
ہے کیونکہ ظہور غلبۂ ربوبیت و انوار قدس عالم ملکوت مین
بہت زیادہ ہے اگرچہ بشر اور درجہ سے افضل و اشرف
ہے واللہ اعلم جاننا چاہیے کہ قرب بحیثیت سلوک و
استعداد جس سے اس حدیث مین اشارہ ہے دو قسم کا
ہے ایک قرب نوافل دوسرے قرب فرایض قرب
فرایض یہ ہے کہ سالک اپنے آپ کو آلہ اور حق کو فاعل
دیکھے چنانچہ الحق ینطق علی لسان عمر مین
اسی طرف اشارہ ہے اور یہ سالک کی ہستی فنا
ہونے کے بعد میسر ہوتا ہے بخلاف قرب نوافل
کے جس مین سالک فاعل اور حق آلہ ہوتا ہے
چنانچہ بی یسمع و بی یبصر مین اسی طرف
اشارہ ہے ایسا ہی اشباہ مین ہے اور اس
قرب نوافل مین سالک کے صفات بشریت
دور ہو کر صفات حق انبساطا اوس پر ظاہر ہوتے
ہین اس طرح کہ بحکم الٰہی مردے کو زندہ اور
زندہ کو مردہ کرتا ہے اور نہ صرف آنکھ و کان
بلکہ تمام جسم سے دیکھتا اور سنتا ہے نیز

مسموعات و مرئیات بعیدہ را بشنود و بہ بیند
ہمبرین قیاس دیگر صفات کما فی التحفۃ المرسلۃ
وقال صاحب نقد النصوص فی فص
الابراهيمية وهذه اى كون الحق سمع
العبد وبصره وسائر قواه وجوارحه نتيجه
حب النوافل وقربها فى السير المحبى وتقدم
السلوك على الجذبة وسبق الفناء على البقاء
حيث تجلى الحق بالاسم الباطن ويكون آله
لادراك عبد المتجلى له واما حب الفرايض
وقربها اى نتيجتها فى السير المحبوبى وتاخر
السلوك عن الجذبة وتقدم البقاء الاصلى
على الفناء حيث يتجلى الحق بالاسم الظاهر
ويكون العبد المتجلى له آلة لادراك الحق
المتجلى فهو ان يسمع الحق بك على ان يكون
المدرك هو الحق وانت آلة الادراك ويبصر
بك كذلك واما صاحب النوافل وقربها
فهو اى نتيجته ان تسمع به وتبصر به على
ان يكون الحق آلة لادراكك على عكس قرب
الفرايض واعلم ان وجود الحق هو الاصل
الواجب وهو الفرض و وجود العالم
وهو العبد نفل وفرع عليه فاذا ظهر الحق

دور کی چیزین اور باتین دیکھتا اور سنتا ہے
اسی طرح اور صفات بھی اور نقد النصوص
کے فص ابراہیمیہ مین ہے کہ حق کا بندہ
کی سماعت و بصارت وغیرہ ہو جانا یہ
حب و قرب نوافل کا نتیجہ ہے سیر
محبی اور سلوک کے جذب پر مقدم ہونے
اور فنا کے بقا پر سابق ہونے مین جب کہ
حق بہ اسم باطن متجلی ہو کر اوس بندہ کا
آلۂ ادراک ہو جاتا ہے اور حب و قرب
فرایض کا نتیجہ سیر محبوبی اور سلوک
کے جذب سے موخر ہونے اور بقاء اصلی کے
فنا پر مقدم ہونے مین جب کہ حق باسم ظاہر
متجلی ہو کر اوس بندے کا آلۂ ادراک ہو جاتا ہے
یہ ہے کہ مدرک حق ہو اور بندہ آلۂ ادراک
اور حب و قرب نوافل کا نتیجہ یہ
ہے کہ حق بندہ کا آلۂ ادراک ہو برعکس
قرب و فرائض کے جاننا چاہیے۔
وجود حق ہی اصل واجب ہے اور
وہی فرض ہے اور بندہ کا وجود
اس کی نفل و فرع ہے جب حق ظاہر
ہوا تو

خفی فیه العبد فکان العبد سمع الحق و
بصره و سائر قواه و جوارحه کما قال النبی
صلعم ان الله قال علی لسان عبده سمع الله
لمن حمده هذه ید الله و ید محمد و کذلک
هو الرامی حقیقتا فی ما رمیت اذ رمیت
ولکن الله رمی. و پیغمبر صلعم را قرب نوافل و
فرایض هر دو حاصل بود بے انفکاک و بہ تبع آن
سرور اولیا را نیز و حال از دو ام خالی نیست یا
حق ظاهر است و خلق باطن یا خلق ظاهر است
و حق باطن اگر تجلی اسم الظاهر را بود خلق مختفی گردد
در حق و حق ظاهر باشد در ین مرتبه بنده سمع و بصر
حق گردد همین قرب فرایض است و اگر تجلی اسم
الباطن را باشد حق در خلق مختفی گردد و خلق ظاهر
باشد و در ین مرتبه حق سمع و بصر بنده گردد همین
قرب نوافل است و چون سابق فرقے بیان فرمودند
میان فرض و نفل اکنون به فیضان بیان این
حدیث بیکرنگی آمده ازان قول اعراض می نمایند که

بندہ اوسمین مخفی ہو کر اوسکی سماعت و بصارت
وغیرہ ہو گیا چنانچہ آنحضرت صلعم نے فرمایا
کہ اللہ تعالی نے اپنے بندہ کی زبان سے فرمایا
کہ سمع اللہ لمن حمدہ یا یہ اللہ کا ہاتھ ہے حالانکہ
محمد صلعم کا ہاتھ ہے اسی طرح ما رمیت اذ رمیت
مین اگرچہ رامی حقیقتا وہی تھے لیکن اللہ نے رمی
کی اور ہمارے پیغمبر صلعم کو بیک دفعہ دونوں قرب
حاصل تھے اور اولیاء اللہ کو بھی آپ کی متابعت
سے اور یہ بات دو حال سے خالی نہین یا حق ظاہر ہے
اور خلق پوشیدہ یا خلق ظاہر اور حق پوشیدہ اگر اسم ظاہر کی تجلی
ہوتی ہی تو خلق حق مین پوشیدہ ہوتی ہی اور حق ظاہر ہوتا ہے
اس مرتبہ مین بندہ حق کی سماعت و بصارت ہو جاتا ہے
یہی قرب فرایض ہی اور اگر اسم باطن کی تجلی ہوتی ہی تو حق خلق مین
پوشیدہ ہوتا اور خلق ظاہر ہوتی ہی اور اس مرتبہ مین حق بندہ
کی سماعت و بصارت ہو جاتا ہی یہی قرب نوافل ہی اور چونکہ
پہلے فرض و نوافل مین فرق بیان فرمایا تھا تو اب اس حدیث کے
فیضان بیان ہی یکرنگی مین آ کر اوس قول سی اعراض کرتے ہین کہ

قوله بل الفرض لا تکون مقربا الا بتکمیله بالنوافل و بدونها یکون منجیا لا مقربا مثل تقرب الفرض المکمل بالنوافل

اقول بلکه فرض هرگز مقرب حق نمی تواند شد
بدون تکمیل او به نوافل و بغیر تکمیل نجات دهند

بلکہ محض فرض بلا نوافل مقرب حق نہین ہو سکتے
البتہ دوزخ سے نجات دینے والے ہون گے

از دوزخ خواہد بود نہ نزدیک کنندہ ہمچو تقرب فرض
کامل بہ نوافل پس معلوم شد کہ این چنین فرض ہم
خالی از فائدۂ تقرب نیست گو تقرب کامل نبود
واقعی فرض کامل ہمین کہ شیخ فرمود یا مراد این است کہ
مصلی استیعاب سور مستحبہ و مسنونہ و واجبہ کردہ باشد
یا این کہ با این ہمہ حضور قلب ضرور بودہ باشد و
در اصل نماز بے حضور قلب بجز تکلیف جوارح خواص
را فائدۂ تامہ موصلہ الی المقصود نہ بخشد بلکہ نماز عوام
مومنین نیز درست نمی تواند شد چرا کہ بحکم لو خشع قلبہ
لخشع جوارحہ خشوع کہ رکن رکین عبودیت است
از کجا خواہد آمد پس در زمرۂ قد افلح المومنون
الذین ہم فی صلوتہم خاشعون چگونہ داخل
خواہد بود و ادنے خشوع این است کہ در نماز فہمد کہ
با حضور سلطان حقیقی استادہ ایم و راست و چپ
نگہبانان ادب برای محافظت من استادہ نگرانند
مبادا خلاف ادبے سر زند کہ راندۂ درگاہ شوم و
خوف بندہ درین قیام کم از قیام بندگان پیش
سلاطین مجازی نبود و نماز مقربین و اصلین اینکہ
بحالت قیام راست و چپ بہشت و دوزخ
خیال کنند و خود را پیش حق ہمچو مردہ بدست غسال
بینند و صلوٰۃ عشاق این کہ در مشاہدۂ مشہود حقیقی

نہ فرض با نوافل کی طرح مقرب کرنے والے تو معلوم ہوا
کہ ایسا فرض بھی فائدۂ تقرب سے خالی نہین اگرچہ تقرب
کامل نہو واقعی فرض کامل یہی ہے جو شیخ نے فرمایا یا یہ
مطلب ہے کہ نمازی سور مستحبہ و مسنونہ و واجبہ سب کو
لیے ہوے ہو یا یہ کہ اس سب کے ساتھ حضور قلب بھی ضرور ہوتا
ہو اور درحقیقت نماز بلا حضور قلب تکلیف جوارح کے
سوا خواص کو مقصد پر پہونچنے کا پورا فائدہ نہین دیتی
اور نہ بغیر اسکے عام مومنین ہی کی نماز درست ہوتی
ہے کیونکہ بحکم لو خشع قلبہ الخ خشوع جو عبودیت
کا رکن اصلی ہے بغیر اس کے کہان سے آویگا تو قد
افلح المومنون کے گروہ مین کیسے داخل ہوگا اور ادنی
خشوع یہ ہے کہ نماز مین یہ سمجھے کہ مین سلطان حقیقی
کی حضور مین کھڑا ہون اور داہنے بائین دو نگہبان
کھڑے دیکھ رہے ہین کہ کہین کوئی خلاف ادب بات
نہ ہو جائے جس سے مین راندۂ درگاہ ہو جاؤن اور
نمازی کو قیام مین ان غلامون سے کم خوف
نہ ہونا چاہیے جو بادشاہون کے سامنے کھڑے ہوتے
ہین اور مقربین واصلین کی نماز یہ ہے کہ بحالت قیام
داہنے بائین جنت و دوزخ کا خیال کرین اور اپنے آپ
کو حق کے سامنے یون دیکھین جیسے مردہ نہلانیوالے کے ہاتھ
مین اور نماز عشاق یہ ہے کہ شہود حقیقی کے مشاہدہ مین

چنان مستغرق باشند کہ حتےٰ از خطرۂ غیر ہم نمانند و
ہمین مراد این مقال است سے نماز خلق تسبیح و
سجود است ÷ نماز عاشقان ترک وجود است ÷
قیام و قعدہ و تکبیر و نیت ÷ ہمہ محو است در عین
معیت ÷ نہ کہ نماز را بالکلیہ بگذارد و خود را از واصلان
درگاہ و مقربان آن داند زہی جہالت و خہی بطالت
بمصداق الصلوٰۃ معراج المومنین والصلوٰۃ
عماد الدین بے نمازی ہست و بنیاد دین او
چون او سست بود و ظاہر است کہ عمود دستہا
بقاء عمارت می شوند بغیر این دعوۂ قیام عمارت
انکار بداہت ست و کمتر فائدۂ نماز حاوی شدن
مصلی است بر عبادت جملہ فرشتگان زہی مصلی کہ
از یک رکعت نماز برابر عبادت جملہ فرشتگان
رسد و آماسر تاکید نماز از جملہ عبادات این کہ
نماز ہر روز پنج وقتی ست بخلاف دیگر عبادات
مثل صوم و زکوٰۃ و حج کہ یک بار و یا بعد مدتے
می شوند و ادای آن چندان دقت نیست امتحان
مومن کامل درین عبادت ہر روزہ بوجہ
احسن متصور است و نکتہ دیگر این کہ درین عبادت
نماز امریست کہ بدولت ترک آن شیطان رجیم
شد و آن سجدہ است کہ باظہار تکریم مظہر انسانی از

ایسے مستغرق ہون کہ خطرۂ غیر کا حس بھی باقی نرہے
اور یہی ان اشعار کا مطلب ہے کہ سے نماز خلق
تسبیح و سجود است۔ الخ نہ یہ کہ نماز بالکل چھوڑ دے اور
اپنے آپ کو واصل و مقرب حق سمجھے کہ یہ محض جہالت
ہے بمصداق الصلوٰۃ معراج المومنین والصلوٰۃ
عماد الدین بے نمازی پست اور اوسکے مذہب
کی بنیاد سست ہے ظاہر ہے کہ ستون باعث
قیام عمارت ہوتے ہین بلا اسکے قیام عمارت کا دعوے
بدیہی بات کا انکار ہے اور نماز کا ادنیٰ فائدہ یہ ہے
کہ نمازی تمام فرشتون کی عبادت پر حاوی ہوتا
ہے اوسکی کیسی خوش قسمتی ہے کہ وہ ایک رکعت
نماز سے تمام فرشتون کی عبادت کے برابر ہوجاتا
ہے اور تمام عبادات سے زیادہ نماز کی تاکید کا
سبب یہ ہے کہ یہ عبادت روزانہ پنج وقتی ہے
بخلاف اور عبادات روزہ و زکوٰۃ و حج کے جو
ایک بار یا ایک مدت کے بعد فرض ہوتی ہین
اون کے ادا کرنے مین زیادہ دقت نہین ہوتی مومن
کامل کا امتحان اس روزانہ کی عبادت مین خوب
ہوتا ہے اور دوسرا نکتہ یہ ہے کہ اس مین سجدہ
ایک ایسی چیز ہے جسکے ترک کی بدولت شیطان
مردود ہوا اور جس کا انسان کی اظہار تعظیم کے لیے

ملائکہ خواستہ شدہ بود چون غیرت الٰہیہ بدولت انکار
آن معلم الملکوت را راندہ ساخت اکنون بقصد
شفقت و مرحمت تاکید مزید از بندگان میدارد
کہ شما آن عبادت را کہ در وقتی بغرض تعظیم شما
از ملائکہ خواستہ شدہ بود ادا کردہ فرشتگان را بنمائید
تا من بہ تفریع پندار شان اوشان را گویم کہ ببینید
کہ این انسان ملوث باحداث امکانیہ چسان
آن تعظیم کہ برای او مقرر شدہ بود شکرانۂ مارحمت
ما می گزارد و معلم شما اصل الاصول امر ما را انکار کرد
پس وای بر معلم نافرمان شما و صد رحمت برین
بندگان فرمان بردار و شکر گزاران ما کہ با این ہمہ
موجودگی مادۂ شہوت خود را بر خاک مذلت انداختہ
پرستش ما می کنند و می خوانند مرا بر وقت عیش و
آرام حضرت شاہ ولی اللہ محدث در حجۃ اللہ البالغہ
می فرمایند صلوٰۃ معجون مرکب است از فکر کہ مصروف
است جانب عظمت او تعالی بقصد ثانی و التفات
طبعی کہ حاصل است ازین ہر یک نقصان نیست
صاحب استعداد را خوض در لجۂ شہود بلکہ این منبہ
است آن را بہ تمام تر بیان و مرکب است از ادعیہ
مبنیۂ اخلاص عمل مصلی برای حق و متوجہ شدن
جانب حق و قصد کردن استعانت خاص از حق

فرشتون کو حکم دیا گیا تھا چونکہ غیرت الٰہی نے بوجہ
انکار معلم الملکوت کو مردود کیا تو اب بہزار شفقت و
مرحمت بندون سے زیادہ تاکید فرمائی کہ تم سب وہ
عبادت جو تمھاری تعظیم کے لیے ملائکہ سے چاہی گئی
تھی ادا کرکے فرشتون کو دکھاؤ تاکہ مین اون کا غرور
توڑنے کے لیے اون سے کہون کہ دیکھو یہ انسان جو
دنیا کی گندگیون سے آلودہ ہے کیسا اوس مقررہ تعظیم
سے ہماری بخشش کا شکریہ ادا کرتا ہے جس سے تمھارے
معلم نے انکار کیا تھا پس تمھارے معلم نافرمان پر
افسوس اور ان فرمان بردار و شکر گزار بندون پر صد
رحمت کہ کیسے یہ باوجود مادہ شہوت موجود ہونے کے
اپنے آپ کو ذلیل جان کر ہماری عبادت کرتے
اور عیش و آرام کے وقت ہم کو یاد کرتے ہین حضرت
شاہ ولی اللہ محدث حجۃ اللہ البالغہ مین فرماتے ہین
کہ نماز ایک معجون ہے اوس فکر سے مرکب جو عظمت
حق تعالی کی طرف بقصد ثانی و التفات طبعی مصروف
ہے اور صاحب استعداد کو لجۂ شہود مین غوطہ
لگانا مضر نہین ہے بلکہ ہمہ تن مفید ہے اور
اون دعاؤن سے مرکب ہے جو نمازی کے
خلوص عمل اور حق کی طرف متوجہ ہونے اور
خاص حق سے مدد چاہنے پر مبنی ہین

و مرکب است از افعال تعظیمیہ مثل رکوع و سجود کہ
ہر یک ازین پشت و پناہ دیگر یست و مکمل آن
پس بدین ہمچو حالات صلوۃ نافع گردید عوام را
و خواص را چون تریاق قوی الاثر و بدین غرض
فرض شد صلوۃ بر انسان بہ مقتضاے اصل
استعداد او و صلوۃ معراج مومنین است و معدہ
برای تجلیات اخرویہ چنانچہ در خبر است کہ فرمود
آنحضرت صلعم خواہید دید پروردگار خود را پس اگر
طاقت دارید از صبح تا عصر مشغول نماز باشید
و نماز سبب عظیم است محبت و رحمت حق را در خبر است
کہ فرمود آنحضرت صلعم اعنی علی نفسک بکثرۃ
السجود و حکایت می فرماید حق تعالی از اہل نار
ولم نک من المصلین پس ہرگاہ متمکن شد
صلوۃ از عبد در پیوست او بہ نور الٰہی پوشیدہ شد
از خطیئات او ان الحسنات یذہبن السیئات
و چیزے نافع تر برای معرفت مثل نماز نیست خصوصاً
ہرگاہ کہ افعال و اقوال آن بحضور قلب و نیت
صالح ادا کردہ شوند و اگر نماز رسمی است نفع خواہد
بخشید بعوامل رسوم نفع بین و شعار اسلام خواہد
بود و کہ بدان تمیز کردہ شود میان مسلم و کافر و ھو
قولہ صلعم العہد الذی بیننا و بینہم الصلوۃ

اور افعال تعظیمی سے مرکب ہے جیسے رکوع و سجود
جن مین ہر ایک دوسرے کا پشت و پناہ ہے تو
ان حالات کو دیکھتے ہوے عام لوگون کے لیے
نماز مفید اور خاص کے لیے قوی الاثر تریاق ہوی
اسی غرض سے نماز انسان پر بلحاظ اوسکی اصل
استعداد کے فرض کی گئی اور نماز مومنین کی معراج
اور تجلیات اخرویہ کے لیے آمادہ کرنے والی ہے چنانچہ
حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم اگر اپنے
پروردگار کو دیکھنا چاہتے ہو تو صبح سے عصر تک نماز مین
مشغول رہو کیونکہ نماز حصول محبت و رحمت حق کا بڑا
ذریعہ ہے حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ
اعنی علی نفسک الخ اور حق تعالی اہل دوزخ کا قول
بیان فرماتا ہے کہ ولم نک من المصلین پس جب بندہ
نماز پر قایم ہوگیا تو نور الٰہی سے مل گیا اور اوسکے گناہ
اوس سے پوشیدہ ہوگئے نیکیان گناہون کو میٹ
دیتی ہین اور معرفت کے لیے نماز سے زیادہ نافع
کوئی چیز نہین خصوصاً جب وہ حضور قلب سے پڑھی جاے
اور اگر رسمی نماز ہے تو بھی رسم ادا کرنیوالے کو پورا نفع
بخشیگی اور شعار اسلام ہوگی جس سے مسلمان و کافر
مین تمیز کیجایگی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
ارشاد ہے کہ ہم مین اور اون مین عہد نماز ہے

فمن ترکها فقد کفر والحق چیزے برای تمرین
نفس بر انقیاد طبیعت برای عقل و حرمان آن در
حکم عقلی مثل نماز نیست و در معارج النبوت مذکور
است که صلوة معراجست که عوام و خواص ازین مر
بحسب استعداد بذروهٔ اختصاص رسیده اند چنانچه
آنحضرت صلعم فرمود وجعلت قرة عینی فی
الصلوة امام فخر الدین رازی در تفسیر کبیر تقریر این
معنی چنین فرموده که چون آنحضرت از جناب اقدس
مراجعت فرمود گفت الٰهی این نصیب امتی من
هذا الشرف خطاب آمد که معراج امتک
صلوة الجمعة آنحضرت صلعم چون باین عالم
مراجعت فرمود یاران را خبر داد که الصلوة معراج
المومنین و امام می فرماید که نماز جامع است مر
معراج جسمانی و روحانی را زیرا که مشتمل است
بر افعالے که تعلق بقالب دارند و هم بقلب و
بیان این معراج چنان ست که چون آنحضرت
عزیمت آن سفر مبارک مصمم گردانید اول بطهارت
مبادرت نمود که حلول در مقام قدس بی طهارت
میسر نگردد لاجرم جبرئیل از حوض کوثر برای آن رو
آب طلبید رضوان را فرمود تا دو ابریق از یاقوت
احمر مملو از آب کوثر با طشت زمرد خضر مشتمل بر چار

جس نے اس کو ترک کیا اوس نے کفر کیا اور در واقعی
کوئی چیز نفس کو اس بات کا خوگر کرنے میں کہ طبیعت
عقل کی مطیع رہے اور اوسکے احکام میں دخل نہ دے
نماز کے مثل نہیں اور معارج النبوت میں ہے کہ نماز
معراج ہے اسی کی وجہ سے ہر شخص اپنے حسب استعداد
رتبۂ اختصاص پر پہونچتا ہے چنانچہ آنحضرت صلعم نے
فرمایا کہ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز ہے امام فخر الدین رازی
نے تفسیر کبیر میں اس کے معنی یہ بیان فرمائے ہیں کہ
جب آنحضرت صلعم خدا کی جناب سے واپس ہونے لگے
تو عرض کیا کہ الٰہی اس بزرگی سے میری امت کا حصہ
کیا ہے خطاب ہوا کہ تیری امت کی معراج نماز جمعہ ہے
آنحضرت صلعم نے معراج سے واپس ہو کر صحابہ سے
فرمایا کہ نماز معراج مومنین ہے پس نماز معراج روحانی و
جسمانی دونوں کی جامع ہے کیونکہ اون افعال پر شامل
ہے جو قالب اور قلب دونوں سے متعلق ہیں اور اس
معراج کا بیان یوں ہے کہ جب آنحضرت صلعم نے
اوس سفر مبارک کا عزم مصمم کیا تو پہلے طہارت کرنا چاہی
کیونکہ مقام قدس میں بلا طہارت کے گذر نہیں
لہذا حضرت جبرئیل نے حوض کوثر سے پانی منگوایا
رضوان سے فرمایا کہ یاقوت سرخ کے دو لوٹوں
میں آب کوثر مع طشت زمردین کے لاؤ اوسکے چاروں

ضلع مرصع بہ گوہر کہ شعاع آنہا بہ آسمان می رسید
حاضر آورد۔ کذلک چون بندہ بعزیمت نماز قدم
نیاز در خدمت برای اطاعت الٰہی نہد ظاہر را
بآب مطلق مطہر گرداند چنانچہ در ظاہر شرع مبین ست
و چون قصد طہارت باطن کند و توفیق الٰہی
رفیق او گردد رضوان الٰہی دو ابریق خوف و رجا
کہ از کوثر ایمان بہ آب عرفانش مملو گردانیدہ
بآن مصلی نماز نیاز کرم نماید بعد ازان طشتی از علم
کہ مرآن را چار ضلع است یکے علم افعال دوم
علم صفات سوم علم اسماء چہارم علم ذات کہ ہر
ضلع ازین اضلاع مکلل بجوہرے مخصوص است مثل
علم افعال بجوہر توحید و علم صفات بواحدیت و علم
اسماء بہ احدیت و علم ذات بغیب ہویت بآن
ہمراہ گرداند چون مصلی را طہارت ظاہر و باطن میسر
گردد برای او براق محبت بزین مودت تزئین از
پیش کشند و آن را دو بال باشد یکے از شوق و
دیگر از ذوق کہ بقدم اول از کونین می گذرد و او را
بطرفۃ العین بہ بیت المقدس توجہ بجناب خود رساند
نماز درون جان ندا انی وجہت وجہی للذی
فطر السموات والارض برآرد بعد ازان چنانکہ
آنحضرت صلعم را در جناب قدس اطلاع بر آثار عظمت و

کو نے نہایت روشن موتیون سے مرصع تھے اسی طرح
جب نمازی نماز پڑھنا چاہتا ہے تو طہارت ظاہری
پانی سے کرتا ہے اور جب بہ توفیق الٰہی طہارت باطنی
کرنا چاہتا ہے تو رضوان الٰہی خوف و رجا کے دو لوٹے
مین کوثر ایمان کا آب عرفان اوسے دیتا ہے اور
علم کا طشت بھی جس کے چار گوشے ہین ایک علم
افعال دوسرے علم صفات تیسرے علم اسماء چوتھے
علم ذات جس کا ہر گوشہ ایک خاص جوہر
سے مرصع ہے علم افعال جوہر توحید سے اور علم
صفات واحدیت سے اور علم اسماء احدیت
سے اور علم ذات غیب ہویت سے جب
نمازی بظاہر و باطن پاک ہو جاتا ہے تو
اوس کے لئے براق محبت لایا جاتا ہے جس کے
دو بازو ہوتے ہین ایک شوق کا دوسرا
ذوق کا وہ پہلے قدم مین کونین سے گذر جاتا
ہے اور اوس کو چشم زدن مین توجہ کے
بیت المقدس مین پہونچا دیتا ہے تب
اوس کے دل سے انی وجہت وجہی للذی
فطر السموات والارض
کی آواز آتی ہے پھر جس طرح آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم درگاہ الٰہی مین آثار عظمت و

قدرت چنان بیسر گشته بود که جمیع مکنونات را
از ملکیات و ملکوتیات در تجلی عظمت و کبریای
او مضمحل دید بندهٔ مصلی بنظر عقل در کل اشیاء
تامل نماید و از انواع نباتات و معادن و حیوان و
انسان و غیر آن براندیشد بعد از ان توجه بعالم
بالا کند از آسمانها و گروه ملائکه تا سدره و سکان
آن و لوح و قلم و عرش و کرسی و بهشت و دوزخ و
عالم اجسام و عالم ارواح از ارضیه و سماویه ملک و
ملکوت و غیب و شهادت در حیطهٔ نظر همت در آرد
و پرتو انوار عظمت الهی را بر همه گمارد تا همه را چون
ستاره در جنب آفتاب نابود بیند و از روی تحقیق
و یقین دست بر کونین افشاند و گوید الله اکبر بعده
هر دو دست بر سر حد اسفل و اعلی که نمود از ان
عالم صغیر یعنی وجود انسانی ناف ست بر بندد تا
مشوشات نفسانی به لطائف روحانی تعرض نرسانند
القصه چنانکه خواجه علیه الصلوة والسلام قدم از
صخرهٔ بیت المقدس بر داشت و بر معراج نهاد
همچنین بندهٔ مصلی بعد از تکبیر تحریمه قدم بر معراج ثنا
نهد و کلمه سبحانک اللهم و بحمدک بر زبان
راند که معراج آدم صفی الله بهمین کلمه بود فتلقی
آدم من ربه کلمات بلکه معراج ملائکه مقدس

قدرت پر ایسے مطلع ہوئے تھے کہ تمام مکنونات ملکیات
و ملکوتیات کو اوس کی تجلی عظمت و کبریائی مین
مضمحل دیکھا تھا ویسے ہی نمازی بھی بہ نظر عقل
تمام چیزون مین غور کرتا ہے اور اقسام نباتات و
حیوان و انسان وغیرہ کو سمجھتا ہے پھر عالم بالا کی طرف
توجہ کرتا ہے اور آسمانون اور ملائکہ سے لیکر سدرۃ المنتہی
اور اوس کے رہنے والون اور لوح و قلم و عرش و کرسی و
بہشت و دوزخ و عالم اجسام و عالم ارواح ارضی و
سماوی و ملک و ملکوت و غیب و شہادت تک نظر
ہمت مین لاتا اور اون کو انوار عظمت الٰہی کا پرتو سمجھکر
ستارہ کی طرح جب آفتاب حقیقت مین نابود دیکھکر
بہ تحقیق و یقین کونین سے ہاتھ اوٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہے
پھر دونون ہاتھ سرحد عالم سفلی و علوی پر جس کا ظہور
وجود انسانی مین ناف ہے باندھتا ہے تاکہ تشویشات
نفسانی لطائف روحانی سے تعرض نہ کر سکین
غرض جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صخرہ
بیت المقدس سے معراج کو تشریف لے گئے نمازی
بھی تکبیر تحریمہ کے بعد معراج ثنا پر قدم رکھتا اور
زبان سے سبحانک اللھم بحمدک کہتا ہے
کیونکہ معراج آدم صفی اللہ اسی کلمہ سے ہوئی کہ
فتلقی آدم من ربہ الخ بلکہ معراج ملائکہ مقدس

نیز ہمین بود و نحن نسبح بحمدک و نقدس
لک بلکہ کلید معراج محمدی صلعم نیز ہمین کلمہ بود
کہ فسبح بحمد ربک لاجرم سبب عروج ہمہ عالیان
ہمین کلمہ آمد کہ و ان من شئ الا یسبح بحمدہ
بعد از انکہ در معراج آنحضرت صلعم قدم بر اطباق
سموات نہاد ہر ہفت طبقہ را از دخل و تصرف
شیطان محفوظ دید کہ وحفظا من کل شیطان
مارد کذلک چون مصلی از معراج ثنا قدم بر آسمان
معارف نہد خواہد کہ اطوار ہفتگانۂ دل را کہ نمونۂ
اطباق سموات سبع است از مکائد شیطان و
وساوس آن پاک گرداند زبان بہ گفتار اعوذ
باللہ من الشیطان الرجیم بکشاید بعد از انکہ آنحضرت
صلعم از اطباق سموات در گذشت بہ ہشت بہشت
رسید و ہر یک باب او را مفتاحی دید مفتاح
باب اول معرفت بود و دوم را ذکر سوم را شکر
چہارم را رجا پنجم را خوف ششم را اخلاص ہفتم را
دعا ہشتم را اقتدا کذلک چون مصلی سموات اطوار
قلب را طے کردہ بہ بہشت مکاشفہ می رسد آنرا
ہشت در می بیند کہ برائے ہر درے کلیدے
معین است در اول کہ باب المعرفت است بکلید
معرفت و ایمان می کشایند و در دوم را کہ باب الذکر است

بھی یہی تھی و نحن نسبح الخ اور معراج محمدی صلعم
بھی یہی کلمہ تھی کہ فسبح بحمد ربک لہذا تمام عالم
کے عروج کا سبب یہی کلمہ ہوا کیونکہ کوئی چیز ایسی
نہین جو خدا کی تسبیح نہ کرتی ہو پھر جس طرح معراج
مین آنحضرت صلعم نے آسمانون پر تشریف لیجا کر
اون کو شیطان کے دخل و تصرف سے محفوظ دیکھا
اسی طرح جب نمازی معراج ثنا سے آسمان معارف
پر قدم رکھتا ہے اور اطوار سبعۂ قلب کو جو آسمان
کے سات طبقون کی طرح ہین شیطان کے مکائد و
وساوس سے پاک کرنا چاہتا ہے تو اعوذ باللہ
کہتا ہے پھر جس طرح آنحضرت صلعم آسمانون کی سیر
کر کے آٹھون بہشتون مین پہونچے تو ہر دروازہ کی
علیحدہ کنجی دیکھی پہلے دروازہ کی کنجی معرفت تھی
دوسرے کی ذکر تیسرے کی شکر چوتھے کی رجا پانچوین
کی خوف چھٹے کی اخلاص ساتوین کی دعا
آٹھوین کی اقتدا اسی طرح جب نمازی
اطوار قلب کے آسمانون کو طے کر کے بہشت
مکاشفہ مین پہونچتا ہے تو اوس کے آٹھ دروازے
دیکھتا ہے جس کے ہر دروازہ کی علیحدہ کنجی ہے
پہلا دروازہ باب المعرفت ہے جو معرفت و ایمان
کی کنجی سے کھلتا ہے دوسرا دروازہ باب الذکر ہے

بکلمۂ بسم اللہ و درِ سوم را کہ باب الشکر است
بمفتاح الحمد للہ و درِ چہارم را کہ باب الرجاء است
بہ الرحمن الرحیم و درِ پنجم را کہ باب الخوف است
بہ مالک یوم الدین و درِ ششم را کہ باب الاخلاص
است بہ کلمۂ ایاک نعبد و درِ ہفتم باب الدعاء را
بہ کلید اھدنا الصراط المستقیم و درِ ہشتم باب الاقتدا
را بہ کلید صراط الذین تا ولا الضالین بکشاید
وھو المراد فی قولہ جنات عدن مفتحۃ
لھم الابواب بعد ازان چون مصلی بہ فرمان
فاقرؤا در بساتین سور قرآنی سیر می کند مثل سیر
آنحضرت در گلستان جنان و میل آن در دل
آنحضرت بوجہ تجلیات تصرف نکرد کذلک مصلی
بعد از تلاوت کلام بسبب تجلی متکلم بمقتضائے
اذا تجلی اللہ لشیء خضع لہ در رکوع پشت خم
میکند و اعتراف بہ عظمت الٰہی نمودہ سبحان
ربی العظیم ورد زبان می سازد۔ بزرگان آن را
تجلی فعلی گفتہ اند و بسبب ظہور ہمان تجلی آنحضرت
صلعم ناظر آثار شد و گفت اللھم انی اعوذ بعفوک
من عقابک و چون مصلی رکوع بہ تواضع می کند
جناب عظمت الٰہی بموجب من تواضع للہ
رفعہ اللہ باز او را بہ مقام استغاثت قرار می دہد

یہ بسم اللہ کی کنجی سے کھلتا ہے تیسرا دروازہ باب الشکر
ہے یہ الحمد للہ کی کنجی سے کھلتا ہے چوتھا دروازہ
باب الرجاء ہے یہ الرحمن الرحیم کی کنجی سے کھلتا ہے
پانچوان دروازہ باب الخوف ہے یہ مالک یوم الدین
کی کنجی سے کھلتا ہے چھٹا دروازہ باب الاخلاص ہے
یہ ایاک نعبد کی کنجی سے کھلتا ہے ساتوان دروازہ
باب الدعاء ہے یہ اھدنا الصراط المستقیم کی کنجی سے
کھلتا ہے آٹھوان دروازہ باب الاقتدا ہے یہ صراط
الذین کی کنجی سے کھلتا ہے آیت جنات عدن
مفتحۃ لھم الابواب کا یہی مطلب ہے پھر بحکم
فاقرؤا چمنستان سور قرآنی کی سیر کرتا ہے جیسے آنحضرت صلعم
نے باغہاے جنت کی سیر کی اور اوسکا کوئی اثر بوجہ
تجلیات کے آنحضرت صلعم کے دل پر نہوا اسیطرح نمازی
بعد تلاوت کلام بسبب تجلی متکلم بمقتضای اذا تجلی اللہ
لشیء خضع لہ رکوع مین جھکتا اور عظمت الٰہی کا اقرار
کر کے سبحان ربی العظیم کہتا ہے بزرگان دین
کے نزدیک یہ تجلی فعلی ہے اسی تجلی کے ظہور کی
وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللھم انی
اعوذ بعفوک فرمایا تھا پھر جب تواضع سے رکوع
کرتا ہے تو حق تعالے اوسے بموجب من
تواضع للہ مقام استغاثت عطا کرتا ہے تاکہ

بشکرانۂ نعمت استقامت زبان بحمد خداوندی
میکشاید و بہ قبول حمد خود می نازد کہ سمع اللہ لمن
حمدہ چون حمد بہ محمود واصل گشت تجلی دیگر از تجلیات
صفاتی بہ بندہ می رسد کما قال علیہ الصلوۃ
والسلام اذا قال العبد سمع اللہ لمن حمدہ
نظر اللہ الیہ بنظر الرحمۃ و این نظر رحمت
عبارت از تجلی صفات است بس تدعی زیادتی
خشوع لاجرم در مقابل آن بندہ سجود می کند کہ
نہایت خشوع و تذلل است چنانچہ در مقابلۂ تجلی
افعالی رکوع میکرد و ہمین معنی بود کہ آنحضرت صلعم
اظہار آن فرمود کہ اعوذ برضاک من سخطک
و چون سر از سجود بر میدارد تجلی ذاتی وارد میشود و
این تجلی کنایت است از ان قرب کہ ثمرۂ شجرۂ
خضوع و محنت است و این بلند ترین مقامات
سالکان است و این جا دقیقہ ایست کہ چون
میان تجلی افعالی و صفاتی تفاوت بود بجہت امتیاز
فعل از صفت در تواضع کہ متفرع بود بر آنہا
لاجرم تفاوت ظاہر آمد یکے رکوع و دیگرے سجود
آمد اما چون ذات و صفات را از یکدیگر امتیاز نبود
مظاہر این دو تجلی نیز از یکدیگر ممتاز نہ گشتند
ہر دو سجدہ یکرنگ آمدند اما بمیان معنی تفاوت

نعمت استقامت کے شکریہ مین حمد کرکے اوسکی قبولیت
پر ناز کرے کہ سمع اللہ لمن حمدہ پھر حمد کے
بعد بندہ پر تجلی صفاتی ہوتی ہے جیسا کہ آنحضرت
صلعم نے فرمایا کہ جب بندہ سمع اللہ کہتا ہے تو اللہ
تعالی اوس کی طرف بنظر رحمت دیکھتا ہے اس نظر
رحمت سے تجلی صفاتی مراد ہے جو زیادہ خشوع چاہتی
ہے لہذا اوس کے مقابل مین بندہ سجدہ کرتا ہے
جو انتہاے خشوع و ذلت ہے جس طرح تجلی افعالی
کے مقابلہ مین رکوع کرتا تھا اسی کا اظہار آنحضرت
صلعم نے فرمایا کہ اعوذ برضاک من سخطک
پھر جب سجدہ سے سر اوٹھاتا ہے تو تجلی ذاتی
ہوتی ہے اس تجلی سے وہ قرب مراد ہے جو خضوع
کا نتیجہ ہے یہ سالکین کا سب سے اعلے مقام ہے
اور یہان ایک دقیقہ ہے کہ چونکہ تجلی افعالی و
صفاتی مین بوجہ امتیاز فعل و صفت فرق تھا
لہذا اوس تواضع مین بھی جو اون سے پیدا ہے
فرق ظاہر ہوا جس سے ایک رکوع اور دوسرا
سجدہ ہوا اور چونکہ ذات و صفات باہمدیگر
ممتاز نہ تھے لہذا ان تجلیون کے مظاہر
بھی ممتاز نہ ہوے دونون سجدے ایک
طرح کے ہوے مگر معنے بہت فرق

بسیار است کہ اسرار آن بوقت کشف ظاہر شوند
بعد ازان چون معراج آنحضرت صلعم ہم بروح بود
وہم بجسد در نماز دو رکعت فرض آمدند تا رکعت
اولی معراج اجسام وثانیہ معراج ارواح نام فتاد
و بعد از تصحیح معراج ارواح و اشباح جلوس بر
وسادت لازم است و ثناء الٰہی واجب چنانکہ
آنحضرت در مقام دنی فتدلی بثنا حق مبادرت
نمود کہ التحیات للہ بندہ نیز بآن ثنا مامور شد
وچون مفتاح این ابواب مغلقہ بشرف قدوم آنحضرت
میسر گشتہ بود لابد بروح پر فتوح آنحضرت محمدؐ تحیت
عرض باید کرد کہ السلام علیک تا کہ جواب سلام
از آنحضرت شنود کہ السلام علینا سائلے ازین
مصلی سوال می کند کہ وصول باین درجات بچہ
وسیلہ یافتہ میگوید کہ بدولت شہادت اشہد
ان لا الہ الا اللہ او میگوید کہ چنین مصلی بذیل صلوٰۃ
آنحضرت شامل است باز سائل گوید کہ شرف
متابعت این خواجہ ببرکت دعوت خلیل میسر
گشتہ کہ از برائے تو رسالت آنحضرت مسالت
نمودہ کہ ربنا وابعث فیھم رسولا منھم پس
ذکر خیرش ہم مناسب مصلی می گوید کما صلیت الخ
بعد ازان کہ خواجہ علیہ السلام دران بارگاہ عالی مقام

ہے جن کے اسرار کشف کے وقت ظاہر ہوتے ہین
پھر چونکہ آنحضرت صلعم کی معراج روحانی بھی تھی
اور جسمانی بھی لہذا نماز مین دو رکعتین فرض ہوئین
پہلی رکعت کا معراج اجسام اور دوسری کا معراج
ارواح نام رکھا گیا بعد معراج ارواح وجسام ہونیکے
مصلے پر بیٹھنا لازم اور ثنائی الٰہی واجب ہے تاکہ جسطرح
آنحضرتؐ نے مقام دنی فتدلی مین التحیات للہ کہکر
خدا کی حمد کی بندہ بھی اوسی طرح حمد کرے اور چونکہ اون
بند دروازون کی کنجی آنحضرت صلعم کے شرف قدوم
سے میسر ہوئی لہذا آنحضرت صلعم کی روح پر فتوح پر بھی
درود پڑھنا چاہیے کہ السلام علیک تا کہ جواب سلام
آنحضرتؐ سے ملے کہ السلام علینا الخ سائل نمازی
سے پوچھتا ہے کہ تو ان درجون پر کس طرح پہونچا وہ
کہتا ہے کہ اشہد ان لا الہ الخ کہنے سے تب وہ
کہتا ہے کہ ایسا نمازی جو درود پڑھتا ہے آنحضرتؐ
کے ساتھ صلوٰۃ مین شامل ہے پھر سائل کہتا ہے
کہ آنحضرت صلعم کا شرف متابعت تجھکو حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی دعا کی برکت سے حاصل ہوا اونھون
نے تیرے لیے آنحضرتؐ کی رسالت چاہی تھی کہ
ربنا وابعث فیھم تو اون کا ذکر خیر بھی مناسب ہے نمازی
کہتا ہے کما صلیت الخ پھر جب آنحضرتؐ اس بارگاہ عالیجاہ مین

تمکین یافت واز حضرت حق بخطاب اسئل تعط
واشفع تشفع مشرف گشت هرچه از ان حضرت
استدعا نمود همه غفران امت بود مصلی نیز بعد از
حصول دولت قرب الٰهی بر همان وتیره بعد از
ثنا ودرود مغفرت مومنین و مومنات می طلبد تا
تحقیق معنی التعظیم لامر الله والشفقة علی
خلق الله نموده باشد لاجرم اللهم اغفر للمومنین
والمومنات میگوید بعد ازان که آنحضرت صلعم
خدمت خود را باتمام رسانید وخاطر از مهمات امت
جمع گردانید امر مراجعت آمد اول عبور آنحضرت
به ملائکه ملکوت افتاد بعد ازان رجوع باصحاب و
یاران فرمود کذالک مصلی را نیز وقت رجوع از معراج
معراج نماز امر است به سلام اول به نیت ملائکه کرام
دوم به خواص وعوام انام که در صف جماعت انتظام
یافته اند زهی معراج وخهی صلوٰة ولفظ صلوٰة در اصل
لغت موضوع است بازاء معنی دعا و در شریعت
بازاء مجموع اذکار وهیأت قلبی وقالبی وقولی و
فعلی یعنی حقیقت دعا بر وضع اتم واعم آن که بنده
همه تن قولا وفعلا وعملا وحالا حق تعالی را از سر
تضرع وابتهال بخواند وبعضے گفته اند که اشتقاق
صلوٰة از صلی است وصلی در آتش رفتن بود یعنی

پہونچے اور خدا نے فرمایا کہ جو مانگو وہ تم کو دیا جائیگا اور
جس کی شفاعت کروگے قبول کیجائیگی تو آنحضرت
صلعم نے صرف بخشش امت ہی کی دعا مانگی اوسی
طرح نمازی بھی دولت قرب الٰہی پاکر ثنا اور درود
کے بعد مومنین و مومنات کی مغفرت چاہتا ہے
تاکہ التعظیم لامر اللہ والشفقة علی خلق اللہ کے
معنی ثابت ہوجائیں لہذا اللهم اغفر الخ کہتا ہے
پھر جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی
خدمت پوری کرنے اور مہمات امت سے دل
مطمئن کرلینے کے بعد واپسی کا حکم ملا اور آپ
ملائکۂ ملکوت پر گذرتے ہوے اپنے دوست واصحاب
کی طرف پلٹے اسی طرح نمازی کو بھی سفر معراج نماز
سے پلٹ کر اولاً ملائکہ پھر جماعت کے عام وخاص
لوگون پر سلام کا حکم ہے کیا خوب معراج اور کیسا
اچھی نماز ہے اور لفظ صلوٰة لغتاً دعا اور شرعاً
مجموعۂ اذکار اور ہیئات قلبی وقالبی وقولی و
فعلی کے معنے مین بنایا گیا ہے یعنی حقیقت دعا
پورے طور پر یہ ہے کہ بندہ ہمہ تن قولاً وفعلاً وعملاً
وحالاً خداوند تعالے سے بہ عاجزی وزاری
دعا مانگے اور بعض کہتے ہین کہ صلوٰة صلی سے مشتق
ہے جس کے معنی آگ مین گرنے کے ہین۔ یعنی

وجود مصلی در صلوٰۃ بقبول انوار تجلی صفات از غایت
خضوع و خشوع و حرقت گویا در آتش بود و علامت
این تجلی خضوع قلب است کاذا تجلی اللہ لشیٔ
خضع لہ و علامت خضوع قلب خشوع قالب است
لو خضع قلبہ لخشعت جوارحہ و خشوع موجب
نجات از قید صفات وجود است قد افلح
المومنون الذین ہم فی صلوٰتہم خاشعون
و بعضی گفتہ اند کہ اشتقاق آن از صلت است یعنی
مصلی حقیقی آن کہ در حال صلوٰۃ بہ غلبۂ نور شہود معبود
و تلاشی رسوم وجود از خلق منفصل و بحق متصل بود
چنانکہ سید کائنات صلعم در اوقات معاریج تقلب
قالب واصل حضرت ربوبیت گشتہ خواص امت
خود را بہ ترقی در معارج و مدارج صلوٰۃ طریق وصول
بحضرت حق بکشود کہ الصلوٰۃ معراج المومنین
و ہیأت سبعہ کہ ارکان صلوٰۃ اند یعنی دو قیام و دو
رکوع و دو سجود و قعود بر مثال طبقات سموات سبع
مراقی معارج مصلی اند کہ معراج او بدان متحقق گردد
و قعدۂ اخیرۂ تشہد مطلع آفتاب شہود و منتہی سیر
وجود است و در ابتدای تشہد التحیات صورت
تحیت و سلام مصلی است بر حضرت الوہیت و
روح نبی صلعم و ارواح دیگر بندگان صالح کہ معتکفان

نماز مین نمازی تجلی صفات کے انوار قبول کر کے
انتہا خضوع و خشوع و حرقت سے آگ کی طرح
ہو جاتا ہے اور اس تجلی کی علامت خضوع قلب ہے
کیونکہ اللہ تعالی جب کسی چیز پر تجلی کرتا ہے تو وہ اوسکے
لیے پست ہو جاتی ہے اور خضوع قلب کی علامت
خشوع جسم ہے اگر قلب مین خضوع ہو تو اعضا مین
بھی خشوع ہوگا اور خشوع صفات نفسانی کی قید
سے چھڑاتا ہے بیشک اونھین مومنون نے فلاح
پائی جو اپنی نماز مین خشوع رکھتے ہین اور بعض کہتے ہین
کہ صلوٰۃ صلت سے مشتق ہے یعنی حقیقی نمازی وہ ہے
جو نماز مین شہود معبود کے غلبۂ نور اور رسوم وجود مٹنے
سے خلق سے علیحدہ اور حق سے متصل ہو جیسے آنحضرت
صلعم نے اوقات معراج مین قلباً و قالباً حضرت حق
سے واصل ہو کر خاصان امت کے لیے نماز مین ترقی
کرنے سے خدا تک پہونچنے کا راستہ کھول دیا۔ نماز معراج
مومنین ہے اور نماز کے ساتون رکن یعنی دو قیام اور دو
رکوع اور دو سجدے اور ایک قعدہ آسمانون کے سات
طبقون کی طرح معراج کے زینے ہین جس سے اوسکو
معراج حاصل ہوتی ہے اور قعدۂ اخیرہ تشہد آفتاب وجود کا مطلع
اور سیر وجود کا منتہی ہے اور تشہد مین اللہ کیلیے التحیات
اور آنحضرت صلعم پر درود اور دیگر بندگان صالح کی روحون

جناب قدس وساکنان حضرت انس اندر مثال
افتتاح کلام سید المرسلین صلعم بہ تحیت رب العالمین
درحالت انفلاق صبح دنی فتدلی وطلوع آفتاب
ماکذب الفؤاد ومارای کہ التحیات للہ
والصلوات والطیبات السلام علیک
ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا
وعلی عباد اللہ الصالحین وسبب اندراج سر
معراج درصورت صلوٰۃ آن کہ رسول اللہ صلعم از
غایت رحمت وشفقت امتیان را از جملہ
مقامات علیہ واحوال سنیۂ خود بہرہ ورگردانیدہ
چون اورا از معارج سموات بگذرانیدند وبر بساط
قرب ومکالمت ومنادمت جادادند خواست کہ
ازین کرامت تحفۂ وازین مائدہ نوالۂ بجہت امت
بیارد صلوٰۃ را کہ صورت حال او داشت با او ہمراہ
کردند تا بوقت قدوم از سفر مبارک معراج برسم الفرضیۃ
بکرامت با امت درمیان نہاد وازین جا معلوم
شد کہ علو شان صلوٰۃ بیش ازانست کہ ہمہ کس
بہ کمال آن تواند رسید چہ قدم وصول بکمال آن
اول صدر مسند رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ را بود
وبعد از و مقربان وخواص اتباع او را بقدر استعداد
وحظ قرب ازان نصیبی مخصوص حاصل شد در خبر است

ویسی ہے کہ جیسے آنحضرت صلعم نے خداوند تعالیٰ
کی تعریف مین صبح دنی فتدلّٰی اور آفتاب
ماکذب الفواد مارائی کے طلوع ہونے کے
وقت فرمایا تھا کہ التحیات للہ الخ اور نماز
کے معراج ہونے کا راز یہ ہے کہ آنحضرت صلعم
نے انتہاے رحمت اور شفقت سے امت کو
اپنے تمام مقامات عالیہ وحالات سنیہ سے
حصہ عطا فرمایا ہے جب خدای تعالے نے
آنحضرت صلعم کو بعد سیر سموات شرف قرب
ومکالمت عطا فرمایا تو آپ نے اس بخشش مین
سے امت کو بھی کچھ عطا فرمانا چاہا لہذا نماز جو
معراج کی صورت پر تھی آپ کو دی گئی
جو سفر مبارک معراج سے واپسی پر امت
کے لیے فرض ہوئی اور یہین سے معلوم
ہوا کہ نماز کی بزرگی ایسی ہے کہ ہر
شخص اوس کے کمال پر نہین پہونچ سکتا
کیونکہ سب سے پہلے کمال نماز پر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پہونچے پھر
آپ کے مقربین وخواص تابعین
کو بقدر استعداد وقرب اوس
سے حصہ ملا۔ حدیث شریف مین ہے

که منکم من یصلی الصلوة کاملة ومنکم من
یصلی النصف والثلث والربع والخمس حتے
یبلغ العشر واز این جا فرمود عمر بن الخطابؓ کہ ان
الرجل لیشیب عارضاه فی الاسلام وما اکمل
للہ الصلوة پرسیدند وکیف ذالک فرمود لا
یتم خشوعہا وتواضعہا واقبالہ علی اللہ فیہا
ودر صورت صلوة عبادت جمیع ملائکہ درج است
چہ از ملائکہ بعضی پیوستہ در رکوع باشند وبعضی در
سجود وبعضے در قیام وبعضی در قعود وبعضی در دعا
وبعضے در استغفار وبعضی در تلاوت وبعضی در
تسبیح وبعضے در تحمید وبعضی در صلوة بر نبی صلوات اللہ
علیہ پس مصلی بواسطۂ صلوة در سلک عبادت
جمیع ملائکہ منسلک گردد وبہ ثواب ہمہ متحظی شود و
عامل کامل آنست کہ ہمگی ہمت او بر ستعد تکمیل
صلوة وتوفیہ حق آن مصروف باشد ومنجملہ آن
یکے این کہ در ہیئتے از ہیئات صلوة تا ذوق خشوع
لائق آن بہ مذاق جان نرسد قصد انتقال بہ ہیئتی
دیگر نہ کند الا در فرائض کہ تطویل متعذر باشد چہ اگر
در مواقف ہیئات صلوة کہ مہاب نفحات الہی اند
سکون وطمانینت رعایت نہ کند وبہ مقتضاے
طبیعت بشری در انتقال از ہیئتے بہ ہیئتے تعجیل و

کہ تم مین بعض وہ لوگ ہین جو پوری نماز پڑھتے
ہین اور بعض جو آدھی اور تہائی اور چوتھائی
یہان تک کہ دہائی تک پہونچتے ہین اسی لیے حضرت
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واقعی آدمی
اسلام مین بڈھا ہو جاتا ہے مگر اللہ کی نماز پوری
نہین کرپاتا لوگون نے پوچھا کہ یہ کیسے فرمایا کہ نماز مین
اوسے خشوع و تواضع اور اللہ کی طرف کامل توجہ نہین
ہوتی اور یہ نماز تمام ملائکہ کی عبادت پر شامل ہے کیونکہ
بعض فرشتے ایسے ہین جو ہمیشہ رکوع مین رہتے ہین اور بعض
سجدے مین اور بعض قیام مین اور بعض قعدہ مین اور بعض
دعا مین اور بعض استغفار مین اور بعض تلاوت مین اور
بعض تسبیح مین اور بعض تحمید مین اور بعض آنحضرت صلعم پر
درود بھیجنے مین تو نمازی بذریعہ نماز تمام ملائکہ کی عبادت
پر حاوی ہو کر سب کا ثواب پاتا ہے عامل کامل وہی ہے جو ہمہ تن
تکمیل نماز اور اوسکا حق پورا کرنے مین مصروف رہے منجملہ
اونکے ایک یہ ہے کہ جب تک کسی رکن نماز مین ذوق
خشوع اوس رکن کے لائق اوسے نہ ہو تب تک
دوسرا رکن ادا کرنے کا قصد نہ کرے مگر فرض نمازون
مین کہ جن مین یہ دشوار ہے کیونکہ اگر مواقف
ارکان مین سکون و اطمینان کا لحاظ نہ
کرے گا اور ادائے ارکان مین عجلت

سرعت نماید ابواب فتوح برو مفتوح نہ گردند و ذوق
رحیق تحقیق بہ مذاق روح او نہ رسد وقتی بحضرت
رسالت ذکر سرقہ می رفت پرسید اندرون
ای السرقة اقبح گفتند اللّٰہ و رسولہ اعلم
فرمود کہ سرقة الرجل فی الصلوٰة گفتند چگونہ
باشد فرمود لا یتم رکوعھا ولا سجودھا ولا
خشوعھا ولا القراءة فیھا دیگر آن کہ در اذکار
صلوٰة بہ معانی آن متصف بود چنانچہ معنی آن
ذکر صورت حال او باشد مثلا در رکوع چون گوید
سبحان ربی العظیم باید کہ دل او غرق تجلی
عظمت الٰہی بود دیگر آن کہ در تلاوت بہ حسن
استماع یا اسماع موصوف بود یا بحق از حق شنود
یا بحق بر حق خواند و اختصاص فاتحہ و تعین آن
بہ تلاوت در صلوٰة کہ لا صلوٰة الا بفاتحة الکتاب
ازان جہت است کہ معنی صلوٰة دعا است بہ لسان
عبودیت در حضرت ربوبیت بر نعت اخلاص و
ادب و مضمون فاتحہ برین معنی مشتمل است چہ
طلب ہدایت صراط مستقیم دعائیست مصدر بہ
ثنا و حضرت الوہیت و اخلاص عبودیت و تصدیر
دعا بر ثنا و عبودیت از سر اخلاص کمال ادب است
و دعا بر نعت ادب مستجلب رحمت است و ارباب ذوق

کریگا تو اوسے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ ایک بار آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین چوری کا ذکر ہوا
آنحضرت نے پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو کہ کون چوری
زیادہ بُری ہے لوگون نے عرض کیا کہ اللہ اور اوسکا
رسول زیادہ جانتا ہے فرمایا کہ نماز کی چوری عرض
کیا کہ یہ کیونکر فرمایا کہ جس مین رکوع و سجدہ و خشوع و
قراءت اچھی طرح نہ ہو دوسرے یہ کہ اذکار نماز
مین اون کے معانی سے ایسا متصف ہو کہ اونھین
مین محو ہو جائے مثلاً جب رکوع مین سبحان
ربی العظیم کہے تو دل سے عظمت الٰہی کی تجلی مین
غرق ہو جائے تیسرے یہ کہ تلاوت مین یہ خیال
کرے کہ مین پڑھتا ہون اور حق سنتا ہے یا
حق ہی پڑھتا اور وہی سنتا ہے۔ اور سورۂ
فاتحہ کے نماز مین پڑھنے کی خصوصیت و
ضرورت یہ ہے کہ نماز سے مطلب خدائے
تعالے سے بہ خلوص و ادب دعا مانگنے
کے ہین اور سورۂ فاتحة الکتاب کا مضمون
بھی ایسا ہی ہے کیونکہ صراط مستقیم کی ہدایت چاہنا
ایک ایسی دعا ہے جو خدا کی حمد و اخلاص عبودیت سے
صادر ہوتی ہے اور حمد کے ساتھ دعا مانگنا کمال ادب ہی او
ادب سے دعا مانگنا مستجلب رحمت ہے اور ارباب ذوق

صلوة را حرمے عظیم بینند از حرمہائے الٰہی کہ دو باب
دارد یکے داخلی کہ تکبیر احرام است دیگرے خارجی کہ
تسلیم است و دران حرم اورا بارگاہ و مواقف
بسیار اند در ہر بارگاہے جلوۂ دیگر کردہ و در ہر
موقفے منزلے دیگر نہادہ تا دوستان و آشنایان
چون از باب تکبیر در آیند اول در بارگاہ قیام از جلوۂ
کبریائی او محظوظ شوند و نزل مکالمت و شہادت
بر دارند انگاہ ببارگاہ رکوع آیند و جلوۂ عظمت بیابند
و نزل تواضع و خضوع بر دارند و علیٰ ہذا در جمیع ہیات
تا انگاہ کہ از باب تسلیم بیرون شوند پس وائے بر
کسی کہ بہ چنین حرمی در آید و ست غفلت بیرون
رود و از مشاہدہ و مکالمہ و مطالعۂ بارگاہ و نزل او
محروم ماند و از مہام محافظت بر صلوة یکے آن کہ
پیش از شروع نماز دل خود را از اشغال دنیوی اسباب
تشتت خاطر و توزع باطن و تفرق ہموم فارغ گردانند
تا در صلوة حاضر بود کہ چہ میگوید و چہ می خواند و ست
غفلت نہ باشد تا مخاطب بخطاب لا تقربوا
الصلوة وانتم سکارٰی حتی تعلموا ما تقولون
نباشد و ازین جہت در حدیث آمدہ کہ اذا حضر
العشاءُ والعشاءَ فقدّموا العشاءَ بالجملہ ہر چہ
مغیر مزاج باطن بود قبل صلوة آن را زائل گردانند

نماز کو منجملہ حرمہائے الٰہی حرم عظیم سمجھتے ہین جس کے
دو دروازے ہین ایک داخلی یعنی تکبیر احرام دوسرا
خارجی یعنی تسلیم جس مین اوس کی بہت سی بارگاہین
اور جگہین ہین ہر بارگاہ اور ہر جگہ مین ایک نیا جلوہ
ہے تاکہ دوست و آشنا جب دروازۂ تکبیر سے داخل
ہون تو پہلے بارگاہ قیام مین اوس کے جلوۂ کبریائی
سے محظوظ ہون اور بات چیت و ملاقات کا فائدہ
اوٹھائین پھر بارگاہ رکوع مین آئین اور اوس کے
جلوۂ عظمت سے تواضع و خضوع کا فائدہ اوٹھائین
اسی طرح اور تمام ارکان نماز مین سلام پھیرنے
تک تو اوس شخص پر نہایت افسوس ہے جو ایسی جگہ
غافل ہو کر جائے اور اوس کی زیارت اور بات چیت
اور وہان کی دعوتون سے محروم رہے اور مہمات
محافظت نماز سے ایک یہ ہے کہ نماز پڑھنے سے پہلے
اپنا دل دنیاوی کامون سے جو باعث پریشانی
قلب ہون فارغ و مطمئن کرلے تاکہ نماز مین جو کچھ
پڑھے اوس کا خیال رکھے غافل نہ رہے
اور اسی لیے حدیث مین آیا ہے کہ جب
رات کا کھانا اور رات کی نماز کا ایک
ساتھ اتفاق ہو تو کھانا مقدم کرو
غرض نماز سے پہلے ہر چیز سے دل کو فارغ کرے

در خبر است کہ لایدخل احدکم فی الصلوۃ
وھو معطش ولا یصلین احدکم وھو غضبان
و دیگر آن است کہ پیش از وقت باید کہ وضو سازد
و در تقدیم سنت بر فریضہ اہمال روا ندارد تا اگر
اثرے از آثار کدورت و تفرقہ بجہت مخالطت
با خلق و صرف بعض اوقات در ضروریات بدل
او راہ یافتہ باشد ببرکت نور سنت برخیزد و
باطن صلاحیت صلوۃ و شائستگی مناجات یابد و
طریق ہبوب نفحات الٰہی و نزول برکات نامتناہی
در فریضہ وسیع گردد و دیگر آن کہ ترک جماعت نکند
چہ کہ در خبر است کہ تفضیل صلوۃ الجماعۃ علی
صلوۃ المنفرد بسبع و عشرین درجۃ تا نفوس
بواسطۂ اجتماع امتزاجی و اختلاطی با یکدیگر پدید آید
چنانکہ اگر رابطۂ آن جمعیت قوت گیرد باتحاد انجامد
اگرچہ مثل اعضا از یکدیگر متعاضد و متناصر شوند
پس ہمہ یکے باشند و یک ہمہ بنا برین اگر از ایشان
یکے در ہیئتے از صلوۃ غافل و مقصر بود و دیگرے
حاضر و مکمل اثر حضور حاضر حکم غفلت غافل زائل
گرداند و صلوۃ ناقص او حکم کامل یابد و چندان کہ
اہتمام خاطر برعایت استعداد و تاہب تکمیل صلوۃ
بیشتر بود تعظیم صلوۃ در دل زیادہ باشد و فوائد و عوائد

حدیث مین ہے کہ پیاس اور غصے مین نماز نہ پڑھو اور
وقت سے پہلے وضو کرے اور سکے لیے مستعد ہو رہے
اور فرض سے پہلے سنت پڑھ لینے مین سستی نہ کرے
تا کہ اگر لوگون کی ملاقات یا ضروریات مین صرف اوقات
کی وجہ سے جو پریشانی اوس کے دل مین ہو وہ نور سنت
کی برکت سے جاتی رہے اور دل مین نماز کی صلاحیت
اور مناجات کی لیاقت پیدا ہو جاے اور نفحات
الٰہی چلنے اور برکات نامتناہی کے نازل ہونے
کی راہ وسیع ہو جاے دوسرے یہ کہ جماعت
نہ چھوڑے کیونکہ حدیث مین ہے کہ نماز باجماعت
تنہا کی نماز سے ستائیس درجہ افضل ہے تا کہ
اس ذریعہ سے باہمی میل و جول پیدا ہو اور پھر
جب وہ رابطہ قوی ہو جائے تو اتحاد ہو جائے
اگرچہ باہم مثل اعضا مختلف ہون پس سب ایک
ہونگے اور ایک سب اس لیے کہ اگر اونمین سے کوئی
بھی نماز کے کسی رکن مین غافل و مقصر ہو گا
اور دوسرا حاضر و مکمل تو حضور حاضر کا اثر غفلت
غافل کا حکم زائل کر دیگا اور اوس کی ناقص
نماز کامل ہو جائے گی اور جس قدر اہتمام تکمیل
نماز مین ہو گا اوسی قدر نماز کی تعظیم
دل مین زیادہ ہو گی - اور اوس کے فوائد

آن بیشتر حاصل شوند پس باید کہ بقلت مبالات
دران شروع نماید و داند کہ حاضر کدام حضرت خواہد شد
حضرت امام زین العابدین علی بن الحسین رضی اللہ
عنہما ہر گاہ کہ در صلوۃ رفتی رنگش متغیر گشتی چنانچہ
او را شناختندے سبب آن ازوی پرسیدند
جواب داد کہ اتدرون بین یدی من ارید
اقف و حسن بصری گفتہ است ما دا یعیز علیک
من امر دینک اذا ھانت علیک صلوتک
و بدان کہ نماز صورتاً و معنیً نقدہ و نقاوہ اعمال و
صفاوہ احوال است و عمدہ دین و زبدہ یقین و
کفارت خطیات و مذہب سیئات کالصلوۃ
کفارۃ للخطایا فاقرأو ما شئتم ان الحسنات
یذھبن السیئات ذلک ذکری للذاکرین
و طائفہ از اہل غرور دران غلط کردہ اند و پنداشتہ
کہ مقصود ازان جز مراقبہ و حضور نیست و حصول
این غرض موقوف بر صلوۃ نہ و بنا بر این خیال
مرتکب محو رسوم احکام در رفض حلال و حرام گردیدہ
نعوذ باللہ من الضلال و طائفہ دیگر از اہل قصور
و فتور بعد اداء فرائض انکار فضل نوافل کردہ
باندک روحے کہ از احوال می یابند اہمال نوافل
اعمال روا می دارند و این طائفہ ہر چند از صورت

حاصل ہونگے لہذا خیالات کم کرکے اوسے شروع
کرے اور جانے کہ کس کے سامنے جائیگا حضرت
امام زین العابدین علی بن الحسین رضی اللہ عنہما
جب نماز شروع کرتے تھے تو ایسا رنگ بدل جاتا تھا
کہ اون کو پہچان نہ پاتے تھے اسکا سبب اون سے
پوچھا گیا فرمایا کیا تم کو نہین معلوم کہ مین کس کے روبرو
کھڑا ہوتا ہون اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہین کہ
جب نماز ہی کی تیری نگاہ مین وقعت نہ ہوگی تو پھر
اور کس شرعی بات کی عزت ہوگی جاننا چاہیے کہ
نماز صورتاً و معناً نقدہ و خلاصہ اعمال و صفاء احوال ہے
اور گناہون کا کفارہ اور برائیون کی دافع ہے کہ نماز
خطاؤن کا کفارہ ہے پس جو دل چاہے پڑھو بیشک
اچھائیان برائیون کو دور لیجاتی ہین ذکر کرنے
والون کے لیے یاددہانی ہے بعض لوگ غلطی سے
یہ سمجھتے ہین کہ اس سے صرف مراقبہ و حضور مقصود ہے جو
محض نماز پر موقوف نہین اور اسی خیال سے اونھون نے
رسوم احکام محو کر دیے اور حلال و حرام کے مرتکب ہوئے اللہ
ہم کو گمراہی سے بچائے اور ایک دوسرا گروہ ہے جو
فضیلت نوافل کا منکر ہے وہ محض اوس تھوڑے لطف
سے جو اون کو حالات سے حاصل ہوتا ہے
اعمال نافلہ کم کر دیتے ہین یہ لوگ اگرچہ

ضلال ایمن وسالم اند لیکن بسبب ضعف حال در
تحت قصور ماندہ اند و ندانستہ کہ اعمال قوالب و
صور احوال اند واحوال ارواح ومعنی آن وکمال
وجود ہر یک بدیگرے مربوط ومنوط وما دام تا علاقۂ
بشریت ورابطۂ صورت درمیان بود بندہ را از
مراعات آن چارہ نہ بود وہمچنانکہ اعیان وجود ہر
یک را خاصیتے است مخصوص بدو کہ در دیگرے نتوان
یافت ہمچنین در صورت صلوٰۃ خاصیتے است
مخصوص بدو کہ در دیگر اذکار نتوان یافت بلکہ در
تحت ہر ہیئتے از ہیأت نماز خدای را سرے وحکمتی
است کہ در غیر آن نتوان یافت واہل وجدان
بطریق ذوق لذت آن را دریابند وہمانکہ چون کسے
خواہد کہ نماز شروع کند مسنون آنست کہ اگر فرض بود
اقامت بہ تقدیم رساند ودر عامۂ نماز شرط است کہ
بقالب استقبال قبلہ کند وبہ قلب استقبال صاحب
قبلہ واز شر وساوس شیطانی وہواجس نفسانی پناہ
بحضرت ربانی برد وآیت قل اعوذ برب الناس
بخواند وہر دو دست برآرد چنانچہ ہر دو کف برابر
ہر دو دوش باشند وہر دو انگشت نزدیک ہر دو
نرمۂ گوش وسرہائے انگشتان برابر ہر دو گوش
باشند ونیت اداے صلوٰۃ معینہ بکند واگر زبان

گمراہ تو نہین ہوتے لیکن بسبب ضعف حال قاصر البتہ
ہوتے ہین شاید وہ نہین جانتے کہ اعمال احوال کے قوالب
وصور ہین اور حالات اون کے معانی وارواح اور ہر
ایک کا کمال دوسرے پر موقوف ہے جب تک علاقۂ
بشریت باقی ہے بندہ کو اوس کا لحاظ ضروری ہے
اور جس طرح ہر چیز کی خاصیت اوس سے مخصوص ہے
اسی طرح نماز کی خاص خاصیت اوسی سے مخصوص ہے
اور اذکار مین نہین پائی جاتی بلکہ ہر رکن نماز مین ایک
خاص حکمت وراز الٰہی ہے جو دوسرے رکن مین نہین
پایا جاتا جس کی لذت اہل دل حضرات بطریق ذوق
پاتے ہین اور جب فرض نماز شروع کرے تو مسنون
یہ ہے کہ پہلے اقامت کہے اور نماز مین عام
شرط یہ ہے کہ جسم سے قبلہ کی طرف اور
قلب سے صاحب قبلہ کی طرف متوجہ ہو اور
خدا سے وساوس شیطانی وہواجس
نفسانی کے شر سے پناہ مانگے اور آہستہ
دل مین قل اعوذ برب الناس پڑھے
اور دونون ہاتھ اس قدر اوٹھائے کہ ہتیلیان
کندھون کے برابر اور انگلیان کانون کی لو کے
نزدیک اور انگلیون کے سرے کانون کے برابر ہون
اور نماز معینہ کی ادائی کی نیت کرے اور اگر زبان سے

نیز بگوید تماتر بود مثلاً در نماز صبح بگوید اصلی فرض
هذا الصبح و بعد نیت دستها فرو گذارد و بگوید الله
اکبر و نیت مقارن تکبیر باشد و در الله مدّے
رعایت کند و در ضمهٔ ہاء الله مبالغه ننماید و میان باء
اکبر و در او الفی زیادت نه کند و او را مجزوم گرداند و
در ارسال یدین از نفض احتراز نماید تا بر ہیئت وقار
و خشوع بود و در حال تکبیر باید که مشاہد کبریاء حق بود
و علامتش آن که خلق در نظر او حقیر و صغیر نماید و التفات
باطلاع ایشان بر حال خود ندارد تا در زمرهٔ
صادقان آید و رقم کذب بر وی نه کشیده شود چه
در خبر است که ان المؤمن اذا توضأ للصلوة
تباعد عنه الشیطان فی اقطار الارض
لانه یتاهب للدخول علی الملك فاذا کبر
حجب عنه ابلیس و یضرب بینه و بینه
سرادق لا ینظر الیه و واجهه الملك بوجهه
و اذا قال الله اکبر اطلع الملك فی قلبه فاذا
راه لیس فی قلبه اکبر من الله عز و جل
یقول صدقت الله تعالی فی قلبك اکبر کما
تقول و یتشعشع من قلبه نور یلحق بملکوت
العرش و یکشف له بذلك النور ملکوت
السموات و الارض و یکتب له حسنات

بھی کہے تو زیادہ بہتر ہے مثلاً نماز صبح مین کہے کہ مین
اس صبح کا فرض پڑھتا ہون اور نیت کرکے ہاتھ
چھوڑ دے اور اللہ اکبر کہے اور نیت تکبیر کے ساتھ ہو
اور اللہ مین مد کا لحاظ رکھے اور اللہ کی ہا رکے پیش
مین مبالغہ نہ کرے اور اکبر کی با اور را مین الف بڑھائے
اور اوس کو مجزوم کہے اور ہاتھ چھوڑنے مین لباس
جھاڑنے سے پرہیز کرے تاکہ وقار اور خشوع معلوم
ہو اور بحالت تکبیر کبریائی حق کا مشاہدہ کرے جسکی
علامت یہ ہے کہ خلق اوس کی نظر مین حقیر معلوم ہو
اور اپنے حال پر اونکے مطلع ہونے مین توجہ نہ کرے تاکہ
سچا رہے اور جھوٹا نہ سمجھا جاے کیونکہ حدیث مین ہے کہ
مومن جب نماز کے لیے وضو کرتا ہے تو اوس سے شیطان
دور بھاگ جاتا ہے کیونکہ وہ بادشاہ کے حضور مین جانے
پر تیار ہوتا ہے اور جب تکبیر کہتا ہے تو شیطان اوس سے چھپ جاتا ہے
اسکے اور اوسکے درمیان پردہ پڑ جاتی ہین پھر فرشتہ اوسکی طرف
متوجہ ہوتا ہے جب وہ اللہ اکبر کہتا ہے تو فرشتہ اسکا قلب دیکھتا ہے
اگر اوسکے قلب مین اللہ تعالی سے زیادہ کسیکی بزرگی نہین پاتا ہے
تو کہتا ہے کہ تو نے سچ کہا بیشک اللہ تعالی کی بزرگی تیرے
قلب مین ہے پھر اوسکے قلب سے ایسا نور چمکتا ہے جو ملکوت
عرش سے مل جاتا ہے اور اوس نور سے اوسپر عجائبات آسمان
و زمین کھل جاتے ہین اور اوسکے لیے نیکیان لکھی جاتی ہین

وان الغافل الجاهل اذا قام الى الصلوٰة
احتوشته الشياطين كما يحتوش الذباب
على نقطة العسل فاذا كبر اطلع الملك على
قلبه فاذا كان فى قلبه شیء اعظم من الله
عنده فيقول له كذبت ليس الله تعالىٰ فى
قلبك كما تقول فيثور من قلبه دخان
يلحق بالسماء فيكون حجابا لقلبه عن الملكوت
فيزداد ذلك الحجاب صلابته ويلتقم
الشيطان قلبه فلايزال ينفخ فيه وينفث
ويوسوس اليه حتى ينصرف من صلوٰته
ولا يقبل ما كان فيه انتهى واول اعمال صلوٰة
بل افضل آن تكبير احرام است چنانكه جنيد رح گويد
لكل شیء صفوة وصفوة الصلوٰة التكبير الاولى
وسبب آن است كه تكبير اول موضع نيت است
ونيت جان عمل در هر گاه كه نيت خالصًا لوجه الله
بود حكم آن باجزاء عمل ريخته شود واگر بواسطه القاي
شيطان وسهو ونسيان در عمل خلل افتد تاثيرے
نه بخشد وبعد از تكبير وارسال يدين بايد كه دست چپ
پيش گيرد ودست راست بر دست چپ زير ناف
نهد وانگشت مسبحه ووسطى بساعد چپ بگذارد و
بسه انگشت ديگر طرفين ساعد بگيرد وسر در پيش افگند

اور غافل جاہل جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو
شیاطین اوس کے گرد اس طرح جمع ہو جاتے ہین جیسے
مکھیان شہد کے قطرے پر جب وہ تکبیر کہتا ہے تو فرشتہ
اوس کا قلب دیکھتا ہے اگر اوسکے قلب مین اللہ کے سوا
کسی چیز کی عظمت ہوتی ہے تو وہ اوس سے کہتا ہے کہ
تو جھوٹ بولتا ہے اللہ کی بزرگی ویسی تیری قلب مین نہین
ہے جیسی کہ تو کہتا ہے تب اوسکے قلب سے دھوان اٹھتا ہے
جو آسمان سے ملجاتا ہے اور اوسکے قلب کے لیے ملکوت
سے حجاب ہوجاتا ہے اور وہ حجاب بڑھتا جاتا ہے اور
شیطان اوسکے قلب مین نیش زنی کرتا اور نماز مین برابر
اوسکے قلب مین وسوسے ڈالتا رہتا ہے جس سے اسکا
عمل مقبول نہین ہوتا انتہی اور اول بلکہ افضل اعمال
نماز تکبیر تحریمہ ہے چنانچہ حضرت جنید فرماتے ہین کہ ہر
چیز کا ایک خلاصہ ہے اور خلاصہ نماز تکبیر اولی ہے
جسکا سبب یہ ہے کہ تکبیر اولی موضع نیت ہے اور نیت
جان عمل ہے اور جب نیت خالص خدا کے لیے ہوگی
تو اوس کا اثر عمل پر پڑیگا اگر عمل مین بوجہ سہو و
نسیان و وسوسہ شیطان خلل پڑیگا تو اثر نہوگا
پھر بعد تکبیر داہنا ہاتھ بائین ہاتھ پر ناف کے نیچے
رکھے اور کلمہ والی اور بیچ کی اونگلی کو بائین کلائی پر
رکھے اور باقی تین اونگلیون سے کلائی پکڑے اور سر جھکا کر

ونظر بموضع سجود دارد وچنان بایستد که قامتش
منتصب ومستقیم باشد در سرپاے زانو هیچ خمیدگی
نه بود و بین القدمین بقدار چهار انگشت کشوده
دارد و اعتماد بر قدمین یکسان کند ویک پاے
برنگیرد و هر دو قدم بیک دگر باز نهند چه شریعت از
صفن یعنی یک پای بر داشتن وصفد یعنی هر دو
قدم بهم پیوستن نهی فرموده است وچون برین
هیئت بایستد بگوید انی وجهت وجهی للذی
فطر السموات والارض حنیفا وما انا من
المشرکین ان صلوتی ونسکی ومحیای و
مماتی لله رب العالمین لاشریک له وبذلک
امرت وانا من المسلمین ودر مقدمه تلاوت
برین قدر اگر مجال تطویل نباشد در فرایض اقتصار
کند واگر مجال بود بعد از خواندن آیت توجه
دعاء استفتاح بخواند وبگوید سبحانک اللهم و
بحمدک تبارک اسمک وتعالی جدک ولا اله
غیرک اللهم انت الملک لا اله الا انت ربی
وانا عبدک ظلمت نفسی واعترفت بذنبی
فاغفرلی ذنوبی فانه لا یغفر الذنوب الا انت
واهدنی لاحسن الاخلاق فانه لا یهدی
لاحسنها الا انت واصرف عنی سیئها فانه

نگاہ سجدہ کی جگہ پر رکھے اور سیدھا کھڑا ہو زانوون
مین کچھ خمیدگی نہ ہو اور دونون پیرون کے درمیان
چار انگل کا فاصلہ رکھے اور دونون پیرون پر
یکسان بوجھ ڈالے اور ایک پیر اوٹھائے نہ رہے اور نہ
ایک پیر دوسرے پیر سے ملائے کیونکہ شرعاً ایک پیر
اوٹھانا اور دونون پیر ملانا ممنوع ہے اور جب اس طرح کھڑا
ہو تو انی وجہت وجہی للذی
فطر السموات والارض حنیفا
وما انا من المشرکین ان صلوتی
ونسکی ومحیای ومماتی
لله رب العلمین لا شریک له
وبذلک امرت وانا من
المسلمین کہے اور فرایض مین اگر
وقت زیادہ نہ ہو تو اتنے ہی پر کفایت
کرے اور اگر ہو تو آیت توجہ پڑھنے کے
بعد دعا سبحانک اللهم وبحمدک و
تبارک اسمک وتعالی جدک ولا اله غیرک
اللهم انت الملک لا اله الا انت ربی وانا عبدک
ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی
فانه لا یغفر الذنوب الا انت واهدنی لاحسن
الاخلاق فانه لا یهدی لاحسنها الا انت واصرف عنی

لا یصرف عنی سیئہا الا انت لبیک و سعدیک
والخیر کلہ بیدیک والشر لیس الیک انا بک
والیک تبارکت وتعالیت استغفرک و
اتوب الیک اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم وبعد سورۂ فاتحہ ہرچہ
خواہد بخواند و باید کہ در تلاوت حاضر باشد و آنچہ
تلاوت کند معانی آن را از سر حضور تدبر نماید تا
نطق لسان کہ ترجمان دل است حاکی نطق دل باشد
چہ اعتبار بنطق دل است نہ بنطق زبان پس اگر
نطق زبان ترجمان نطق دل نباشد مصلی نہ متکلم بود
بطریق مناجات با حق سبحانہ و نہ مستمع بطریق فہم
اہل حضور تام و ارباب قرب در استماع کلام الٰہی
مستجمع سہ حال باشند کہ آن ہر سہ در دیگران متفرق
بود و در ایشان مجموع یکے مطالعہ معانی ظاہرہ از
عالم ملک و آن خاص قوت نفس بود تا بجائے
مدد وی بایستد دوم ملاحظہ معنی باطنہ از
عالم ملکوت و آن خاص قوت قلب باشد تا او را
از التفات بعالم ملک مانع باشد سوم مشاہدہ عظمت
متکلم از عالم جبروت و آن خاص قوت روح باشد
تا او را از التفات بماسوی اللہ نگاہ دارد و بجائے
رسد کہ روح در بحر شہود چنان غرق شود کہ مصلی از

سیئہا فانہ لا یصرف عنی سیئہا الا انت لبیک و
سعدیک والخیر کلہ بیدیک والشر لیس الیک انا بک
والیک تبارکت وتعالیت استغفرک و
اتوب الیک اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے
اور بعد سورۂ فاتحہ جو سورۃ چاہے پڑھے اور
تلاوت بحضور قلب کرے اور اوس کے معانی سوچے
تاکہ جو کچھ زبان سے کہے وہی دل مین ہو کیونکہ
اعتبار دل کا ہے نہ زبان کا اگر زبان دل کی ترجمان
نہ ہوگی تو نمازی بطریق مناجات نہ حق سبحانہ سے متکلم
ہوگا اور نہ بطریق فہم اہل حضور مستمع اور ارباب قرب
کلام الٰہی سننے مین تین حال کے جامع ہوتے ہین
جو اورون مین متفرق اور ان مین یکجا ہوتے ہین۔
ایک عالم ملک کے ظاہر معانی کا مطالعہ جو
خاص غذائی نفس ہے تاکہ اوس کی باتون کے
قائم مقام ہون دوسرے عالم ملکوت کے معانی باطنہ
کا ملاحظہ جو خاص غذائی قلب ہے تاکہ وہ اوسکو عالم
ملک کی طرف متوجہ ہونے سے روکین۔ تیسرے
عظمت عالم جبروت کا مشاہدہ جو خاص غذائے
روح ہے تاکہ اوس کو ماسوی اللہ کی طرف
متوجہ ہونے سے بچائے اور روح کو دریائے
شہود مین ایسا غرق کرے کہ نمازی کا

احساس غائب گردد چنانچہ حکایت است کہ روزے
مسلم بن یسار در مسجد بصرہ نماز میگذارد ناگاہ ستونے
بیفتاد جملہ اہل بصرہ از افتادن آن خبر یافتند واو
در مسجد از ان واقعہ بے خبر بود وہمچنین شیخ علی بن
سہل صوفی اصفہانی وقتی در خانہ نماز می گذارد
یکے از کنیزکان ناگاہ در چاہ افتاد مردمان خانہ
فریاد بر آوردند ہمسایگان جمع شدہ اورا از چاہ بر کشیدند
شیخ از ان حادثہ بیخبر ماند تا وقتی کہ از نماز فارغ نشد
وچون از قراءت فارغ شود باید کہ زمانے قرار گیرد
آنگاہ برکوع رود وباید کہ در رکوع قامت خمیدہ دارد
وگردن وپشت راست بکشد وہر دو کف دست
بکشادگی انگشتان بر سر ہر دو زانو نہد. ونگذارد کہ
زانو خمیدہ گردد ونصف اسفل بر حالت قیام مستقیم
دارد ونظر پیش قدم کند. وچون در رکوع قرار گیرد سہ
بار گوید سبحان ربی العظیم واگر ہفت بار بگوید
تمامتر بود وچون سر از رکوع بردارد بگوید سمع اللہ
لمن حمدہ وچون راست بایستد بگوید ربنا
لک الحمد پس تکبیر گویان بسجود رود واول اعضائ
اسافل بر زمین نہد پس اعالی یعنی اول سر زانو
بر زمین نہد پس دست پس پیشانی وبینی ودر سجود
چشمہا گشودہ دارد ونظر بسر بینی کند وہر دو کف دست

احساس غائب ہو جائے چنانچہ حکایت ہے کہ
ایک روز مسلم ابن یسار مسجد بصرہ مین نماز پڑھ رہے
تھے اتفاقاً ایک ستون گرا سب کو اوسکا گرنا معلوم
ہو گیا مگر اون کو خبر نہ ہوئی اسی طرح حضرت شیخ علی
بن سہل اصفہانی ایک مرتبہ گھر مین نماز پڑھ رہے
تھے اونکی لونڈی کنوین مین گر پڑی گھر والون نے
غل مچایا محلہ والون نے آکر اوسے کنوین سے نکالا
مگر وہ جب تک نماز سے فارغ نہ ہوے اونکو معلوم نہ ہوا
اور جب قرارت سے فارغ ہو تو کچھ دیر ٹھہر کر رکوع مین
جائے اور قد کو خوب جھکائے اور گردن وپیٹھ سیدھی
رکھے اور دونون ہاتھون کی ہتھیلیان انگلیان کھول کر
زانوون پر رکھے اور زانو جھکنے نہ دے اور نیچے کا دھڑ سیدھا
رکھے اور نظر قدم پر رکھے اور رکوع مین تین بار سبحان
ربی العظیم کہے اور اگر سات بار کہے تو زیادہ بہتر
ہے پھر رکوع سے سر اٹھا کر سمع اللہ لمن
حمدہ کہے اور جب سیدھا کھڑا ہو تو ربنا
لک الحمد کہے پھر تکبیر کہتا ہوا سجدے
مین جاے پہلے گھٹنے زمین پر رکھے۔ پھر
ہاتھ اور پیشانی وناک۔ اور سجدے مین آنکھین
کھلی رکھے اور نگاہ ناک کی نوک
پر رکھے اور ہاتھ کی ہتھیلیان۔

برہنہ بر مصلی نہد و سر راست درمیان ہر دو دست
دارد چنانکہ اگر از زمہ ہر دو گوش آبے چکد بر سر
انگشتان مصلی افتد و دستہا را برابر دوش بر زمین
نہد و سر مرفق بر پہلو باز نہد و انگشتان قبلہ رو دارد
بہم پیوستہ و ساعد بر زمین گسترانند و سہ بار بگوید
سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلٰی و اگر ہفت بار بگوید تمامتر بود
و در حال سجود نفس خود را بیند در حضرت حق سبحانہ بر
خاک افتادہ و طائفہ از اہل کشف و عیان در حال
سجود بحقیقت موصوف شوند و وجود جملہ کائنات
علوی و سفلی در نور شہود ذات واحد محو بینند بر مثال
محو شدن سایہ در نور آفتاب و خود را در فضای
فنا بر حاشیہ ردای عظمت الٰہی در سجود بینند و این طائفہ
بسبب فنا از ہیبت عظمت ذات متاثر نہ شوند
لاجرم در عین اُنس باشند متخلع از لباس تذلل و
تواضع و طائفہ اول بسبب بقاء وجود از ہیبت
عظمت متاثر شوند و تذلل و تواضع شعار حال ایشان
بود و ورای این دو طائفہ طائفہ باشند کہ بجہت
اتصاف بقا بعد از فنا انس و ہیبت در ایشان
جمع بود و بہ قلب و بہ نفس متواضع و متذلل باشند و
علت آن مشاہدہ نار ہیبت جلال ست و بہ روح
در مشرع و سبب آن مطالعہ نور انس جمال است پس

مصلے پر کھلی رکھے اور ہاتھون کے درمیان
مین سر ایسا سیدھا رکھے کہ اگر کان کی لو سے
پانی نکلے تو اوس کی اونگلیون پر پڑے اور ہاتھون
کو کندھے کی برابر زمین پر اور کہنی کا سرا پہلو
پر اور اونگلیان قبلہ رو ملی ہوئی رکھے اور کلائی
زمین پر بچھا دے اور تین بار سبحان ربی الاعلیٰ
کہے اور اگر سات بار کہے تو زیادہ بہتر ہے اور سجدہ
مین اپنے آپ کو خدا کے سامنے زمین پر پڑا دیکھے
ایک گروہ صاحب کشف سجدے مین حقیقت
سجدہ سے موصوف ہو کر تمام کائنات علوی
و سفلی کو ذات واحد کے نور شہود مین محو اور اپنے
آپ کو عظمت الٰہی مین فنا دیکھتا ہے اور بسبب
فنا عظمت ذات کی ہیبت سے متاثر نہین ہوتا
لہذا بوجہ انس متذلل و متواضع نہین ہوتا اور
پہلا گروہ بسبب بقائے وجود ہیبت عظمت سے
متاثر ہو کر متذلل و متواضع ہوتا ہے۔ اور ان
گروہون کے علاوہ ایک گروہ وہ ہے جو
بسبب بقا بعد الفنا سے موصوف ہونے کے
بباطن انس و ہیبت اور بظاہر تواضع و تذلل
کا جامع ہوتا ہے اس کا سبب آتش ہیبت جلال
کا شاہدہ اور اوسکا سبب نور انس و جمال کا مطالعہ ہے

سر از سجود بردارد و تکبیر بگوید و راست نشیند بر پای
چپ و پای راست بردارد چنانکه انگشتان قبله رو
باشند و دستها بر زانو نهد بے تکلف در ضم و تفریج و
بگوید رب اغفرلی وارحمنی واعف عنی دیگر
بار بسجود رود بر وصف مذکور چون سر از سجود بر آرد
اگر دیگر بار قیام خواهد مثل سابق بنماید ورنہ برای تشہد
بر پائے چپ نشیند و دستها بر زانو نہد و بگوید التحیات
للہ و چون در شہادت بہ لا الہ رسد انگشت مسبحہ
بردارد و در تشہد اخیر بعد ختم صیغہ درود ماثور سلام
باز دہد و روی بجانب راست گرداند چنانکہ این تیمن
رخسارش مرئی شود و دران حال نیت سلام بحاضران
جانب مذکور از ملائکہ و مومنان جن و انس با ادائ
نیت از اول در خاطر آرد و لحظہ توقف کنہ باز
روی بجانب چپ گرداند و سلامی دیگر باز دہد
و حاضران این جانب را مقصود از سلام در دل دارد
وازین حرکات و سکنات و اقوال و افعال کہ در
صورت صلوۃ یاد کردہ شد بعضے فرایض اند و بعضی
سنن فریضہ صلوۃ آن ست کہ صحتش بران موقوف
بود و سنت آن کہ کمالش بدان تعلق دارد و
فرایض دو نوع اند شرایط و ارکان شرایط خارج
از صورت صلوۃ باشند و ارکان داخل آن اما

پھر سجدہ سے سر اوٹھائے اور تکبیر کہے اور اولٹے پیر
پر بیٹھے اور سیدھا پیر اوٹھائے ایسا کہ اونگلیاں
قبلہ رو رہین اور ہاتھون کو زانوون پر رکھے اور
رب اغفرلی وارحمنی واعف عنی کہے
پھر دوسرا سجدہ بھی پہلے کی طرح کرے جب سجدہ سے
سر اوٹھائے اگر دوبارہ کھڑا ہونا چاہے تو
مثل سابق کھڑا ہو ورنہ تشہد کے لیے اولٹے پیر پر
بیٹھے اور ہاتھ زانو پر رکھے اور التحیات پڑھے اور
جب کلمہ شہادت مین لا الہ پر پہونچے تو کلمہ کی انگلی
اوٹھائے اور تشہد اخیر مین بعد ختم صیغہ درود ماثور
سلام پھیرے اور داہنی طرف اتنا مونھ پھیرے
کہ ادھر والے اوس کا مونھ دیکھ لین اور اوس
وقت اوس طرف کے حاضرین ملائکہ و مومنین جن و
انس پر سلام کرنیکی نیت دل مین کرلے پھر تھوڑا سا
ٹھہر کر بائین جانب مونھ پھیرے اور اوسمین اوس طرف
کے حاضرین کا خیال کرے اور نماز کے یہ ارکان
بعض فرض ہین اور بعض مسنون۔ فرایض نماز
وہ ہین جن پر صحت نماز موقوف ہے اور سنت
وہ ہین جن سے اوس کا کمال متعلق ہے اور فرایض
دو قسم کے ہین شرایط و ارکان شرایط خارج نماز
مین ہوتے ہین اور ارکان داخل نماز مین۔

شرائط پنجگانه اول طهارت بدن و لباس مصلی و
جای نماز دوم ستر عورت سوم علم بدخول وقت
صلوة موقته چهارم استقبال قبله پنجم نیت و اما ارکان
پس هشتگانه هستند تکبیر احرام و قیام در فرایض اگر
مقدور بوده قراءت و رکوع و سجود و جلوس اخیر برای
تشهد و بفعل خود خروج مصلی از نماز و بجز این چه
در سابق یاد کرده شد از هیئت قولی و فعلی در صلوة
مثلا طمانینت و تعدیل ارکان و قومه بعد رکوع و
جلسه بین السجدتین و صلوة بر نبی صلعم وغیرها بعضی
از واجبات نماز و بعضی از سنن و آداب اند بالجمله در
صلوة بعضے مفروضات اند که بنده به ترک آن معاقب
بوده و بفعل آن مثاب و بعضے مسنونات که بترک آن
عقاب لازم نمی شود و بفعلش ثواب حاصل گردد
و صلوة مفروضه باشد یا مسنونه و موقته باشد یا
غیر موقته و موقته پنج اند یکے صلوة صبح و وقت آن از
طلوع صبح صادق است تا طلوع آفتاب دوم صلوة
ظهر و وقت آن از زوال آفتاب تا آنگاه که سایه
هر چیز مثل آن شود بجز سایه اصلی و بروایت دیگر وقتیکه
دو چند شود سایه و همین صحیح و مفتے به است سوم صلوة
عصر و وقت آن بعد از ظهر است تا غروب آفتاب
چهارم صلوة مغرب و وقت آن از غروب آفتاب است

اور شرائط پانچ ہین اول طہارت جسم و لباس نمازی
و جائے نماز دوسرے ستر عورت تیسرے نماز کا وقت
آنے کا علم چوتھے قبلہ رو ہونا پانچوین نیت۔ اور ارکان
سات ہین تکبیر تحریمہ اور فرایض مین قیام اگر مقدور ہو اور
قراءت اور رکوع اور سجدے اور جلسۂ اخیرہ تشہد اور نماز
سے فارغ ہونا اور ان کے علاوہ وہ امور قولی اور فعلی جو
بیان ہو چکے مثلاً ارکان مین اطمینان و تعدیل اور رکوع
کے بعد قیام اور دونون سجدون کے درمیان مین جلسہ
اور آنحضرت صلعم پر درود بھیجنا وغیرہ بعض واجبات
نماز ہین اور بعض سنن و آداب غرضکہ نماز مین بعض
مفروضات ہین جنکے چھوڑنے سے بندہ گنہگار رہوتا اور
اونکے کرنے پر ثواب پاتا ہے اور بعض مسنونات ہین جن کے
چھوڑنے پر عذاب ضروری نہین مگر اونکے کرنے پر ثواب ملتا
ہے۔ اور نماز مفروضہ ہے یا مسنونہ اور موقتہ ہے یا غیر موقتہ
موقتہ پانچ ہین ایک نماز صبح جس کا وقت صبح صادق
سے آفتاب نکلنے تک ہے دوسری نماز ظہر جسکا وقت
بعد دوپہر کے اوس وقت تک ہے کہ جب تک ہر چیز کا
سایہ اوس کے مثل نہ ہو جائے سایہ اصلی کے سوا اور ایک
روایت مین جب سایہ دوگنا ہو جائے اور اسی پر فتوے ہے
تیسری نماز عصر جس کا وقت بعد ظہر سے غروب آفتاب
تک ہے چوتھی نماز مغرب جسکا وقت آفتاب ڈوبنے سے

تا زوال شفق احمر پنجم صلوۃ عشا و وقت آن بعد از
مغرب است تا طلوع صبح صادق و غیر موقتہ سہ اند
قضاء فریضہ فایتہ و صلوۃ منذورہ و صلوۃ جنازہ
و اما صلوۃ مسنونہ دو نوع اند موقتہ و غیر موقتہ و آن
نامحصور است اما موقتہ یا راتبہ بود یا غیر راتبہ راتبہ
آن کہ بر فرضے مرتب باشد و غیر راتبہ آن کہ بر فرضے
مرتب نباشد و راتبہ پنج اند بر عدد فریضہ راتبۂ
صبح و آن دو رکعت نماز است پیش از فرض و راتبۂ
ظہر و آن شش رکعت است چار پیش از فرض و دو
بعد از آن و راتبۂ عصر و آن چار رکعت است پیش از
فرض و راتبۂ مغرب و آن دو رکعت است بعد از فرض
و راتبۂ عشا و آن دو رکعت است بعد از فریضہ و اما
غیر راتبہ چار اند تہجد و نماز اشراق و نماز چاشت و
نماز زوال اما نماز تہجد ہشت رکعت است یا دوازدہ
بعد از نصف شب و ادب آنست کہ چون از خواب
برخیزد پیش از آن کہ لوح خاطر بصورت فکرے یا ذکرے
کہ بغیر حق تعلق دارد مصور و منقش گردد صورت ذکر
الٰہی و نکار آلای نامتناہی نقش نگین دل او گردد چہ
اندرون بندہ در حال بیداری از خواب خالی و
صافی بود از جملہ نقوش و بطہارت فطرت اولی
راجع گشتہ پس ہرگاہ کہ بذکر حق سبحانہ تعالیٰ مصور شود

شفق غایب ہونے تک ہے پانچوین نماز عشا جس کا
وقت بعد مغرب سے طلوع صبح صادق تک ہے اور غیر
موقتہ تین ہین قضاء فریضہ فائتہ و نماز منذورہ و نماز
جنازہ اور نماز مسنونہ کی دو قسمین ہین موقتہ اور غیر موقتہ
جو بے شمار ہین اور موقتہ یا راتبہ ہین یا غیر راتبہ راتبہ وہ
ہین جو کسی فرض کے ساتھ ہون اور غیر راتبہ وہ جو کسی فرض
کے ساتھ نہ ہون اور راتبہ فرایض کی طرح پانچ ہین راتبۂ
صبح جو دو رکعت نماز فرض سے پہلے ہین اور راتبۂ ظہر جو
چھ رکعتین ہین چار فرض سے پہلے اور دو فرض کے بعد
اور راتبۂ عصر چار رکعتین ہین فرض سے پہلے اور راتبۂ
مغرب دو رکعتین ہین فرض کے بعد اور راتبۂ عشا دو
رکعتین ہین فرض کے بعد اور غیر راتبہ چار ہین تہجد و
اشراق و چاشت و زوال اور نماز تہجد کی آٹھ یا بارہ
رکعتین ہین آدھی رات کے بعد اور اوس کا
ادب یہ ہے کہ جب سو کر اوٹھے تو قبل اس کے
کہ دل مین کسی فکر یا ذکر متعلقہ غیر حق کا خیال
پیدا ہو خدا کے ذکر اور اوس کے صفات نامتناہی
کی فکر اپنے دل مین پیدا کرے کیونکہ بندہ کا
دل سو کر اوٹھکر تمام نقوش سے خالی و
صاف اور طہارت فطرت اولی کی طرف
راجع ہوتا ہے تو جب خدا کی یاد سے معمور ہوتا ہے

نور فطرت او برقرار ماند چه که در صلوة تهجد طریق
ورود نفحات الٰهی وسیع می گردد پس باید که آن
وقت الحمد لله الذی احیانا بعد ما اماتنا
والیه النشور بگوید و عشرهٔ آخر از آل عمران بخواند
و وضو بکند تا به نور ذکر و تلاوت و وضو از ظلمت
و کدورت خواب مرتفع شود و بعد از وضو نخست
دو رکعت نماز تحیة الوضو بگذارد و در رکعت اول
بعد فاتحه ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا الله
تا آخر آیت بخواند و در رکعت دوم ومن یعمل
سوءا او یظلم نفسه ثم یستغفر الله الخ و چون
سلام باز دهد چند بار استغفار کند پس به نماز تهجد
مشغول شود و دو رکعت سبک با آیة الکرسی و آمن الرسول
بگذارد پس دو رکعت دراز بگذارد و به تدریج هر دو
رکعت که بعد از آن گذارد کوتاه کند تا هشت رکعت
تمام کند یا دوازده و طرق نماز تهجد متفاوت اند
چنانکه بر ناظر کتب مخفی نیست این جا به همین طریقه
اکتفا رفت و اگر بر قیام شب معتاد بود اولی
چنان بود که نماز وتر بعد از تهجد بگذارد و مستحب است
که بعد نصف شب یا ثلث به نماز تهجد مشغول شود
چنانکه حق تعالٰی با آنحضرت صلعم فرمود که یا ایها
المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفه او انقص منه

تو نور فطرت قائم رہتا ہے کیونکہ نماز تہجد مین
فیضان الٰہی خوب ہوتا ہے اوس وقت الحمد
لله الذی کہے اور سورہ آل عمران کا آخر رکوع
پڑھے پھر وضو کرے تاکہ نور ذکر اور تلاوت اور
وضو سے ظلمت وکدورت خواب کا اثر جاتا رہے
اور وضو کے بعد پہلے دو رکعت نماز تحیت الوضو
پڑھے پہلی رکعت مین بعد فاتحہ ولو انهم اذ
ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا الله آخر
آیت تک پڑھے اور دوسری رکعت مین ومن
یعمل سوءا او یظلم نفسه ثم یستغفر الله الخ
اور جب سلام پھیرے تو کئی بار استغفار کرے اور دو
ہلکی رکعتین آیت الکرسی اور آمن الرسول کے
ساتھ پڑھے پھر دو لانبی رکعتین پڑھے اور بہ تدریج
اوس کے بعد والی رکعتون کو چھوٹی کرنا چاہئے
یہان تک کہ آٹھون رکعتین پوری ہو جائین اور
اس نماز تہجد کے مختلف طریقے ہین جو ناظرین کتب پر مخفی
نہین یہان اسی ایک طریقہ پر اکتفا کیا گئی اور اگر شب بیداری
کی عادت ہو تو بہتر یہ ہے کہ نماز تہجد کے بعد وتر پڑھے
آدھی یا تہائی یا چوتھائی رات مین نماز تہجد
پڑھنا مستحب ہے چنانچہ آنحضرت صلی الله علیہ وسلم
سے حق تعالے ارشاد فرماتا ہے کہ یا ایها المزمل الخ

قلیلا او زد علیه پس اولی آن که ثلثے خواب
کند و نصفے برخیزد و سدسے در آخر شب بخسپد
یا نصفے از اول بخسپد و ثلثے برخیزد و سدسے
در آخر بخسپد یا سدسے از اول بخسپد و سدسے از
آخر و دو ثلث در میانہ شب برخیزد و بعضے متعطشان
از غایت شوق و تعطش اوقات شب را مستغرق قیام
گردانیده اند چنانکه شیخ ابو طالب مکی در کتاب
قوت القلوب ازین طائفه چهل کس را از تابعین
شمرده است که ایشان نماز صبح بوضوء عشا گزارده اند
کاتب الحروف گوید که از ثقات شنیده ام که حضرت
مرشدی و جدابی مولی الشیخ و استاد شاه
تراب علی قلندر قدس سرهم شش سال بلکه کم و بیش
نماز صبح بوضوی عشا گذارده اند و این حال کسے را
مسلم بود که نفس او از سر نشاط و شدت ذوق و
لذت احیاء شب طاعت تواند کرد و الا تکلیف
و تکلف انجامد و نفس را لذت عبادت نماند بلکه از ان
کاره شود در زمانه آنحضرت صلعم زنے بود که همه
شب نماز خواندے و چون خواب بروے غلبه
کردے خود را بریسمان در آویختے تا خواب مندفع
گردد این خبر بحضرت رسالت رسانیدند از ان نهی
فرمود و گفت لیعمل احدکم من اللیل ما تیسر

تو بہتر یہ ہے کہ ایک تہائی سوئے اور ایک نصف
جاگے اور ایک سدس آخر رات مین سوئے یا شروع مین
ایک نصف سوئے اور ثلث مین جاگے اور ایک سدس
آخر سوئے یا پہلے ایک سدس سوئے اور آخر مین ایک
سدس اور بیچ مین دو ثلث جاگے اور بعض تشنہ کام
انتہائے شوق سے تمام رات جاگتے ہین چنانچہ حضرت
شیخ ابو طالب مکی نے قوت القلوب مین ایسے چالیس تابعین
ذکر کیے ہین جو صبح کی نماز رات کے وضو سے پڑھتے تھے
مین نے بھی معتبر لوگون سے سنا ہے کہ حضرت مرشدی
و مولای شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ الاطہر نے
بھی تقریباً چھ سال صبح کی نماز عشا کے وضو سے
پڑھی ہے مگر یہ حال وسکے لیے درست ہے جسکا نفس
بخوشی و شوق و شدت ذوق و لذت شب بیداری
کر سکے ورنہ محض تکلیف تکلف ہوگا اور نفس کو لذت عبادت
نہ ملیگی بلکہ وہ اس سے کراہت کریگا آنحضرت صلعم کے
زمانہ مین ایک عورت تھی جو تمام رات نماز پڑھتی
تھی اور جب نیند غالب ہوتی تھی تو اپنے آپ کو
رسی مین لٹکا دیتی تھی تاکہ نیند جاتی رہے جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ معلوم
ہوا تو آپ نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ رات کو
اوس وقت تک نماز پڑھو جب تک جاگ سکو

فاذا غلبت النوم فلیتم بالجملہ مواظبت قیام شب باندک و بسیار فضیلتے تمام دارد در خبر است کہ

من صلی باللیل حسن وجہہ بالنہار و اقل استحباب آنست کہ قیام شب از سدسی کمتر نباشد و از جملہ اسباب یاری دہندہ بر قیام شب یکی آنست کہ نزدیک غروب آفتاب تجدید وضو کند و مستقبل قبلہ بنشیند منتظر نماز و بانواع اذکار خصوصاً بتسبیح و استغفار مشغول شود دیگر آنکہ بین العشائین بنماز یا تلاوت یا ذکر موصلت کند تا اثر کدورت مخالطت با خلق و مطالعۂ احوال و سماع کلام ایشان کہ بروز در باطن حادث شدہ باشد برخیزد دیگر آن کہ بعد از صلوۃ عشا سخن نگوید خصوصاً از سر غفلت و کلام فضول تا طراوت نوری کہ بموصلت عشائین حاصل شدہ باشد زایل نگردد دیگر آنکہ بعد از عشا تجدید وضو کند در ین وقت وضو را در تیسیر قیام شب اثری تمام است دیگر خفت معدہ از طعام تا ثقل طعام و کدورت آن از قیام شب مانع نگردد دیگر آنکہ بوقت خواب بطہارت باشد و آب وضو مہیا دارد تا نفس را برخاستن از خواب آسان بود دیگر آنکہ بعد از نماز چاشت قیلولہ کند تا کلالت قوای نفس

جب نیند غالب آئے تو سو رہو غرضکہ شب بیداری کی بہت فضیلت ہے حدیث میں ہے کہ جس نے

رات مین نماز پڑھی وہ دن مین خوش رہا اور کم سے کم مستحب یہ ہے کہ شب بیداری سدس سے کم نہو اور شب بیداری پر مدد دینے والے اسباب مین سے ایک سبب یہ ہے کہ غروب آفتاب کے وقت نیا وضو استقبال شب کے لیے کرے اور منتظر نماز قبلہ رخ بیٹھے اور اذکار خصوصاً تسبیح و استغفار مین مشغول ہو دوسرے یہ کہ دونوں عشاؤن کو نماز یا تلاوت یا ذکر سے ملا دے تا کہ لوگون سے ملنے یا ان کی باتون کے اثر سے دل مین جو کدورت پیدا ہو گئی ہو وہ جاتی رہے اور بعد نماز عشا فضول بات نہ کرے خصوصاً غفلت سے تا کہ وہ نورانیت جو عشاؤن کے ملانے سے حاصل ہوئی ہو زائل نہو اور بعد عشا نیا وضو کرے اس وقت کے وضو کو شب بیداری آسان کرنے مین خاص اثر ہے اور کھانے سے معدہ ہلکا ہو تا کہ کھانے کی گرانی و کدورت شب بیداری سے مانع نہ ہو اور سوتے وقت پاک ہو اور وضو کے لیے پانی رکھے تا کہ سو کر اوٹھنے مین زیادہ آسانی ہو۔ اور بعد نماز چاشت قیلولہ کرے تا کہ بدن کی سستی

بدان دفع شود و در قیام شب معاونت یابد و اما نماز
اشراق پس دو رکعت است تا چار رکعت از سر حضور
بگذارد بہ نیت شکر نعمتهاے حق سبحانہ کہ دران شبانہ
روزی بوی رسیدہ در رکعت اول بعد از فاتحہ
آیة الکرسی بخواند و در دوم آمن الرسول و اللہ
نور السموات والارض تا واللہ بکل شیء علیم
و چون سلام باز دہد این دعا بخواند اللھم انی
اصبحت لا استطیع دفع ما اکرہ ولا املك
نفع ما ارجو واصبح الامر بید غیری واصبحت
مرتھنا بعملی فلا فقیر افقر منی الخ بعد ازان
دو رکعت دیگر بگذارد بہ نیت استعاذہ از شر آن
روز و شب و در رکعت اول قل اعوذ برب
الفلق و در دوم قل اعوذ برب الناس بخواند
و چون سلام باز دہد این دعا بخواند اللھم انی
اعوذ باسمك وکلمتك التامة من
شر السامة والھامة واعوذ باسمك
وکلمتك التامة من شر الشیطان
الرجیم اللھم انی اعوذ باسمك وکلمتك
التامة من شر ما یجری بہ اللیل والنھار
ان ربی اللہ الذی لا الہ الا ھو علیہ توکلت
وھو رب العرش العظیم پس دو رکعت دیگر

دفع ہو جائے اور رات کے جاگنے پر مدد ملے اور
نماز اشراق کی دو رکعت اور چار رکعتیں ہیں حضور
قلب سے پڑھے حق تعالی کی اون نعمتوں کے
شکریہ میں جو اوس روز اوس پر ہوئیں پہلی رکعت
مین بعد فاتحہ آیت الکرسی پڑھے اور دوسری
رکعت مین آمن الرسول اور اللہ نور ا
لسموات والارض واللہ بکل شیء
علیم تک - اور جب سلام پھیرے تو یہ دعا
پڑھے اللھم انی اصبحت لا استطیع
دفع ما اکرہ ولا املك نفع ما
ارجو واصبح الامر بید غیری
واصبحت مرتھنا بعملی فلا
فقیر افقر منی پھر دو رکعت اور بہ نیت
استعاذہ پڑھے پہلی رکعت مین قل اعوذ
برب الفلق اور دوسری مین قل
اعوذ برب الناس اور جب سلام پھیرے
تو یہ دعا پڑھے اللھم انی اعوذ باسمك و
وکلمتك التامة من شر السامة
والھامة واعوذ باسمك وکلمتك
التامة من شر ما یجری بہ اللیل والنھار
ان ربی اللہ الذی لا الہ الا ھو پھر دو رکعت اور

گذارد به نیت استخاره در جمیع احوال و اقوال و
افعال در اول قل یا ایها الکافرون بخواند و
در دوم قل هو الله و چون سلام باز دهد
این دعا بخواند اللهم انی استخیرک بعلمک
واستقدرک بقدرتک واسألک من
فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر
وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب
اللهم اجعل فی کل قول وعمل ارید
فی هذا الیوم خیرا لی فی دینی ومعاشی
ومعادی وعاقبة امری واصرف عنی
شر هذا الیوم واقدر لی الخیر حیث کان
پس دو رکعت دیگر بگذارد بجهت طلب محبت
الٰہی۔ در اول اذا وقعت الواقعة بخواند و در
دوم سبح اسم و چون سلام باز دهد بگوید اللهم
صل علی محمد و علی آل محمد واجعل
حبک احب الاشیاء الیّ وخشیتک
اخوف الاشیاء عندی واقطع عنی
حاجات الدنیا بالشوق الی لقائک و اما
نماز چاشت هشت رکعت به تانی بگذارد و در میان
هر دو رکعت زمانے توقف کند و بست و پنج بار
بگوید سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله

بہ نیت استخارہ پڑھے پہلی رکعت میں قل یا
ایها الکافرون اور دوسری رکعت میں
قل هو الله اور جب سلام پھیرے تو یہ دعا
پڑھے کہ اللهم انی استخیرک بعلمک
واستقدرک بقدرتک واسألک
من فضلک العظیم فانک تقدر
ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت
علام الغیوب اللهم اجعل فی
کل قول وعمل ارید فی هذا الیوم
خیرا لی فی دینی ومعاشی ومعادی
وعاقبة امری واصرف عنی شر
هذا الیوم واقدر لی الخیر حیث
کان پھر دو رکعت طلب محبت الٰہی کے
لیے پڑھے پہلی رکعت میں اذا وقعت
الواقعة اور دوسری رکعت میں سبح
اسم اور جب سلام پھیرے تو کہے اللهم
صل علی محمد واجعل حبک احب الاشیاء
الیّ وخشیتک اخوف الاشیاء عندی
واقطع عنی حاجات الدنیا الخ اور نماز چاشت
آٹھ رکعت آہستہ پڑھے اور ہر دوگانہ کے بعد کچھ ذرا ٹھہرے
اور پچیس ۲۵ بار سبحان الله والحمد لله الخ کہے

والله اکبر و در دو رکعت از ان والشمس وضحٰها
و والضحی بخواند انتهی و باید دانست که چاشت
فارسی ضحی است بضم و قصر و بمعنی شعاع آفتاب
نیز آمده و ضحار بفتح و مد وقت بلند شدن آفتاب
تا ربع آسمان و متعارف میان مردم در اول نهار
از نوافل دو نماز است یکی در اول روز بعد از
طلوع آفتاب و بلند شدن وی بقدر یک دو نیزه
و این را صلوة الاشراق گویند و دیگر بعد از بلند
شدن وی مقدار ربع آسمان تا انتصاف نهار
و آن را صلوة ضحی و نماز چاشت گویند و در اکثر
احادیث همین اسم صلوة الضحی وارد شده شامل
هر دو نماز و هر دو وقت و در بعض احادیث
صلوة الاشراق نیز واقع شده چنانکه سیوطی از حدیث
طبرانی آورده که آنحضرت فرمود یا ام هانی هذه
صلوة الاشراق و این را بعد از حدیثی آورده
که هم از طبرانی از عمر آورده که ابن آدم ارکع لی
رکعات من اول النهار اکفک آخره و حضرت
شیخ اجل علی متقی در تبویب جمع الجوامع سیوطی که
آن را جمع کبیر نام کرده برای نماز اشراق عنوانی
جداگانه قایم کرده و این حدیث آورده که هر که بگذارد
نماز فجر با جماعت و بنشیند برای ذکر خدا تا طلوع آفتاب

اور اوسکی دو رکعتون مین والشمس وضحٰها اور والضحی
پڑھے انتہی ۔ جاننا چاہیے کہ چاشت ضحی کی فارسی
ہے اور شعاع آفتاب کے معنی مین بھی آیا ہے اور
ضحار بالفتح والمد چوتھائی آسمان تک آفتاب بلند
ہونے کا وقت اور لوگون مین شروع دن کے
نوافل سے دو نمازین معمول ہین ایک آفتاب کے
طلوع ہو کر کچھ بلند ہو لینے کے بعد جسکو نماز اشراق
کہتے ہین اور دوسری آفتاب بلند ہو لینے کے دیر کے
بعد دوپہر تک جسکو پہر دن چڑھے کی نماز اور نماز چاشت
کہتے ہین اور اکثر حدیثون مین صلوة الضحی کا نام
دونون نمازون کے لیے آیا ہے اور بعض حدیثون
مین صلوة الاشراق بھی آیا ہے چنانچہ سیوطی
طبرانی سے ایک حدیث روایت کرتے ہین کہ آنحضرت
نے فرمایا کہ ای ام ہانی یہ نماز اشراق ہے اور اسکو طبرانی کی اوس
حدیث کی بعد لائے ہین جو حضرت عمرؓ سے مروی ہی کہ اے
ابن آدم میرے لیے دن چڑھے چار رکعتین پڑھ مین تجھکو
آخر دن مین کافی ہونگا اور حضرت شیخ علی متقی تبویب
جمع الجوامع سیوطی مین جس کا نام جمع کبیر ہے نماز
نماز اشراق کے لیے علیحدہ عنوان قائم کرکے یہ حدیث
لائے ہین کہ جو شخص نماز فجر جماعت سے پڑھکر
خدا کا ذکر طلوع آفتاب تک کرتا ہے

پس گذارد دو رکعت باشد مر او را مثل اجر حج و عمرہ تامہ رواہ الترمذی عن انس و بصحت رسیدہ کہ حضرت صلعم در ہر دو وقت نماز گذاردہ و امت را نیز بدان ترغیب نمودہ و امر بآن فرمودہ است و در حقیقت یک وقت است و یک نماز کہ اول وقت وی اشراق است و آخر وی تا قبل انتصاف نہار و چون در بعض اوقات در ہر دو وقت نماز کردے ازین جا گمان بردند کہ مگر این جا دو وقت است و دو نماز اند و بعضی ضحوۃ صغری و ضحوۃ کبری نیز گویند واللہ اعلم و در استحباب این نماز اختلاف است مگر اصح آنست کہ سنت است و مستحب نہ مکروہ و بدعت دیگر اقسام صلوۃ از مطالب رشیدی مؤلفہ حضرت مرشدی توان جست

تنبیہ باید دانست کہ منجملہ اذکار ما بعد الصلوۃ الفریضہ استغفر اللہ است سہ بار و اللھم انت السلام الخ یک بار و سبحان اللہ سی و سہ بار و الحمد للہ سی و سہ بار و اللہ اکبر سی و چہار بار و امر احادیث اندرین باب در اشیا متعددہ واقع شدہ کہ بعد از نماز خواندہ شوند چنانچہ این ادعیہ مذکورہ و آیت الکرسی و مسبعات عشر و دعا ہمہ بمنزلہ حروف قرآن است ہر کہ بخواند بعض ازان

پھر دو رکعتین پڑھے تو اوس کو حج اور عمرہ کا ثواب ملیگا اس کو ترمذی نے حضرت انس سے روایت کیا اور صحیح طور سے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت صلعم نے دونون وقت نماز پڑھی ہے اور امت کو بھی ترغیب اور حکم دیا ہے اور وہ حقیقتاً ایک وقت اور ایک نماز ہے جس کا اول وقت اشراق اور آخر وقت قبل دوپہر تک ہے چونکہ بعض اوقات آپ نے دونون وقت نماز پڑھی ہے اس لیے یہ گمان کیا گیا کہ شاید دو وقت اور دو نمازین ہین اور بعض ضحوۂ صغری و ضحوۂ کبرے بھی کہتے ہین واللہ اعلم اور اس نماز کے مستحب ہونے مین اختلاف ہے مگر صحیح یہ ہے کہ سنت و مستحب ہے نہ مکروہ و بدعت باقی اور اقسام نماز مطالب رشیدی مولفہ حضرت مرشدنا و مولانا شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ مین دیکھنا چاہیے۔

تنبیہ جاننا چاہیے کہ نماز فرض کے بعد استغفر اللہ تین بار اور اللھم انت السلام الخ ایکبار اور سبحان اللہ ۳۳ تینتیس بار اور الحمد للہ تینتیس بار اور اللہ اکبر چونتیس بار پڑھے اور اس باب مین حدیثون مین متعدد چیزون کے لیے حکم آیا ہے چنانچہ یہ دعائین اور آیت الکرسی اور مسبعات عشر وغیرہ اور سب دعائین بمنزلہ حروف قرآنی کے ہین اگر کوئی ان مین سے بعض پڑھے گا تو بھی۔

یابد ثواب موعود را و مراد به بعدیت عدم فصل است
بچیزے کہ در عرف اشتغال بدان از جنس اعراض
و نسیان و تشاغل بغیر ذکر و دعا شمرند و درین
باب صاحب در المختار گفته و یکره تاخیر السنة
الا بقدر اللهم انت السلام و قال الحلوانی
لا باس بالفصل بالاوراد و اختاره الکمال
و قال الحلبی ان ارید بالکراهة الکراهة
التنزیهیة ارتفع الخلاف شارح می گوید
قلت و فی حفظی حمله علی القلیلة انتهی و در
شرح ابن ہمام تصریح است کہ آنچہ در احادیث
وارد شدہ از خواندن بعضی ادعیہ و اذکار بعد صلوٰة
مقتضی نیست وصل آنہا را بفرض بلکہ عقب سنت
خواندن آنہا کافیست و اختلاف است علما را
در اولویت وصل سنتے کہ بعد از فرض است بعضے
گفتہ اند کہ قیام سنت متصل بفرض مسنون است
و وارد میشود برآنہا کہ در سنن ابی داؤد آمدہ است
از ابی رمثہ کہ گفت ایستاد مردے کہ دریافتہ بود
با حضرت صلعم تکبیر اولی تا متصل بگذارد سنت را
عمر دوش او را گرفت و بجنبانید و گفت بنشین زیرا کہ
ہلاک گشتند اہل کتاب مگر از جہت آن کہ نبود
در نماز ایشان فصل پس آنحضرت پسندید این سخن را

ثواب پائیگا اور بعدیت سے مطلب یہ ہے کہ کسی
چیز کی طرف نہ متوجہ ہو جس مین مشغول ہونے کو
اعراض و نسیان اور ذکر و دعا مین مشغول نہ ہونا
کہتے ہین اس باب مین صاحب در المختار نے کہا ہے
کہ تاخیر سنت مکروہ ہے مگر بقدر اللھم انت السلام
کہنے کے اور شمس الایمہ حلوانی کے نزدیک فصل
بالاوراد مین کوئی مضایقہ نہین اور اسی کو کمال نے
اختیار کیا اور حلبی نے کہا کہ کراہت سے اگر کراہت تنزیہی
مراد لیجائے تو اختلاف جاتا رہتا ہے شارح کہتے ہین
کہ میری یاد مین اوسکا حمل قلیل پر ہے انتہی اور شرح
ابن الہمام مین صاف لکھا ہی کہ یہ جو حدیثون مین نماز کے
بعد دعا و اذکار پڑھنے کے متعلق وارد ہوا ہے اوس سے
مطلب نہین کہ اونکو فرض سے ملاکر پڑھے بلکہ سنت کے بعد
پڑھنا کافی ہے اور علما کو اوس سنت کی اولویت وصل مین
جو فرض کے بعد ہے اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ فرض کے
بعد ہی سنت پڑھنا مسنون ہی مگر اوس پر یہ اعتراض ہوتا ہی کہ سنن
ابو داؤد مین ابی رمثہ سے مروی ہی کہ ایک شخص جسنے آنحضرت کے ساتھ
پہلی تکبیر پائی تھی فرض کے بعد ہی فوراً سنت پڑھنے کیلیے
کھڑا ہوا حضرت عمر نے اوسکو جھنجھوڑکر فرمایا کہ بیٹھ اہل
کتاب اسی لیے ہلاک ہوے کہ اونکی نماز مین فصل نہوتا
تھا آنحضرت صلعم نے حضرت عمرؓ کی یہ بات پسند فرمائی

از عمر و حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی در
حجۃ اللہ البالغہ می فرماید کہ والاولی ان یاتی
بھذہ الاذکار قبل الرواتب فانہ جاء
فی بعض الاذکار ما یدل علی ذلک نصًّا
کقولہ صلعم من قال قبل ان ینصرف
من مکان الصلوۃ بعد صلوۃ المغرب
والصبح لا الہ الا اللہ الخ وکقول الراوی
کان اذا سلم من صلوتہ یقول بصوتہ الاعلی
لا الہ الا اللہ الخ قال ابن عباس کنت
اعرف انقضاء صلوۃ رسول اللہ بالتکبیر
وفی بعضہا ما یدل ظاہرا کقولہ دبر کل
صلوۃ واما قول عائشۃ کان اذا سلم لم یقعد
الا مقدار ما یقول اللھم انت السلام
فیحتمل وجوھا منہا انہ کان لا یقعد
بھیئۃ الصلوۃ الا ھذا القدر ولکنہ
کان یتیامن او یتیاسر او یقبل علی القوم
بوجہہ فیاتی بالاذکار لئلا یظن الظان
ان الاذکار من الصلوۃ ومنہا انہ کان
حینا بعد حین یترک الاذکار غیر ھذہ
الکلمات یعلمھم انہا لیست فریضۃ
وانما مقتضی کان وجہ ھذا الفعل کثیرا

اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغہ
میں لکھتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ ان اذکار کو قبل رواتب
کے کرے کیونکہ بعض اذکار وہ ہیں جن پر یہ امر ازروے
نص دلالت کرتا ہے جیسے آنحضرت صلعم کا ارشاد کہ
جس نے بعد نماز مغرب و صبح جانماز سے ہٹنے کے قبل
لا الہ الا اللہ کہا۔ یا جیسے راوی کا قول کہ جب آپ نماز
پڑھکر سلام پھیرتے تھے تو بلند آواز سے لا الہ الا اللہ الخ
کہتے تھے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ
صلعم کی نماز ختم ہونا تکبیر سے معلوم ہوجاتی تھی اور بعض
حدیثیں وہ ہیں جو ظاہر پر دلالت کرتی ہیں جیسے آپ کا
ارشاد کہ دبر کل صلوۃ مگر حضرت عائشہ کا ارشاد
کہ آپ جب سلام پھیرتے تھے تو اوسی قدر بیٹھتے تھے کہ
جتنی دیر اللھم انت السلام کہتے تھے تو یہ کئی وجوہ پر
محتمل ہے اول تو یہ کہ آپ نماز کی طرح صرف اوسی قدر
بیٹھتے تھے اور وہ بھی یا تو داہنے یا بائیں یا مقتدیوں
کے روبرو اذکار کرتے تھے تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ
اذکار داخل نماز ہیں۔ دوسرے یہ کہ آپ
کبھی کبھی ان اذکار کو چھوڑ دیتے تھے۔
علاوہ ان کلمات کے گویا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بتاتے تھے کہ یہ فرض نہیں
ہیں اور ایسا آپ اکثر کرتے تھے۔

لا مرۃ ولا مرتین ولا المواظبۃ انتہی - ودر
بلوغ المرام است کہ وعن معاذ بن جبل ان
رسول اللہ قال لہ اوصیک یا معاذ لا تدعن
دبر کل صلوۃ ان تقول سبحان اللہ ثلاثا
وثلاثین الخ شارح گوید کہ درین جا دلالت است
بر مشروعیت دعا بعد نماز فرض - وبخاری بابے
عقد کردہ وگفتہ باب الدعاء بعد الصلوۃ المکتوبۃ
مصنف در فتح الباری گفتہ کہ درین ترجمہ رد است
برکسیکہ زعم می کند کہ دعا بعد فریضہ مشروع نیست
بحدیث مسلم از روایت عبد اللہ بن الحارث از
عائشہ کہ کان النبی صلعم اذا سلم لا یثبت الا
قدر ما یقول اللھم انت السلام وجواب
آن است کہ مراد از نفی نفی استمرار جلوس است بر
ہیئت قبل سلام مگر این قدر زیرا کہ ثابت شدہ کہ
بعد نماز رو میکرد طرف اصحاب خود پس الخ - از
دعا بعد نماز آمدہ محمول است بر آن کہ بعد سلام
اقبال بر اصحاب میکرد انتہی حافظ ابن القیم در
ہدی گفتہ واما الدعاء بعد السلام مستقبل
القبلۃ سواء المنفرد والامام والماموم فلم
یکن ذلک من ہدی النبی صلعم اصلا و
لا روی عنہ باسناد صحیح ولا حسن وخصص

نہ کمتر نہ ہمیشہ انتہی اور بلوغ المرام میں ہے کہ حضرت
معاذ بن جبل سے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے معاذ
میں تجھکو یہ وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد
سبحان اللہ تینتیس بار پڑھنا نہ چھوڑنا شارح کہتے ہیں
کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بعد نماز فرض دعا مشروع
ہے اور بخاری نے ایک خاص باب اسکا مقرر کیا ہے
کہ باب الدعاء بعد الصلوۃ المکتوبۃ مصنف
نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس ترجمہ میں اوس
شخص پر رد ہے جو یہ سمجھا ہے کہ بعد فرض دعا مشروع
نہیں ہے بحدیث مسلم بروایت عبد اللہ بن حارث
حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلعم جب سلام
پھیرتے تھے تو بقدر اللھم انت السلام کہنے کے
ٹھہرتے تھے اور جواب یہ ہے کہ نفی سے مطلب ہمیشہ
ہیئت نماز پر بیٹھنے کی نفی ہے کیونکہ یہ ثابت ہے
کہ بعد نماز آپ صحابہ کی طرف پلٹتے تھے تو متعلق
دعا بعد نماز جو کچھ آیا ہے وہ اس پر محمول
ہے کہ آپ اپنے صحابہ کی طرف متوجہ
ہونے کے بعد پڑھتے تھے حافظ ابن قیم ہدی
میں لکھتے ہیں کہ منفرد یا مقتدی یا امام کا سلام کے
بعد قبلہ رو ہو کر دعا مانگنا تو یہ ہرگز رسول اللہ صلعم
کا طریقہ نہ تھا اور نہ اوس سے باسناد صحیح و حسن مروی ہے اور

بعضهم ذلك بصلوتی الفجر والعصر ولم
یفعله النبی صلعم ولا الخلفاء بعده ولا ارشد
الیها امته وانما هو استحسان رأه من
رأه عوضاً عن السنة بعدهما وقال عامة
الادعیة المتعلقة بالصلوة انما فعلها فیها
وامر بها فیها وهذا اللائق بحال المصلی
فانه یقبل علی ربه یناجیه فاذا سلم منه
انقطعت المناجاة وانتهی موقفه وقربه
فکیف یترك سواله فی حال مناجاته
والقرب منه وهو مقبل علیه ثم یسأل
اذا انصرف عنه ثم قال الاذکار الواردة
بعد المکتوبة ویستحب لمن اتی بها ان
یصلی علی النبی صلعم بعد ان یفرغ منها
ویدعو بما شاء ویکون دعاؤه عقب
هذه العبادة الثانیة وهی الذکر لا لکونه
دبر المکتوبة انتهی گویم دعوی نفی مطلق غیر مسلم
است زیرا که حدیث معاذ صحیح است ودر حدیث
ابی بکره است فی قوله اللهم انی اعوذ بك
الخ کان النبی صلعم یدعو بهن دبر کل
صلوة اخرجه احمد والترمذی
والنسائی وصححه الحاکم وحدیث صهیب

بعض نے اسکی تخصیص نماز فجر وعصر سے کی ہے حالانکہ
اس کو نہ آنحضرتؐ نے کیا اور نہ اونکے بعد خلفاے
راشدین یا اور کسی مقتدای امت نے اور جسنے اسکو مستحسن
جانا اوسنے اسکو سنت کا عوض سمجھا اور کہا کہ عام دعاون
مین جو نماز سے متعلق ہین ایسا کیا ہے اور کرنے کا حکم
بھی دیا ہے اور یہ نمازی کے حال کے لایق ہے کیونکہ
وہ خدا کی طرف متوجہ ہوکر اوس سے مناجات کرتا
ہے اور جب سلام پھیرتا ہے تو وہ مناجات منقطع اور
اوس کا موقف اور قرب ختم ہوجاتا ہے تو وہ کیسے
اپنا سوال مناجات اور قرب کے وقت چھوڑ دیگا حالانکہ
وہ اوسکی طرف متوجہ ہے پھر سوال کرتا ہے جب اوس
سے پھرتا ہے پھر کہا کہ اذکار بعد الفرض سے فراغت کے
بعد آنحضرت صلعم پر درود بھیجنا مستحب ہے اور جو چاہے
دعا مانگے اور اوسکی دعا اس دوسری عبادت یعنی ذکر
کے بعد ہوگی نہ بوجہ اوسکے فرض کے بعد ہونیکے انتہی
مین کہونگا کہ مطلق نفی کا دعوے غیر مسلم ہے اس
لیے کہ معاذ کی حدیث صحیح ہے اور حدیث ابی بکرہ مین
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دعا
مانگتے تھے کہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ الخ
اس کو احمد وترمذی ونسائی نے روایت کیا
اور اس کی تصحیح حاکم نے کی اور صہیب کی حدیث

مرفوعاً کان یقول اذا انصرف من الصلوة
اللھم اصلح لی دینی الحدیث اخرجه
النسائی وصححه ابن حبان وغیر ذلک
واگر گویند که مراد به دبر صلوة قرب آخر اوست و هو
التشهد گویم وارد شد دست امر بذکر در دبر هر نماز
ومراد بدان سلام است اجماعاً فکذا هذا تا آنکه
خلاف این ثابت شود و ترمذی از حدیث ابی امامه
آورده قیل یا رسول الله ای الدعاء اسمع
قال جوف اللیل الآخر ودبر الصلوة
المکتوبات وقال هذا حسن وطبرانی از روایت
جعفر بن محمد صادق آورده که گفت الدعاء بعد
المکتوبة افضل من الدعاء بعد النافلة
کفضل المکتوبة علی النافلة وبسیارے از
حنابله چنان فهمیده اند که مراد حافظ ابن القیم نفی دعا
بعد صلوة مطلقاً نیست بلکه نفی تقید استمرار استقبال
مصلی است قبله را وایراد آن عقب سلام واما
چون برگردد بروی خود ومقدم کند اذکار مشروعه
را پس ممتنع نیست نزد وے اتیان بدعا درین وقت
انتهی ملخصاً من فتح الباری فائده مهمه
در احکام الصلوة است اگر ترا پرسند که نماز صبح که
گذارده بود بگو آدم علیه السلام چون بدنیا فرستاده شد

مرفوع ہے کہ آنحضرت صلعم جب نماز سے پھرتے تھے
تو اللھم اصلح لی دینی کہتے تھے اور اس کی
تصحیح ابن حبان وغیرہ نے کی اور اگر کہین کہ بعد نماز سے
اوسکا قرب آخر یعنی تشہد مراد ہے تو مین کہونگا کہ ہر نماز
کے بعد ذکر کا حکم آیا ہے جس سے اجماعاً سلام مراد ہے
تو یہ بھی اسی طرح ہے جب تک اسکے خلاف ثابت نہو اور
ترمذی نے ابی امامہ سے حدیث روایت کی کہ عرض
کیا گیا یا رسول اللہ کون دعا سے زیادہ سنی جاتی ہے
فرمایا کہ آدھی رات مین اور ہر فرض نماز کے بعد ترمذی نے
کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور طبرانی نے حضرت امام جعفر
صادق سے روایت کیا اونھون نے فرمایا کہ فرض کے
بعد دعا نفل کے بعد دعا سے افضل ہے جیسے فرض
نفل سے افضل ہے اور بہت سے حنبلیون نے یہ سمجھا ہے
کہ حافظ ابن قیم کا مطلب مطلقاً نفی دعا بعد نماز نہین ہے
بلکہ ہمیشہ بعد سلام قبلہ رو بیٹھکر پڑھنے کی نفی ہے لیکن جب
منہ پھیر چکے اور اذکار مشروعہ کر چکے اوس وقت دعا
کرنا ممنوع نہین ہے ۔ فتح الباری
فائدہ احکام الصلوة مین ہے کہ
اگر کوئی پوچھے کہ صبح کی نماز پہلے
کس نے پڑھی تھی تو کہو کہ حضرت آدم
علے نبینا وعلیہ السلام جب دنیا مین بھیجے گئے

هوا بدیه آمده بود و شب تاریک شده دران اندیشه
صبر کرد تا صبح دمید شکرانه آن دو رکعت نماز گذارد
حق سبحانه از و قبول کرده بر ما فرض گردانید و تسبیح
آدم این بود ربنا ظلمنا انفسنا تا خاسرین
و نماز ظهر ابراهیم علیه السلام گذارده بود چون خواب
دید پسر را قربان کردن خواست حضرت حق
گوسپندے فدیه فرستاد در قرآن مذکور است و
فدیناه بذبح عظیم شکرانه آن چهار رکعت گذارد
حق تعالی بر ما فرض گردانید و تسبیح او الحمد لله
علی کل حال و نعمة و نعوذ بالله من النار
بود - و نماز عصر اول یونس علیه السلام گذارد چون
از ظلمات شکم ماهی خلاص یافت شکرانه آن چهار
رکعت گذارد حق تعالی بر ما فریضه گردانید و تسبیح
وی این بود لا اله الا انت سبحانک انی
کنت من الظالمین و نماز مغرب اول عیسی
علیه السلام گذارد آن روز که ترسایان او را ثالث
ثلاثه گفتند آسمانها بحضرت پروردگار نالیدند که ما را
زمان دهتا بر ایشان افتیم حق تعالی فرمود که شما
بوقار خود باشید که جزای ایشان من خواهم داد
چون عیسی را از شر ایشان نگاهداشت علیه
شکرانه آن سه رکعت گذارد و تسبیح وی این بود

تو رات ہو گئی تھی اور ہوا تیز تھی صبر کیا یہان تک
کہ صبح ہوئی تب اوس کے شکریہ مین دو رکعت نماز
پڑھی حق تعالے نے اون کی نماز قبول کی اور ہم پر
فرض کر دی اور اون کی تسبیح یہ تھی کہ ربنا ظلمنا
اور نماز ظہر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ادا کی جب
اپنے صاحبزادہ کی قربانی کا خواب دیکھکر اونکی قربانی
کرنا چاہی تو حق تعالی نے ایک بکری اونکے بدلے بھیجی
قرآن مجید مین ہے کہ فدیناہ بذبح عظیم اسکے شکریہ
مین اونھون نے چار رکعتین پڑھین و حق تعالے نے
ہم پر فرض کردین اور اونکی تسبیح یہ تھی الحمد للہ علی کل
حال الخ اور نماز عصر پہلے حضرت یونس علیہ السلام نے
پڑھی جب مچھلی کے پیٹ سے نجات پائی تو اوسکے شکریہ
مین چار رکعتین پڑھین حق تعالے نے ہم پر فرض
کردین اور اون کی تسبیح یہ تھی لا الہ الا انت الخ
اور نماز مغرب پہلے حضرت عیسے علیہ السلام نے
پڑھی جس روز اون کو کافرون نے ثالث ثلثہ کہا
آسمانون نے خدا سے عرض کیا کہ ہم کو ان پر گر پڑنے
کا حکم دے ارشاد ہوا کہ ٹھہرو مین خود اون کو
بدلہ دون گا جب حضرت عیسے علیہ السلام کو اون کے
شر سے محفوظ رکھا تو اونھون نے اس کے شکریہ
مین تین رکعتین پڑھین اور اونکی تسبیح یہ تھی

قل الحمد للہ الذی تا تکبیرا و نماز عشا را اول
موسی علیہ السلام گذاردہ چون از مدائن بمصر رفت
صفورا کہ دختر شعیب بود او را درد زہ گرفت باران
می بارید و برق می درخشید و گرگ در رمہ گوسفندان
در آمدہ بود ہر چند موسی سنگ بر آہن میزد آتش
نمی شد غمگین شدہ ہر دو را بر زمین زد بفرمان حق
ہر دو در سخن آمدند کہ ما مامورم بامر اللہ پس موسی بر
طور سینا نور رسید دانست کہ نار است قدم زدہ آنجا
رسید پس آواز انی انا اللہ رب العالمین شنید
چون باز گشت ہوا صاف شد و گرگ از رمہ دور
شد و صفورا بار نہاد موسی شکرانہ آن چہار رکعت
گذارد و تسبیح وی این بود رب اشرح لی صدری
تا قولی و نماز وتر اول پیغمبر صلعم گذارد انتہیٰ اگر گوئی
حکمت چیست در گذاردن نماز دوگانہ و چارگانہ
و سہ گانہ جواب آنکہ چون حق سبحانہ آفرید آدم
را بجسد و روح پس حکم کرد بدو رکعت شکرانہ برای
ہر دو بعد ازان داخل ساخت در جوف آدم جوہر
عقل و قلب و ایمان پس حکم فرمود سہ رکعت ۱۲
برای شکرانہ این ہمہ بعد ازان ساخت جسد آدم
را از آب و خاک و ہوا و آتش پس حکم فرمود برای
خواندن چار رکعت شکرانہ این ہمہ کذا فی

قل الحمد للہ الذی الخ اور نماز عشا پہلے حضرت
موسی علیہ السلام نے پڑھی جب وہ مداین سے مصر
گئے تو صفورا حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی کے درد زہ
شروع ہوا پانی برس رہا اور بجلی چمک رہی تھی اور
بھیڑیا بکریون کے گلہ مین گھس آیا تھا ہر چند حضرت
موسی نے چقماق سے آگ نکالنا چاہی آگ نہ نکلی تب
رنجیدہ ہو کر دونون کو زمین پر پھینک دیا خدا کے
حکم سے دونون بولے کہ ہم بحکم الٰہی مامور ہین پھر حضرت
موسی نے کوہ طور پر روشنی دیکھی آگ سمجھ کر لیکے وہان انکو
تجلی الٰہی ہوئی جب وہان سے پلٹے تو ہوا صاف ہوگئی
اور بھیڑیا بکریون کے گلہ سے نکل گیا اور صفورا کے بچہ
پیدا ہو چکا تھا حضرت موسی نے اسکے شکریہ مین چار
رکعتین پڑھین اور اون کی تسبیح یہ تھی کہ رب اشرح لی
صدری اور نماز وتر سب سے پہلے آنحضرتؐ نے پڑھی اگر کہو
کہ نماز دوگانہ سہ گانہ چارگانہ پڑھنے مین کیا حکمت ہے تو
اوسکا جواب یہ ہے کہ جب حق سبحانہ نے آدم کو جسم و روح سے
پیدا کیا تو دونو کی وجہ سے دو رکعت شکریہ ادا کرنیکا حکم
دیا پھر جب جسم آدم مین جوہر عقل و قلب و ایمان
داخل کیا تو اس کے شکریہ کے لیے تین رکعت کا حکم
دیا پھر جب جسم آدم کو پانی و مٹی و ہوا و آگ سے بنایا
تو اس کے شکریہ کیلیے چار رکعت پڑھنے کا حکم دیا ایسا ہی

مجموعة الروایة ونیز دران است از برای آنکہ
آفرید حق تعالی ملائکہ را اولی اجنحہ مثنیٰ وثلاث
ورباع پس نماز فجر را دو رکعت وظہر وعصر وعشا را
را چہار ودر مغرب سہ رکعات مقرر ساخت وبعد
ازین توان دریافت کہ در نماز اصل سہ چیز اند
یکے خضوع قلب ہنگام ملاحظہ جمال الٰہی وعظمت او
دوم تعبیر لسان آن عطیہ خضوع را بفصیح ترین
عبارت سوم تادیب جوارح حسب آن خضوع و
بدان کہ نماز بر سہ قسم است نماز شریعت ونماز
طریقت ونماز حقیقت نماز شریعت عبارت است
از ادای ارکان مخصوصہ کہ مقرر اند در شرع ونماز
طریقت عبارت است از ادای ارکان مذکور محض
لوجہ اللہ بحضور قلب ونماز حقیقت عبارت است
از ادای جمیع ارکان نماز بحضور قلب با فنای
مصلی دران پس ہمین نماز جامع جمیع مراتب
نماز است ومقبول نزد حق تعالی چنانچہ کلام
قدسی در جواب قول حضرت غوث الصمدانی واقع است
فقلت یا رب ای صلوة تقرب الیک
قال اقرب الی الصلوة التی لیس فیہا سوائی
من الجنة والنار والمصلی غائب عنہا وصاحب
بحر الحقایق در تفسیر آیت لئن اقمتم الصلوة

مجموعة الروایت مین ہے نیز اوسمین ہے کہ چونکہ حق تعالی
نے فرشتون کو دو اور تین اور چار بازوون کا پیدا
کیا لہذا نماز فجر کی دو اور ظہر وعصر وعشا کی چار او
مغرب کی تین رکعتین مقرر کین پھر جاننا چاہیے کہ
نماز مین اصل تین چیزین ہین ایک خضوع قلب بالحظہ
جمال وعظمت الٰہی کے وقت دوسرے زبان کا
اوس عطیہ خضوع کو فصیح عبارت سے ادا کرنا تیسرے
اوس خضوع کے موافق تادیب جوارح اور نماز تین
قسم پر ہے نماز شریعت ونماز طریقت ونماز حقیقت
نماز شریعت سے ارکان مخصوصہ شرعیہ کا ادا کرنا مراد
ہے اور نماز طریقت سے ارکان مذکورہ کا خالصاً
للہ بحضور قلب ادا کرنا مراد ہے اور نماز حقیقت سے
تمام ارکان نماز کا بحضور قلب مع نمازی کے
اوس مین فانی ہونے کے ادا کرنا مراد ہے تو یہ نماز
تمام مراتب نماز کی جامع اور خدا کے نزدیک
مقبول ہے چنانچہ کلام قدسی مین حضرت غوث
پاک کے سوال پر کہ پھر مین نے کہا کہ اے پروردگار
کون نماز تجھ سے قریب کرتی ہے ارشاد ہوا کہ مجھ سے
نزدیک کرنے والی نماز وہ ہے جس مین میرے سوا جنت
و دوزخ کسی کا خیال نہ ہو اور نمازی اپنے سے غائب ہو
صاحب بحر الحقایق تفسیر آیت لئن اقمتم مین

برین نمط تحقیق فرمودہ کہ اقامت صلوٰۃ ادامت
است بنوعی کہ نماز را معراج خود گرداند بسوی حق
و دایم عروج بہ درجات نماز کند تا کہ مشاہدۂ حق
نماید چنانچہ مشاہدہ کردہ است روز میثاق و درجات
نماز چہار اند قیام و رکوع و سجود و تشہد بحسب درکاتی
کہ بسبب آن از اعلی علیین و جوار رب العالمین
بسوی اسفل السافلین قالب نزول کردہ آن عناصر
اربع اند کہ قالب انسان بدو آفریدہ شدہ و صفات
متولدہ از انہا چہار اند جمادیہ کہ خاصیت آن تشہد
است و نباتیہ کہ خاصیت آن سجود است و حیوانیہ
کہ خاصیت آن رکوع است و انسانیہ کہ خاصیت
آن قیام است و ہر یکی را از آن ظلمتی است خاصہ
کہ سالک را از مشاہدۂ حق حاجب میگردد پس قیام
اشارت است باین کہ خود را از حجب اوصاف
انسانیہ برآرد و بزرگ ترین آن کبر است کہ از
خاصیت آتش است و رکوع اشارت است باین کہ
خود را از قیود صفات حیوانیہ خلاص نماید و بزرگترین
آن شہوت است کہ از خاصیت باد است و
سجود اشارت است باین کہ خود را از حجب طبیعت
بہیمیہ بیرون آرد و بزرگترین آن حرص است
کہ از خاصیت آب است نکتہ سر از سجود برداشتن

لکھتے ہین کہ اقامت نماز اوس کی ادامت ہے جو
اس طور پر ہے کہ نماز کو معراج سمجھکر ہمیشہ درجات
نماز پر عروج کرے تا کہ حق کا مشاہدہ کرے جس طرح
کہ روز میثاق مشاہدہ کر چکا ہے اور نماز کے چار درجے
ہین قیام و رکوع و سجود و تشہد اون درکات کے موافق
جن کی وجہ سے اعلے علیین سے اسفل السافلین
مین نزول کیا ہے اور وہ عناصر اربعہ ہین جن سے جسم
انسانی پیدا کیا گیا اور اون سے چار صفتین پیدا ہوئین
جمادیت جس کی خاصیت تشہد ہے اور نباتیت
جس کی خاصیت سجدہ ہے اور حیوانیت جس کی
خاصیت رکوع ہے اور انسانیت جسکی خاصیت قیام ہے
اور انمین سے ہر ایک کی ایک خاص ظلمت ہے جو
سالک کو مشاہدۂ حق سے روکتی ہے قیام سے یہ اشارہ
ہے کہ اپنے آپ کو حجابات اوصاف انسانیہ سے نکالے
جن مین سب سے بڑا حجاب غرور ہے جو آگ کی خاصیت
ہے اور رکوع سے یہ اشارہ ہے کہ اپنے آپ کو قیود صفات
حیوانیہ سے چھڑائے جن مین سب سے بڑی قید شہوت
ہے جو ہوا کی خاصیت ہے۔ اور سجدہ سے یہ
اشارہ ہے کہ اپنے آپ کو حجابات طبیعت بہیمیہ
سے نکالے جس مین سب سے بڑا حجاب حرص ہے
جو پانی کی خاصیت ہے نکتہ سجدہ کے بعد

و بہ قعود نشستن متضمن یافتن فیض نعمت وجود
حضرت واجب الوجود است بنگر کہ چون سر از
سجود برداری جود یابی و از قعود سر زود آوردن
دباز بہ سجود رفتن عود و رجوع است بہ محل قرب
و رحمت معبود **نکتہ** سید عالم صلعم نماز را بجوی آب
تشبیہ دادہ و فیض این معنی در لفظ نماز پیداست
کہ اطرافش نز و میانش ما است سے نماز آتش حرص
ہوا نشاند باز ؛ از ان نماز نم آید بلفظ بر سر آز
و تشہد اشارت می نماید برین کہ خود را از حجب
طبع جمادیہ بدر کند و بزرگترین آن جمودت است
کہ از خاصیت خاک است و باقی صفات بشر
ازین صفات مذکورہ پیدا می شوند چون سالک
ازین درکات و حجب تخلص گردد و باین معارج
اربعہ بسوی جوار و قرب رب العالمین رجوع
نماید مقیم الصلوٰۃ گردد و بانوار مشاہدۂ حق پیوندد
کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ان تعبد اللّٰہ
کانک تراہ **نکتہ** قبل صلوٰۃ بکلمۂ لا واقع شدہ
کہ علامت نیستی و فنا است لاجرم مصلی را باید
کہ در فقر و فنا خود را حاضر و حضرت باقی لم یزل را
ناظر داند تا بمعنی لا صلوٰۃ الا بحضور القلب رسد
صاحب بحر الحقایق میفرماید کہ بدایت صلوٰۃ

قعدہ کرنا خدا کی نعمت و بخشش سے فیضیاب
ہونے کو شامل ہے دیکھو جب سجدہ سے سر اٹھاتے
ہو تو بخشش پاتے ہو اور بیٹھکر پھر سجدہ مین جانا
خدا کے قرب و رحمت کی طرف پلٹنا ہے **نکتہ**
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی مثال پانی
کی نہر سے دی اور اس کا فیض لفظ نماز سے ظاہر
ہے جس کا حرف اول و آخر نز اور درمیانی لفظ
ما ہے سے نماز آتش حرص و ہوا نشاند باز ؛ الخ
اور تشہد سے اپنے کو حجابات طبیعت جمادیہ سے
نکالنا مراد ہے جس مین سب سے بڑا حجاب جمودت
ہے جو خاک کی خاصیت ہے اور باقی صفات بشریہ
انھین صفات مذکورہ سے پیدا ہوتے ہین جب سالک
ان درکات و حجابات سے نجات پاکر ان چارون
مدارج سے قرب حق کی طرف رجوع کرتا ہے اوس وقت
مقیم الصلوٰۃ ہوکر انوار مشاہدۂ حق سے منور ہوتا ہے
جیسا کہ آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ اسکی عبادت
اس طرح کرو کہ گویا تم اوس کو دیکھتے ہو **نکتہ** قبل صلوٰۃ
لفظ نفی واقع ہے جو نیستی اور فنا کی علامت ہے
لہذا نمازی کو فقیر و فانی ہونا اور خداوند تعالیٰ
کو ناظر جاننا چاہیے تاکہ نماز حقیقی کا فائدہ حاصل
ہو صاحب بحر الحقایق فرماتے ہین کہ ابتدا نماز

اقامت است بعد ازان ادامت اقامت صلوٰۃ بپا
داشتن مواقیت در رکوع و سجود و قیام و قعود و حقوق
و حدود آنست ظاہراً و باطناً و ادامۃ الصلوٰۃ
بدوام مراقبہ و صرف ہمت است در تعرض و
استحصال نفحات الطاف ربوبیت کہ در ضمن آن
مودع است کما قال رسول اللہ صلعم ان
للہ فی ایام دھرکم نفحات الا فتعرضوا لہا
پس صورت صلوٰۃ صورت تعرض است و امر الٰہی
باداے آن صورت جذبۂ حق است کہ مصلی را از
اشتغال بغیر بسوی محبت و عبودیت خود می کشد
باید دانست کہ در ہر شرطے و رکنے و سنتے و ادبے و
ہیئتے از ہیئات و آداب سنن و ارکان و شرائط
صلوٰۃ سریست کہ اشارت بسوی حقیقت تعرض مینماید
چنانچہ در ہر فریضہ و سنت و ادب وضو کہ شرط صلوٰۃ
است سریست کہ اشارت می کند بسوے طہارتے
کہ مصلی بدان مستعد اقامت صلوٰۃ میگردد در
غسل بدین اشارت است باین کہ مصلی نفس خود را
از لوث معاصی و اخلاق بدیہ و دل خود را از دنس
خیالات شنیعہ نفسانیہ و صفات ذمیمہ حیوانیہ و
سبعیہ و شیطانیہ پاک سازد چنانچہ حضرت
رب العالمین حبیب خود را فرمود و ثیابک فطہر

اقامت ہے پھر ادامت۔ اقامت نماز رکوع و سجود
و قیام و قعود اور اوس کے حدود و حقوق کی ظاہر
و باطن پابندی ہے۔ اور ادامت نماز
دوام مراقبہ و صرف ہمت اور حصول نفحات رحمت
کی طلب ہے جو اوسی مین امانت ہین جیسا کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے
لیے اللہ کی رحمتین ہین ضرور اون کو حاصل کرو
پس نماز کا حال توجہ کی صورت ہے اور اوس کے
ادا کرنے کا حکم جذبۂ حق کی صورت ہے جو نمازی
کو کسی طرف متوجہ نہین ہونے دیتا بلکہ اپنی محبت و
عبودیت کی طرف کھینچتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ شرائط
نماز کے ہر شرط اور ہر رکن اور ہر سنت اور ہر ادب
اور ہر ہیئت مین ایک راز ہے جس سے حقیقی توجہ
کی طرف اشارہ ہے جس طرح وضو کے ہر فرض سنت
و ادب میں ایک راز ہے جو اوس طہارت کی طرف
اشارہ کرتا ہے جس سے نمازی نماز پڑھتا ہے
ہاتھون کے دھونے سے یہ اشارہ ہے کہ نمازی
اپنے نفس کو گناہ اور بد اخلاقی اور دل کو خراب
نفسانی خیالات اور حیوانی و شیطانی صفات
سے پاک کرے چنانچہ حق تعالے نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ وثیابک فطہر

مفسرین محققین در تفسیرش فرموده اند ای قلبک
فطہر د غسل الوجہ اشارت است بہ نضارت
وصفائے وجہ مصلی از دنس تیرگی وحب دنیا فانہ
راس کل خطیئة واز شرایط نماز استقبال قبلہ
است ودران اشارت است باعراض از ماسوائے
طلب حق از اغراض دنیات و متوجہ بودن بجانب
حضرت ربوبیت بجہت طلب قرب ومناجات
و رفع یدین در تکبیر اول اشارت است بہ بر داشتن
وافشاندن دست ہمت از دنیا وآخرت ودر حقیقت
تکبیر تعظیم حق است باین کہ خداوند عز وجل اعظم است
از جمیع اشیا در دل بندہ بحیثیت طلب ومحبت و
عظمت وعزت نکتہ رفع یدین در تکبیر اول اشارت
بدو الف اللہ اکبر است کہ از دستیاری دو الف
ایمان مؤید ومکبر است ومقارنت نیت با تکبیر
اشارت باین کہ صدق نیت در طلب محض تقرون
بہ تکبیر وتعظیم حق جل جلالہ باشد وجز طلب او غیری
مخطور خاطرش نباشد اگر عیاذًا باللہ طلب غیر
وعظم ماسوا مقارن تکبیر وتعظیم حق تعالے گردد
نماز حقیقی وی جایز نبود چنانچہ نماز صوری بے
تکبیر اللہ اکبر جایز نیست ودر نہادن دست راست
بر دست چپ بعد تحریمہ اشارت است باثبات مراسم

مفسرین محققین اس کی تفسیر مین یہ فرماتے ہین کہ
ای قلبک فطہر اور مونھہ دھونے سے یہ مطلب
ہے کہ حب دنیا سے اپنا مونھہ دھو ڈالے کیونکہ وہ تمام
برائیون کی جڑ ہے اور شرایط نماز سے استقبال قبلہ
ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ تمام اغراض ماسوا چھوڑ کر
بذریعۂ قرب ومناجات خدا کی طرف متوجہ ہو
اور پہلی تکبیر مین ہاتھ اوٹھانے سے یہ مراد ہے
کہ اپنا دست ہمت دنیا وآخرت سے اوٹھالے
اور حقیقتًا تکبیر سے تعظیم حق مراد ہے اس طرح کہ
خداوند تعالے بندہ کے دل مین بلحاظ طلب و
محبت وعظمت وعزت تمام چیزون سے بزرگ ہو
نکتہ پہلی تکبیر مین دونون ہاتھ اوٹھانے کی طرف
اللہ اکبر کے دونون الف سے اشارہ ہے جنکی
مدد سے ایمان مؤید ومکبر ہے اور تکبیر کے ساتھ
نیت ہونے سے یہ مراد ہے کہ طلب محض مین تکبیر
وتعظیم حق کے ساتھ نیت بھی ہو اوس کی طلب
کے سوا دل مین اور کوئی خیال نہو اور اگر نعوذ باللہ
طلب غیر اور عظمت ماسوا تکبیر وتعظیم حق کے ساتھ
ہوگی اوس کی نماز حقیقی جایز نہ ہوگی جس طرح
مجازی نماز بغیر تکبیر کے جایز نہین ہوتی اور تحریمہ
کے بعد ہاتھ باندھنے سے مراد خدا کی حضور مین مراسم

وخضوع و بندگی و مراعات لوازم نیاز و پرستندگی
بہ پیشگاہ حضرت معبود حقیقی و نگاہداشتن قلب
از محبت ماسوا و افتتاح بقرارت بہ انی وجہت
اشارت است بہ توجہ خالص مصلی بسوی پروردگار
برحق و اعراض نمودن از طلب غیر قادر مطلق و در
وجوب قرارت سورۂ فاتحہ و نقصان صلوۃ بدون
آن اشارت است بسوی حقیقت تعرض و تحصیل
نفحات الطاف ربانی بحمد و ثنائے حضرت سبحانی و
طلب ہدایت کہ جذبۂ الٰہیہ است و موازی است
بہ عمل ثقلین و قرب می یابد بندۂ مصلی بحق از نصف
صلوۃ کہ مقسوم است میان عبد و معبود بہ نصفین
کما قال تعالیٰ شانہ قسمت الصلوۃ بینی
وبین عبدی نصفین ولعبدی ما سأل
اشارت فرمود کہ در سورۂ فاتحہ حمد و ثنا و عبادت
و دعا از جانب بندگان است و اجابت و ہدایت
و رحمت و مغفرت از طرف حضرت رحمن است و در
قیام و رکوع و سجود اشارت است بہ رجوع بندہ مصلی
بسوی عالم ارواح و کمن غیب این مراتب ثلثہ
و بدان کہ اول تعلق انسان باین عالم بصفت نباتیہ
است بعد ازان بہ حیوانیہ پس بہ انسانیہ۔ قیام
از خصائص انسانیست و رکوع از خواص حیوانی

خضوع و بندگی ادا کرنا اور دل کو محبت غیر سے
بچانا ہے اور آیت توجہ پڑھنے سے محض خدا
کی طرف متوجہ رہنا اور ماسوی اللہ سے اعراض
کرنا مراد ہے اور سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز ناقص
رہنے مین حقیقت توجہ اور حصول نفحات رحمت
الٰہی و ہدایت یعنی جذبۂ الٰہیہ (جو دونون عالم کے
عمل کے برابر ہے) کی طلب مراد ہے کیونکہ نمازی کو
خدا سے آدھا قرب نماز ہی سے ہوتا ہے اس
لیے کہ وہ اوس مین اور خدا مین آدھی آدھی تقسیم
ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نماز مجھ مین اور
میرے بندہ مین آدھی آدھی منقسم ہے اور میرے
بندہ کے لیے وہ ہے جو مانگے اس سے یہ مطلب
ہے کہ سورۂ فاتحہ مین حمد و ثنا و عبادت
دعا بندون کی طرف سے ہے اور اجابت و ہدایت
و رحمت و مغفرت خدا کی طرف سے اور قیام
و رکوع و سجود سے گویا بذریعہ ان تین مراتب کے
عالم ارواح کی طرف رجوع کرنا مراد ہے جاننا
چاہیے کہ اس عالم سے انسان کا پہلا تعلق
بصفت نباتیہ ہے۔ پھر حیوانیہ پھر
انسانیہ۔ پس قیام خصایص انسانی سے
ہے۔ اور رکوع خواص حیوانی سے ہے۔

وبجوداز خصایص نباتی است وبنده را در هر مرتبه
ازین مراتب ربح وخسران است وحکمت در تعلق
روح علوی بجسد سفلی ظلمانی حصول ربح ایمان و
معرفت وعمل صالح است کما قال عز وجل
علی لسان نبیه صلعم خلقت الخلق لیربحوا
علی لا لاربح علیهم پس انسان را از هر مرتبه
ازین مراتب سفلیات فائدہ حاصل است که در مراتب
علوی نیست اگرچه اولاً بیلای خسران مبتلا می شود
لیکن عاقبت به نور ایمان وعمل صالح از کدورات
خسران مراتب سفلیه برآمده فایز بمقاصد علیه و
مستفید بفوائد عظمی میگردد وبسبب قیام در صلوة
بتذلل وخضوع وتواضع وخشوع از خسران تکبر
وتجبر که بغلبه نفس اماره از انسان بوقوع می آید
وبحصول مرتبه کمال بصفوة روحانی بربح علو همت
می رسد ودر طلب قادر مکون ملتفت بکاینات
نمی گردد چنانچه حال باکمال آنحضرت صلعم بود که
اذ یغشی السدرة ما یغشی ما زاغ البصر وما
طغی لقد رای من آیات ربه الکبری
چون بسبب قیام از تکبر وتجبر خلاص یافت از
قیام انسانی جهت انکسار وخضوع راجع بسوی
رکوع حیوانی میگردد وبسبب رکوع از خسران صفات

اور بجود خصائص نباتی سے اور اوس کا ہر مرتبہ مین
نفع ونقصان ہے اور روح وجسم کے تعلق مین حکمت
ایمان ومعرفت وعمل صالح کا نفع حاصل کرنا ہے
جیسا کہ اللہ تعالے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
فرماتا ہے کہ مین نے خلق کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ
مجھ سے نفع حاصل کرین نہ یہ کہ مین اون سے نفع
اوٹھاؤن لہذا انسان کو ان سفلی مراتب سے
وہ فائدہ حاصل ہے جو مراتب علوی سے نہین ہے
اگرچہ پہلے بلائے خسران مین مبتلا ہوتا ہے لیکن آخر
مین بوجہ نور ایمان وعمل نیک کدورت خسران
مراتب سفلیہ سے صاف ہوکر مقاصد عالیہ پر پہونچتا
اور فوائد عظیم حاصل کرتا ہے اور نماز خضوع وخشوع
کے ساتھ پڑھنے سے غرور کے نقصان سے جو بوجہ
غلبۂ نفس امارہ ہوتا ہے نجات پاتا ہے اور بسبب
صفاء روحانی مرتبۂ کمال حاصل ہونے سے
علو ہمت کا نفع پاتا ہے اور طلب حق مین خلق
کی طرف متوجہ نہین ہوتا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا حال باکمال تھا کہ اذ یغشی السدرة
ما یغشی الخ جب بوجہ قیام نخوت وکبر سے نجات
پاتا ہے تو انکسار وخضوع کے لیے رکوع حیوانی کی
طرف جھکتا ہے جسکی وجہ سے صفات حیوانیہ کے

حیوانیہ نجات یافتہ بہ ربح لین کلام وتحمل اذی و
حلم فایز می شود بعد ازان از رکوع رجوع بہ سجود
نباتی می نماید وبسبب این سجود از خسران ذلت
نباتیہ و دناءت سفلیہ نجات حاصل کردہ بربح
خشوع کہ متضمن فلاح ابدی و فوز عظیم سرمدیست
مستفید می گردد کما قال اللہ تعالی قد افلح
المومنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون
پس خشوع کاملترین اسباب و بزرگ ترین آلات
روح است در عبودیت و این حاصل نمی شود مگر از
تعلق روح پاک نورانی بجسد خاک ظلمانی زیرا جز
انسان ہیچ کس از کاینات این خشوع نیست
و ہیچ یکے را از موجودات این خضوع نہ داد لہذا ملائکہ
وغیرہم از تلبس کسوت امانت اعراض نمودند و بار
آن کشیدن نتوانستند و انسان باستعداد خشوع
آن کسوت در پوشید و بار آن بر دوش خود کشید
کما قال عزوجل انا عرضنا الامانۃ علے
السموات والارض والجبال فابین ان
یحملنہا واشفقن منہا الخ لسان الغیب حافظ
شیرازی فرماید ؎ آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند + در قیصری شرح
فصوص مذکور است کہ امانت عبارت است از

نقصان سے نجات پاکر حلم اور ذلت برداشت کرنے کا نفع پاتا
ہے پھر رکوع سے سجود نباتی میں جھکتا ہے جسکی
وجہ سے نقصان ذلت نباتیہ و دناءت سفلیہ
سے نجات پاکر خشوع کا نفع یعنی فوز و فلاح ابدی
حاصل کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ بیشک
اون مسلمانوں نے فلاح پائی جو اپنی نماز میں
خشوع رکھتے ہیں پس خشوع عبودیت میں روح
کے لیے بڑی چیز ہے جو بغیر تعلق روح و جسم کے
حاصل نہیں ہوتا اور انسان کے سوا کسیکو یہ
خشوع و خضوع حاصل نہیں ہے اور اسی لیے
ملائکہ وغیرہ نے بار امانت اوٹھانے سے انکار
کیا مگر انسان نے بوجہ اپنی استعداد خشوع اوس کا
بوجھ اوٹھا لیا - اللہ تعالے فرماتا ہے
کہ ہم نے آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں
پر امانت پیش کی تو اونھوں نے اوس
کے اوٹھانے سے انکار کیا - اور ناگواری
ظاہر کی -

لسان الغیب حافظ شیراز فرماتے ہیں ؎

آسمان بار امانت نہ توانست کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

قیصری شرح فصوص میں ہے کہ امانت سے

ظہور اسرار الٰہی کہ مودع است در اسماء و صفات
و انسان را حق تعالیٰ مظہر اتم این اسرار گردانید و
آیۂ انا عرضنا الامانۃ اشارت ست بسوے
این امانت و معنی آیت این است کہ عرض امانت
کردیم بر اہل آسمانہا و زمین یعنی ملکوت و جبروت
پس آنہا بسبب عدم استعداد خود ابا کردند و انسان
باستعداد خویش این بار امانت برداشت و معنی
کان ظلوما جہولا این است کہ نفس خود را کشت
و خود را در ذات حق تعالیٰ فانی ساخت و جہول
از غیر حق گردید و ناسی ماسوا گشت بقول لا الٰہ الا اللہ
چون باستعداد خشوع بار امانت برداشتہ بہ سجود
در آمد خشوع او بکمال رسید زیرا کہ سجود غایت تذلل
در صورت انسان و ہیأت صلوٰۃ است و نہایۃ
قطع تعلق روح از عالم سفلی و عروج آن بعالم روحانی
علوی بہ رجوع نمودن ازین مراتب ثلثہ انسانیہ
و حیوانیہ و نباتیہ است و کمال تعرض بہ نفحات
الطاف واجب الوجود در بذل مجہود و انتفاء موجود
از انانیت وجود است کہ از شرائط مصلی حقیقی ست
کما قال تعالیٰ و یقیمون الصلوٰۃ و مما رزقناہم ینفقون
پس تبدیل اوصاف وجود یاد ای نصف صلوٰتے
کہ منقسم است میان عبد و معبود بہ نفحات الطاف

اسرار اسماء و صفات الٰہی کا ظہور مراد ہے جن کا
پورا مظہر انسان ہے آیت اِنّا عَرَضْنَا الاَمَانَۃ
مین اسی امانت کی طرف اشارہ ہے اور آیت
کے معنے یہ ہین کہ ہم نے اہل آسمان و زمین یعنی
ملکوت و جبروت پر امانت پیش کی اونھون نے
بوجہ اپنی ناقابلیت کے انکار کیا اور انسان نے
اپنی قابلیت سے اُسے اٹھا لیا اور کان ظلوماً
جہولا کے معنے یہ ہین کہ اپنے نفس کو مارا اور اپنے
آپ کو ذات حق مین فانی کیا اور غیر حق سے
جاہل ہوا اور ماسوا کو لا الٰہ الا اللہ کہکر بھول گیا
پھر جب خشوع کی قابلیت سے بار امانت اٹھا کر
سجدہ کیا تب خشوع پورا ہوا کیونکہ سجدہ بہ لحاظ
صورت انسانی و ہیئت نماز انتہائی تذلل اور
روح کا عالم سفلی سے انتہائی قطع تعلق اور مراتب
انسانیہ و حیوانیہ و نباتیہ سے پلٹ کر عالم روحانیت
کی طرف عروج ہے اور کمال توجہ نفحات الطاف
الٰہیہ کی طرف انتہائی کوشش اور اپنی انانیت
کھو کر اور یہ حقیقی نماز پڑھنے والے کی شرائط سے
ہے جیسا کہ ارشاد ہے ویقیمون الصلوٰۃ الخ
پس اپنے اوصاف تبدیل کرکے اوس نصف نماز
ادا کرنے سے جو عبد و معبود مین منقسم ہے بذریعہ نفحات الطاف

ربوبیت مدرک عنایات ازلیه میگردد و بشوارق انوار
سرمدیه بسوی درجات قرب می شتابد چنانچه
جذبۂ قادر مطلق مرنبی صلعم را بود در خطاب ادن منی
همچنین جذبۂ خالق مومن را است در صورت
خطاب واسجد واقترب و در تشهد بعد سجود اشارت
است بسوی تخلیص بندۂ مومن از حجاب انانیت و
وصول او بشهود جمال حق بجذبات ربانیه و در
التحیات اشارت است به رجوع کردن بسوی
خالق موجودات باداے مراسم ثنا و شکر گذاری
که متوصل گردد بوسیلۂ آن بانوار لقای باری و
در سلام دادن براست و چپ اشارت است
بسوی تخلیص و تودیع بندۂ مومن از دنیا و آخرت
و اعراض نمودن از هر داعی جاهل که تحریض و
ترغیب می نماید از یمین به نعیم جنت و از شمال
به لذات شهوت و آن واصل به مقام مناجات و
مدارج قربات است و مستغرق در بحر کرامات و مقید
بقید جذبات است کما قال عز وجل واذا خاطبهم
الجاهلون قالوا سلاما پس اهل صورت
به سلام دادن از صلوة بیرون می شوند و اهل
حقیقت بدان انقطاع از ماسوی کرده داخل در
ادامة الصلوة می گردند کما قال تعالی شانه

الٰہی عنایات ازلیہ کا ادراک کرتا ہے اور انوار
سرمدیہ کی روشنی سے درجات قرب کی طرف بڑھتا
ہے جیسے حضرت حق نے آنحضرت صلعم کو ادن
منی فرما کر اپنی طرف کھینچا اسی طرح بندۂ مومن کو
بھی واسجد واقترب سے مخاطب فرماتا ہے
اور تشہد سے بندۂ مومن کے حجاب انانیت سے
چھوٹنے اور بوجہ جذبات ربانیہ شہود جمال حق
پر پہونچنے کی طرف اشارہ ہے اور التحیات سے
خدا کی طرف مراسم ثنا و شکر گذاری ادا کر کے رجوع
کرنا مراد ہے تاکہ اوسکے وسیلہ سے خدا کا دیدار حاصل
ہو اور داہنے بائیں سلام پھیرنے سے بندۂ مومن
کا دنیا و آخرت سے چھوٹنا اور ہر داعی جاہل سے
جو داہنی طرف سے نعیم جنت اور بائیں طرف سے
لذات شہوت کی حرص و رغبت دیتا ہے مونھ
پھیرنا مراد ہے کیونکہ وہ مقام مناجات و مدارج قرب
پر واصل اور دریاے کرامات میں مستغرق اور قید
جذبات میں مقید ہے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے
کہ واذا خاطبهم الخ پس اہل صورت سلام پھیرنے
سے نماز سے باہر ہوجاتے ہیں اور اہل حقیقت بوجہ
اوس کے ماسوا سے منقطع ہو کر نماز دائمی
میں داخل ہوتے ہیں چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے

ان الصلوٰة تنهی عن الفحشاء والمنکر وبدان
ای عزیز چون مومنان حجب انانیت وجود خود
ازمیان برداشتند ونظر بصیرت وعرفان بنور
صلوٰة حقیقی برگماشتند وسر اوحی الی عبده
مااوحی لبشناختند ایمان ایشان بماجاء به النبی
علیه السلام محقق گشت ودل ایشان به نور معرفت
حقیقت ایمان منور شد وهرکه رهائی از ذلت
حجاب وجودی یافت به مرتبهٔ عزت ایقان
بامور اخروی شتافت ایمانش بامور اخروی
ازپس حجاب بود ایقانش بآن بعد رفع حجاب
رونمود قال علی لو کشف الغطاء
لما ازددت یقینا زیراکه چون حجاب وجود
ازمیان مرتفع گردد غطای محسوسات دنیوی
به شواهد امور اخروی نمی تواند پوشید جمیع
سرائر وخفیات بر سالک مکشوف می گردند و
از مرتبهٔ ایمان بدرجهٔ ایقان می رسد
کما قال تعالیٰ وبالآخرة هم یوقنون
و چون این تحقیق انیق دریافتی پس بدان که
عبادت فرض موجب قرب بسبب نوافل می شود
وبغیر نوافل سبب نجات می شود نه قرب اکنون
مصنف برای توضیح این جمله ارشاد می فرماید۔

ان الصلوٰة تنهی الخ جاننا چاہیے کہ جب مومنین
نے اپنے حجابات خودی اوٹھادیے اور نظر بصیرت
وعرفان نماز حقیقی کے نور پر جمادی تو فاوحی
الی عبده ما اوحی کا راز پہچان لیا اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی چیزون پر اون کا
ایمان ثابت اور اون کا دل نور معرفت حقیقت
ایمان سے منور ہوگیا اور جس نے ذلت حجاب
خودی سے رہائی پائی وہ مرتبہ عزت ایقان
امور اخروی پر پہونچا پہلے اوس کا ایمان امور اخروی
پر حجاب سے تھا جس کا ایقان اب بعد حجاب
اوٹھ جانے کے ظاہر ہوا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا
ارشاد ہے کہ اگر پردہ کھل جائے تو میرا یقین نہ بڑھیگا
کیونکہ جب حجاب وجود اوٹھ جاتا ہے تو محسوسات
دنیوی کے پردے شواہد امور اخروی کو نہیں چھپا سکتے
تمام پوشیدہ امور سالک پر کھل جاتے ہین اور وہ مرتبہ
ایمان سے درجہ یقین پر پہونچ جاتا ہے چنانچہ
حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ آخرت پر یقین رکھتے ہین
اور جب یہ بات تحقیق سے معلوم ہوگئی تو پھر جاننا چاہیے
کہ فرض عبادت نوافل کی وجہ سے سبب قرب ہوتی
ہے اور بغیر نوافل سبب نجات نہ سبب قرب اب
مصنف اس جملہ کی توضیح فرماتے ہین۔

قوله: وتوضيحه ان من احرم للصلوة الفريضة واقتصر من القراءة والركوع والسجود
والقعدة على الفرض والواجب فقط يعني ما اتى بالقراءة المسنونة بل اقتصر على اية
طويلة او ثلاث قصار في القيام على مذهب من رأى ذلك وفي الركوع والسجود
على مقدار تسبيحة واحدة وفي القعدة على قدر التشهد فقط فما احسن ان يقال
صارت هذه الصلوة منجية له من النار لا مقربة له الى الله مثل تقرب الفرض المكمل بنوافله

اقول تصریح این قول بدین گونه است که مثلاً کسے
نیت کرد ادای نماز فریضه را و اقتصار کرد از قراءت
و رکوع و سجود و قعده بر مقدار فرض فقط یعنی قراءت
مسنونه که طوال مفصل وغیره است نکرد بلکه قصر
کرد بر یک آیت طویله یا سه آیت قصیر پس
خواهد بود آن مصلی در قیام این مقدار جواز بر مذهب
بینندهٔ آن یعنی در اعتقاد معتقد آن فرض ادا شد
و این جمله معترضه است گویا سخن تمثیلی هنوز تمام
نیست چنانکه می فرمایند که در رکوع و سجود قصر بر مقدار
یک تسبیح و در قعده بر مقدار تشهد فقط پس تحسین
این که گفته شود که این نماز نجات دهنده مصلی
خواهد بود از دوزخ نه مقرب او بسوی حق چون
فرض کامل به نوافل خود خلاصه این که چنین نماز
بجا آوری زمان محض شد و هیچ نماز مقرب گردد
وجهش این که حقیقت صلوة علامت جدائی از سید خود است
و در خشوع قطع نظر از یاد جدائی خود تمنای وصال

اس قول کی تصریح یوں ہے کہ مثلاً کسی نے نماز
فرض ادا کرنے کی نیت کی اور قراءت و رکوع و سجود و
قعدہ میں صرف فرض پر قصر کیا یعنی قراءت مسنون
طوال مفصل وغیرہ نہ کی بلکہ صرف ایک بڑی آیت
یا تین چھوٹی آیتیں پڑھیں پس اوس کے حسب
اعتقاد فرض ادا ہو جاویگا اور یہ جملہ معترضہ ہے گویا
تمثیلی بات ابھی ختم نہیں ہے چنانچہ فرماتے
ہیں کہ رکوع اور سجود میں ایک تسبیح کے برابر اور
قعدہ میں صرف بقدر تشہد تو ایسی نماز
صرف دوزخ سے نجات دلانے والی ہوگی
نہ حضرت حق سے قریب کرنے والی ایسی نماز
صرف تعمیل حکم ہوئی۔ قریب کرنے والی
نہ ہوئی جس کی وجہ یہ ہے کہ حقیقت
نماز اپنے سید سے جدائی کی علامت
ہے۔ اور خشوع میں علاوہ اپنی یاد
فراق کے تمنائے وصال کا

نیز ظاہر می شود و حصول تمنا ہم بدولت فیض عام مسبب الاسباب کہ عادت خود را جاری بسبب ساختہ است ظاہر ست فہم من فہم	بھی اظہار ہوتا ہے اور تمنا بھی مسبب الاسباب ہی کے فیض عام کی بدولت جس نے اپنی عادت سبب سے جاری کی ہے حاصل ہوتی ہے جو سمجھا وہ سمجھا۔

قولہ فلما علم ان مجرد اداء الفرایض بلا تکمیلها بالنوافل طریق النجاة وتکمیلها بالنوافل مع عمارة سایر الاوقات بکثرة النوافل طریق القرب والدرجات

اقول پس ہر گاہ معلوم شد کہ صرف ادای فرایض بغیر نوافل طریقہ نجات است وتکمیل آن مع آراستگی تمامہ اوقات بکثرت نوافل طریقہ قرب درجات وبیشک این نمازہا طرق قرب ودرجات اند اگر خالصًا لوجہ اللہ الکریم باشند وبطریق تادیہ ادا کردہ شوند والا بجز ترتیب اعضا واضمحلال نفس ونفع مترقبہ اخروی شایق وولع عبادت را اثرے نخواہد داد۔	تو معلوم ہوا کہ صرف فرایض بغیر نوافل کے سبب نجات ہیں اور کثرت نوافل کے ساتھ باعث قرب درجات۔ واقعی نماز اگر خالصًا للہ اور جس طرح ادا کرنا چاہیے اوس طرح ادا کی جائے تو ذریعہ قرب و درجات ہے ورنہ شایق وحریص عبادت کو ترتیب اعضا واضمحلال نفس ونفع مترقبہ اخروی کے سوا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

قولہ فلا بد من بیان اقسام النوافل وافرادها

اقول پس ضرورت بیان اقسام وافراد نوافل واین جملہ محتاج بیان نیست چہ کہ ظاہر است کہ ہر کاریکہ کامل تر اجرش شامل تر ودرین تکمیل قطع نظر از حصول اجر سعی انجذاب لطیفہ نفسی بسوے لطیفہ ملکی رحمانی بیشتر می باشد واین انجذاب از منجذب توان پرسید کہ چون می بود	پس اقسام وافراد نوافل کا بیان ضروری ہے اور یہ جملہ زیادہ وضاحت کا محتاج نہیں ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ جو کام زیادہ کامل ہے اوس کا ثواب زیادہ ہے اور اس تکمیل مین علاوہ حصول ثواب کے لطیفہ نفسی کی کوشش انجذاب لطیفہ ملکی رحمانی کی طرف زیادہ ہوتی ہے اور یہ انجذاب منجذب سے پوچھنا چاہیے کہ کیسے ہوتا ہے۔

قوله فاعلم رحمك الله ان افراد النوافل كثيرة لا يمكن احصاءها

اقول پس بدان که رحم کند ترا خدای تعالے که افراد نوافل بسیار اند احصار آنها ممکن نیست چه که نوافل در حد خود عبادت زائده اند و زاید را انداز حصر و احصا ر نه باشد الخ که توفیق بود در ہر قدر که ادا کرده شوند ہمه بجاے خود بوند ہر کسے موافق وسعت خویش بجا آورده حصر آنہا نیست مگر براے دفع توہم می فرماید

جان تو خدا تجھ پر رحم کرے کہ افراد نوافل بے شمار ہین کیونکہ نوافل فی نفسہ عبادت زائدہ ہین اور زائد کا اندازہ حصر سے نہین ہوتا جس قدر توفیق ہو ادا جتنے ادا کیے جائین سب ٹھیک ہین ہر شخص بقدر طاقت ادا کرتا ہے اوس کی انتہا نہین ہے مگر دفع وہم کے لیے فرماتے ہین کہ

قوله لكنها منحصرة فى النوعين الامتثالى والاجتنابى

اقول ولیکن این نوافل منحصر اند در دو قسم امتثالی و اجتنابی و این حصر ذوقی و شوقی ست نه ذاتی که خلاف مقتضاے معنی نفل است واللہ اعلم ایدون معنی مراد خود ازین ہر دو اقسام بیان می فرماید

لیکن یہ نوافل دو قسم مین منحصر ہین ایک امتثالی دوسرے اجتنابی اور یہ حصر ذوقی و شوقی ہے نہ ذاتی کیونکہ وہ معنی نفل کے خلاف مقتضا ہے واللہ اعلم اب ان قسمون کے معنی مطلوبہ بیان فرماتے ہین۔

قوله ونعنى بالامتثالى ما يراد فعله كالسنن الزوائد والمستحبات والآداب والاتيان بالافضل

یعنی مراد بہ امتثالی آن که فعل آن جزو مقصود بود مثل سنن زوائد و مستحبات و آداب و آوردن آن بافضل سنن زوائد آنکه نبی صلعم آنرا بر سبیل عادت ادا کرده باشند مقصود مصنف الخ این است که امتثالی آن که احکام نماز از فرائض و واجبات وغیره ہمه در و باشند و ہمین امتثال است یعنی

یعنی امتثالی وہ ہے جس کا فعل جزو مقصود ہو جیسے سنن زوائد و مستحبات و آداب اور اونھین افضل طریقہ سے ادا کرنا سنن زوائد اوس عبادت کو کہتے ہین جس کو عادتاً آنحضرت صلعم نے ادا کیا ہو مصنف کا مقصود یہ ہے کہ امتثالی وہ ہین جس مین احکام نماز فرائض و واجبات سب ہون اور یہی امتثال ہے یعنی

چنانکہ فرمود ہمچنان بجا آوردہ شد و دلیل معنی مقصود آنکہ

جیسا فرمایا ویسا بجالایا گیا اور اس معنی کے مقصود ہونے کی دلیل یہ ہے کہ

قوله لانا اردنا من النفل المعنى اللغوي

اقول زیرا کہ ما قصد کردیم از نفل معنی لغوی آن را نفل بالفتح عطیہ و عبادتے کہ واجب نبود و بفتحتین غنیمت و چون معنی لغوی نفل قصد کردیم لامحالہ از امتثالی نیز مراد استیعاب صلوۃ بجمیع ارکان و شرائط و آداب خواہد بود

اس لیے کہ ہم نے نفل کے لغوی معنی مراد لیے نفل بالفتح عطیہ اور وہ عبادت جو واجب نہو اور بفتحتین غنیمت اور جب ہم نفل کے لغوی معنی مراد لین گے تو لامحالہ امتثالی سے بھی مراد نماز کا کل ارکان و شرائط و آداب سے ادا کرنا ہوگا

قوله وبالاجتنابي ما يراد تركه كترك المكروهات وترك الشيء الذي لا باس فيه مخافة ان يقع في شيء فيه باس

اقول مراد از اجتنابی آن کہ در وی ترک مکروہات و مباحات مقصود باشد و ظاہر است کہ افراط در رخص موجب وسعت نفس می شود چہ کہ نفس امارہ آسانی پسند افتادہ است و در کردن امر مباح راہ نفس پیمودن است و این خلاف مشقت مقصودہ از عبادت است ایدون مثال می فرماید

اور اجتنابی وہ ہے جس مین ترک مکروہات و مباحات مقصود ہو اور ظاہر ہے کہ افراط رخصت نفس کی آسانی کا سبب ہوتی ہے کیونکہ نفس امارہ آسانی پسند واقع ہوا ہے اور جس بات مین حرج نہو اوس کے کرنے مین بھی نفس کی متابعت ہے اور یہ اوس مشقت کے خلاف ہے جو عبادت سے مقصود ہے اب مثال بیان فرماتے ہین۔

قوله كترك العزب الشبع والطيب مخافة الشهوة عليه فيوقعه في الحرام

اقول مثل ترک کردن مرد مجرد سیری و خوشبو را بخوف شہوت حرام - عزب بفتحتین مرد بے زن و عزبہ زن بے شوہر عزاب بالضم جمع ہر دو کذا فی المنتخب و از سیر خوردن نفس بہیمیہ غالب می گردد

جیسے مجرد آدمی کا بخوف شہوت حرام پیٹ بھر کھانا اور خوشبو لگانا چھوڑ دینا عزب بفتحتین مرد مجرد و عزبہ عورت مجرد عزاب بالضم دونون کی جمع ۱۲ منتخب اور پیٹ بھر کھانے سے نفس بہیمیہ غالب ہوتا ہے

که داعیهٔ آن وقوع در حرام است و همین وجه فرضیت
صوم است در صفت صوم آمده که فیه عظمة
یقوی الملکیة ویضعف البهیمیة ولا شیء
مثله فی صیقلیة وجه الروح وقهر الطبیعة
ولذلک قال الله الصوم لی وانا اجزی به
ویکفر الخطایا و در کم خوردن گویا سعی کردن است
در قهر نفس و ازالهٔ رذائل آن و برای عامل آن
می شود صورت تقدیسیه در عالم مثال بعضی از
کبار عارفین متوجه شده اند بسوی این صورت و
واصل ذات شده از جانب تنزیه و تقدیس همین است
معنی قوله الصوم لی غرضکه کم خوردن
مفید تر است و قلت طعام و دوام صیام اگر بمزاج
تند آید آن را بر وفق مزاج باید آورد چنان
نشود که نشاط طبعی بدر رود که کارها وابسته است
و اگر معنی اضمحلال موجودات تحت امرے بسیط
وجدانی چنان از یمین و یسار و فوق و تحت
زور آورد که گنجایش انفکاک ازان نماند بوے
سیل باید کرد بوصف محبت تامه و جمع همت و
انسداد سایر سبیل و اگر این مقدار جوشش نزند
بلکه محض تصور و تعقل این معنی از داطیب باشد
نزدیک عقل از سایر تصورات بهتر آن است که

جس کی خواہش ارتکاب حرام ہے اور روزہ فرض
ہونے کی یہی وجہ ہے روزہ کی صفت مین یہ وارد ہے
کہ اس مین بڑی بات یہ ہے کہ قوت ملکی کو قوی اور
قوت بہیمی کو ضعیف کرتا ہے اور روح کے صاف
کرنے اور طبیعت کو مقہور کرنے مین اس کی برابر کوئی
چیز نہین اور اسی لیے اللہ تعالے نے فرمایا کہ روزہ
میرے لیے ہے اور مین اوسکا بدلہ ہون اور گناہون کا
کفارہ ہوتا ہے اور کم کھانے سے نفس مغلوب ہوتا اور
اوسکی برائیان دور ہوتی ہین عالم مثال مین روزہ دار
کی صورت مقدس ہوتی ہے بعض عارفین اس صورت
کی طرف متوجہ ہو کر جانب تنزیہ و تقدیس سے واصل
ذات ہوے ہین ارشاد الصوم لی کا یہی مطلب ہے
غرضکہ کم کھانا زائد مفید ہے اور کم کھانا اور ہمیشہ روزے
رکھنا اگر طبیعت پر گران گذرے تو اوسکو موافق مزاج
کرلینا چاہیے تاکہ نشاط طبعی نہ جانے پائے کیونکہ کام
اوسی سے وابستہ ہے اور اگر اضمحلال موجودات کے
معنی کسی امر بسیط وجدانی کے تحت مین ہر طرف سے ایسے
غالب ہون کہ اوس سے چھٹکارا نہ ہو سکے تو اوسکی طرف
پوری محبت اور ہمت سے سب راستے روک کر متوجہ ہو جائے
اور اگر زیادہ جوش نہو بلکہ اسی قدر ہو کہ اوسکا تصور و
تعقل عقلاً تمام تصورات سے اچھا ہو تو بہتر یہ ہے کہ

به نفی تعلقات و دوام توجه همت قویه مشغول باشد
گردید تا آن وقت که سلطان این معنی ظاهر شود
و جلوه نماید و چندان بر خود سخت نباید گرفت
که حواس پراگنده شوند و نشاط که به هندی آن را
امنگ گویند رفع گردد که کار با دست مترتب
صحت مزاج و سلامت حواس و وجود نشاط و جمع
خاطر و خلوص نیت باید شد اکنون دلائل دیگر برای
کثرت نوافل می آرد۔

نفی تعلقات کرکے اور دوام توجہ و ہمت قویہ سے
مشغول رہے جب تک کہ اس کا غلبہ ظاہر ہو۔ اور اپنے
اوپر اتنی سختی نہ کرنا چاہیے کہ حواس پراگندہ ہو جائیں
اور نشاط یعنی امنگ جاتی رہے کیونکہ مطلب
اوسی سے ہے لہذا صحت مزاج و سلامتی حواس و
وجود نشاط و جمع خاطر و خلوص نیت کو لیے رہنا
چاہیے۔ اب کثرت نوافل کی اور دلیلیں بیان
کرتے ہیں۔

قوله وقول الشیخ نجم الدین الکبری الطرق الی الله بعدد انفاس الخلائق

اقول وارشاد حضرت شیخ نجم الدین کبری است
که راههای وصول بحق چون انفاس مخلوق
بیشمار اند مختصرا بیان راه وصول حق این است
که این راه به سه قسم باز می گردد قسم اول راه
ارباب معاملات است به کثرت روزه و نماز و
تلاوت و حج و زکوة و انفاق مال وغیره از اعمال
ظاهره و این راه عامه مسلمانان است و موجب
نجات ایشان از عذاب ابدی ولیکن وصول حقیقی
ازین گذر این نوع عبادات متعذر است قسم دوم
راه ارباب مجاهدات است به تبدیل اخلاق ذمیمه
و تزکیه نفس و تصفیهٔ دل و تخلیهٔ روح و سعی در آنچه
تعلق به عبادات و ریاضات باطن دارد و این

حضرت شیخ نجم الدین کبرے کا ارشاد ہے کہ وصول
حق کی راہیں انفاس مخلوق کی برابر ہیں مختصر بیان
راہ وصول حق یہ ہے کہ اس راہ کی تین قسمیں ہیں
پہلی قسم راہ ارباب معاملات ہے اعمال ظاہری
یعنی کثرت روزہ و نماز و تلاوت و حج و زکوۃ و خرچ مال
وغیرہ سے اور یہ عام مسلمانوں کی راہ اور عذاب ابدی
سے اون کی نجات کا باعث ہے مگر ایسی عبادتوں
سے وصول حقیقی دشوار ہے دوسری قسم ارباب
مجاہدات کی راہ ہے یعنی اخلاق ذمیمہ کی
تبدیلی اور تزکیہ نفس و تصفیۂ دل و تجلیۂ
روح اور اون امور میں کوشش سے جو عبادات
و ریاضات باطن سے متعلق ہیں اور یہ

ابرار است و این قوم نیکان امت است و این
طائفہ را مقتصدان خوانند و واصلان این گروہ
اندک باشند قسم سوم راہ سائران حضرت صمدیت
استکہ در فضای میدان جبروتی و بیدائے
ساحت لاہوتی باجنحہ جذبات عنایات حق طیران
می کنند و وصول این قوم در بدایت بیش از دیگران
در نہایت و این راہ کہ اشرف طرق است مبنی است
بر موت ارادی کہ ازان در حدیث اشارت است
بموتوا قبل ان تموتوا و این سعادت موسس
بر دہ قاعدہ است قاعدہ اول توبہ است یعنی
بازگشتن بحضرت حق باختیار چنانکہ بمرگ بے اختیار
خواہد بود پس توبہ بیرون آمدن بود از گناہ و
ہر چہ بندہ را از حق باز دارد از مراتب دنیا و عقبی
کہ آن عین گناہ است طالب را واجب است
کہ از ہمہ بیرون آید حتی کہ از ہستی خود ۔ گر کلاہ
فقر خواہی و سریر ÷ از خود و جملہ جہان نفرت پذیر ÷
چارۂ این چیست در خون آمدن ÷ وز خودی خویش
بیرون آمدن ÷ این کلاہ بے سر انست ای پسر ÷
کے دہندت تا توی نازی بسر ÷ دوم زہد است
و آن بیرون آمدن از دنیا و آرزوہا ے کہ بدو دارد
باختیار چنانکہ بمرگ از ہمہ بر خواہد آمد بلکہ زہد حقیقی

ابرار کی راہ ہے اور یہ قوم امت کے نیک لوگ
ہین اور اس گروہ کو مقتصد کہتے ہین اور اس گروہ
کے واصلین کم ہوتے ہین تیسری قسم سایران حضرت
صمدیت کی راہ ہے جو فضاے میدان جبروت و
صحراے لاہوت مین جذبات عنایت حق کے
بازوون سے اوڑتے ہین اس قوم کا وصول ابتدا
مین دوسرون کی انتہا سے زیادہ ہے اور یہ طریقہ
جو تمام طریقون سے اشرف ہے موت ارادی پر مبنی
ہے جس کی طرف حدیث موتوا قبل ان تموتوا
مین اشارہ ہے اور یہ سعادت دس قاعدون پر
مبنی ہے پہلا قاعدہ توبہ ہے یعنی خدای تعالے
کی طرف باختیار رجوع ہونا جس طرح بوجہ موت
بے اختیار پلٹنا ہوگا پس گناہون کا چھوڑنا توبہ
ہے اور جو چیز بندہ کو خدا سے روکے دنیوی
ہو یا اخروی وہ بھی گناہ ہے طالب کو سب
سے نکل جانا چاہیے یہان تک کہ اپنی ہستی
سے بھی ۔ گر کلاہ فقر خواہی و سریر ÷ از خود و
جملہ جہان نفرت پذیر ÷ چارۂ این چیست در خون
آمدن ÷ وز خودی خویش بیرون آمدن ÷ الخ
دوسرا زہد ہے یعنی باختیار آرزوے دنیا چھوڑنا
جسطرح مرکر بے اختیار چھوڑنا پڑیگا بلکہ حقیقی زہد

آن بود که از طلب درجات باقی عقبی بگذرد در
خبر است که الدنیا حرام علی اهل الاخرة
والاخرة حرام علی اهل الدنیا وهما حرامان
علی اهل الله ؎ چو هر لذت که در هر دو جهانست
ترا در حضرت او بیش ازان ست + چرا این ترک
هر دو می نگیری + چو مشتاقان پی او می نگیری
هر آن کو در نبازد هر دو عالم + نگردد در حریم خاص
محرم + سوم توکل است و آن بیرون آمدن
بود از رویت وسایط و اسباب کلی باختیار چنانکه
برگ بے اختیار که من یتوکل علی الله فهو
حسبه چهارم قناعت و آن بیرون آمدن از
آرزوهاے نفسانی و تمتعات بهیمی مگر آن قدر که
قوام اصل حیات بدان ست از ماکول و ملبوس
رعایت حد اعتدال دران ؎ گر ترا نانے و خلقانے
بود + هر سر موی تو سلطانے بود + پنجم عزلت
است و آن بیرون آمدن از آمیزش خلق چه
بیگانگان و چه خویشاوندان و خود را برکرانه داشتن
از صحبت ایشان باختیار مگر از صحبت شیخ کامل که
مربی وے بود تا نفس مرید را به آب ولایت از
گرد بیگانگی بشوید و آئینه دل او را از زنگار غیریت
پاک گرداند و اصل عزلت معزول کردن حواس است

یہ ہے کہ درجات باقیہ عقبے کا بھی طالب
نہ رہے - حدیث مین ہے کہ دنیا اہل آخرت
پر اور آخرت اہل دنیا پر اور وہ دونون
اہل اللہ پر حرام ہین ؎ چو ہر لذت کہ در ہر دو
جہان است الخ تیسرا توکل ہے یعنی باختیار
خود ذرایع و اسباب چھوڑ دے جیسے مرکر
بے اختیار چھوڑے گا - جو شخص اللہ پر
بھروسہ کرے وہ اوس کو کافی ہے -
چوتھا قناعت ہے یعنی خواہشات نفسانی
و بہیمی کا چھوڑنا اور بقدر ضرورت زندگی
کھانا پہننا اور اوس مین اعتدال کا لحاظ
رکھنا ؎ گر ترا نانے و خلقانے بود الخ
- پانچوان عزلت ہے یعنی لوگون سے
میل جول نہ رکھنا خواہ وہ اعزا
ہون یا اغیار اور اپنے آپ کو اون کی
صحبت سے بچانا - سواے پیر کامل
کی صحبت کے جو اوس کا مربی ہو تا کہ
وہ اوس کے آئینہ دل کا زنگ
غیریت صاف کردے - اور
حقیقی عزلت حواس کا خلوت
مین معزول کرنا ہے —

بخلوت یعنی باز داشتن چشم از دیدن و گوش از
شنیدن و زبان از گفتن زیرا کہ ہر بلائے کہ
بروح رسیدہ است ہمہ از حواس است ع
زخم خوردم روز و شب عمر دراز ÷ از عتابم گفت
یار بے نیاز ÷ تو بدین غیری برین در چون رسی ÷
ور بختین پا یہ بر سر چون رسی ÷ تا نیاید درد
این کارت پدید ÷ قصۂ این درد نتوانی شنید ÷
گر شود این درد دامنگیر تو ÷ برکشاید بس سر
زنجیر تو ÷ ور نگیرد دامنت این درد زود ÷
گفتگوی من ندارد ہیچ سود ÷ ششم ذکر و آن
بیرون آمدن بود از یاد غیر حق چنانچہ خود میفرماید
واذکر ربك اذا نسیت .. ای نسیت غیری
درین صورت وجود ذاکر در آفتاب وجود حق
متلاشی گردد و غبار او بار وجود ذاکر منعدم گردد
و جمال مذکور در عین ذاکر رو نماید و اشارۂ
وھو معکم اینما کنتم متحقق گردد ع تا که
باشد یاد غیرے در حساب ÷ ذکر مولی باشد
از تو در حجاب ÷ تا بود یک ذرۂ ہستی بجائے ÷
کفر باشد گر نہی در عشق پائے ÷ گر ہمہ عالم
ثواب تو بود ÷ تا تو باشی آن عذاب تو بود ÷
گر شوی چون خاک در رہ پایمال ÷ تا ابد

یعنی آنکھ اور کان اور زبان کو دیکھنے سننے
بولنے سے روکنا کیونکہ روح تمام تر حواس ہی
کی وجہ سے بلا مین پڑی ع

زخم خوردم روز و شب عمر دراز
از عتابم گفت یار بے نیاز
تو بدین غیری برین در چون رسی
ور بختین پا یہ بر سر چون رسی
تا نیاید درد این کارت پدید
قصہ این درد نتوانی شنید
گر شود این درد دامنگیر تو ÷
برکشاید سر بسر زنجیر تو
ور نگیرد دامنت این درد زود
گفتگوی من ندارد ہیچ سود

چھٹا قاعدہ ذکر ہے یعنی غیر حق کی یاد چھوڑنا
جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ اپنے پروردگار
کو یاد کر جب کہ تو بھولے یعنی میرے غیر کو
بھولے اس صورت مین اس کی ہستی
فنا ہو جاتی ہے اور جمال حق اس کے
پیش نظر ہو جاتا ہے اور اشارہ وھو
معکم اینما کنتم ثابت ہو جاتا ہے ع
تا کہ باشد یاد غیرے در حساب ÷ الخ

جان را بدست آری کمال ۞ تا که از خویشی عدم
بینی همه ۞ چون شوی فانی احد بینی همه ۞
سالک را باید که اوقات خویش بذکر مدام و فکر
تمام صرف نماید تا که بوسیلهٔ جذبات الطاف
ربانی گردیده و او فایز بمقصد اصلی گرداند کما
قال تعالی فاذکرونی اذکرکم شیخ نجم الدین
کبری در تفسیر این آیت فرموده که ذکر بندهٔ مومن
مر خدا را از نتایج ذکر خدا مر بندهٔ مومن راست
از دو وجه یکی آن که خطاب حق به بندگان بقول
خود فاذکرونی کلام ازلیست که بندگان خود را
پیش از وجود ایشان باین خطاب مشرف فرمود
پس ذکر کردن ایشان درین عالم شهادت
نتیجهٔ ذکر خدا است در ازل دوم آن که خدا امر
کرد بذکر بفای تعقیب بقول خود فاذکرونی
اذکرکم درین قول تقدیم و تاخیر است یعنی
آنست که اذکرکم فاذکرونی چنانچه فرمود
رضی الله عنهم و رضوا عنه زیرا که خوشنودی
ایشان از خدا نتیجهٔ خوشنودی خدا است
از ایشان و ذکر را مراتب است ذکر لسان که باقرار
است یعنی فاذکرونی بالاقرار والایمان
اذکرکم بالایقان و ذکر ارکان که باستعمال

سالک کو ہر وقت ذکر و فکر مین مصروف رہنا
چاہیے تاکہ بذریعہ جذبات رحمت الٰہی جلد بمقصد
اصلی پر وصول نصیب ہو اللہ تعالی فرماتا ہے کہ
تم مجھکو یاد کرو مین تم کو یاد کرونگا حضرت شیخ نجم الدین
کبری قدس سرہ اس آیت کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ
بندہ مومن کا خدای تعالی کو یاد کرنا یہ دو وجہ سے
خدا کے بندہ کو یاد کرنے کا نتیجہ ہے ایک یہ کہ خداوند
تعالے کا ارشاد فاذکرونی کلام ازلی ہے کہ اوسنے
اپنے بندون کو اون کے موجود ہونے سے قبل
اس خطاب سے مخاطب و مشرف فرمایا اب اون کا
اس دنیا مین اوسے یاد کرنا یہ اوس کے ازل مین
یاد کرنے کا نتیجہ ہے دوسرے یہ کہ آیہ کریمہ فاذکرونی
اذکرکم مین بفاے تعقیب خدا نے ذکر کا حکم
کیا تو اس قول مین تقدیم و تاخیر ہے یعنی یہ ہین
کہ مین تم کو یاد کرتا ہون تم مجھکو یاد کرو جیسے فرمایا
کہ اللہ اون سے خوش ہوا اور وہ اوس سے خوش
ہوے کیونکہ خدا سے اون کا خوش ہونا خدا کے
اون سے خوش ہونے کا نتیجہ ہے اور ذکر کے کئی
مرتبہ ہین ذکر زبان یعنی اقرار کہ مجھکو اقرار
و ایمان سے یاد کرو مین تمکو ایقان
سے یاد کرونگا اور ذکر ارکان یعنی

طاعات است یعنی فاذکرونی بالطاعات
اذکرکم بالکرامات وذکر نفس کہ به استسلام
اوامر ونواہی است یعنی فاذکرونی بالاستسلام
اذکرکم بالاسلام وذکر قلب کہ به تبدیل اوصاف
ذمیمہ وتحصیل اخلاق کریمہ است یعنی فاذکرونی
بالاخلاق اذکرکم بالاستغراق وذکر روح
کہ بہ تفرید ومحبت است یعنی فاذکرونی بالتفرید
والمحبة اذکرکم بالتوحید والقربة وذکر سر کہ
بہ بذل وجود وفنا اوست یعنی فاذکرونی
ببذل الوجود والفناء اذکرکم بنیل الشہود
والبقاء چنانچہ در حدیث است وان ذکرنی
فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی ابن عیینہ گوید کہ
در اخبار بما رسیده است کہ حق تعالی فرمود کہ
بندگان خود را چیزے دادہ ام کہ اگر جبریل و
میکائیل را میدادم ہر آئینہ نعمت بزرگ ایشان
تمام می کردیم وآن این آیت است در جواہر التفسیر
قریب بصد وجہ درین آیت مذکور اند وچون
درین ترجمہ بساط اطناب منطویست یک دو نکتہ
از کلام محققان اختصار کردہ شد در کشف الاسرار
آوردہ کہ حق تعالی فرمود لایزال العبد یذکرنی
واذکرہ حتی عشقنی نتیجہ این ذکر دوام کمال

اطاعت کرنا کہ مجھکو بذریعہ طاعات یاد کرو
مین تم کو کرامات سے یاد کرونگا اور ذکر نفس
یعنی احکام الٰہی ماننا کہ مجھکو استسلام سے ذکر
کرو مین تم کو اسلام سے یاد کرونگا اور ذکر قلب
یعنی اوصاف ذمیمہ چھوڑکر اخلاق کریمہ حاصل
کرنا کہ مجھکو اخلاق سے یاد کرو مین تمکو استغراق
سے یاد کرونگا اور ذکر روح تفرید ومحبت ہے یعنی مجھکو
تفرید ومحبت سے یاد کرو مین تمکو توحید وقرب سے یاد کرونگا
اور ذکر سر یعنی اپنی ہستی فنا کرنا کہ اپنے وجود کو فنا
کرکے مجھکو یاد کرو مین تمکو شہود وبقا دونگا چنانچہ
حدیث مین ہے کہ اگر وہ اپنے دل مین مجھکو یاد کرتا ہے
تو مین بھی اوس کو اپنے دل مین یاد کرتا ہون ابن عیینہ
کہتے ہین کہ اخبار سے ہمکو معلوم ہوا ہے کہ حق سبحانہ
تعالے نے فرمایا کہ مین نے اپنے بندون کو ایسی چیز
دی ہے کہ اگر جبریل ومیکائیل کو دیتا تو بیشک انکو بڑی
نعمت دیتا اور وہ یہی آیت ہے جواہر التفسیر مین تقریبًا اسکی
سو وجہین لکھی ہین اور چونکہ اس ترجمہ مین طوالت کلام مقصود
نہین لہذا محققین کے کلام سے دو ایک نکتہ لکھے گئے
کشف الاسرار مین ہے کہ خداوند تعالی نے فرمایا کہ جب بندہ
مجھکو یاد کرتا ہی تو مین بھی اوسکو یاد رکھتا ہون یہانتک کہ
وہ مجھ پر عاشق ہوجاتا ہے اس ذکر دوام کا نتیجہ کمال

محبت است که آن را عشق خوانند ـ مراد ازین ذکر
لسانی ست بلکه ذکر قلبی ـ از سلطان العارفین
بایزید پرسیدند که چرا از زبان شما ذکر کمتر می شنوم
گفت که زبان بیگانه است در میان نه گنجد
ابوبکر واسطی فرمود که حقیقت ذکر نسیان ذکر است
و قیام به مذکور ـ این ذکر حقیقی است که ذاکر عین
مذکور گرداند بلکه ذکر و مذکور و ذاکر یک ذات گرد
و این حقیقت بحال شمع و پروانه ماند که شمع
سر از رخ افروخته با پروانهٔ جان باخته دل سوخته
گفت ؎ گر یاد منت شود ز یادم نروی ٭
بیرون ز دل حزین و شادم نروی ٭ آن عاشق
جانباز چون گرمی مهر معشوق سر از خود دید دنبال
ذوق پروازنان در رسید شمع بسرگرمی تمام
چهرهٔ جمال خود را برافروخت پروانهٔ دیوانه بزبانهٔ آتش
خود را بسوخت یا پروانه آن بود که خود را فدای
شعلهٔ شمع کرد و یا شمع آن که بجاذبهٔ اشتعال
او را بخود کشید درین صورت تفریق و تمیز از جسم
برفت و دوئی از یکدیگر برخاست اگر پروانه
را جوئی شمع کاشانه یابی و اگر شمع را طلب کنی
پروانهٔ دیوانه یابی ـ عزیز من چون پروانه به فنای
وجود خود فدای شمع گردید آنگاه به بقای جو شمع

محبت ہے جس کو عشق کہتے ہین اور اس سے زبانی
یاد مراد نہین ہے بلکہ ذکر قلبی مراد ہے حضرت
سلطان العارفین بایزید بسطامی سے لوگون نے
پوچھا کہ ہم آپ کی زبان سے ذکر آلہی بہت کم سنتے ہین
اسکا کیا سبب ہے فرمایا کہ زبان بیگانہ ہے اسکی گنجایش
نہین ابوبکر واسطی نے فرمایا کہ حقیقت ذکر ذکر بھولنا اور
مذکور مین فنا ہو جانا ہے اور یہی ذکر ذاکر کو عین مذکور
کر دیتا ہے یعنی ذکر و مذکور و ذاکر ایک ہو جاتے ہین
اور یہ شمع و پروانہ کے حال سے مشابہ ہے کہ شمع
نے پروانہ سے کہا کہ ؎ اگر تو مجھے یاد رکھے تو مین بھی
تجھکو نہ بھولون تو جب پروانہ نے شمع کی یہ گرمی محبت
دیکھی تو بازوی شوق سے اوڑکر پہونچا شمع نے اپنا جمال
جانسوز دکھایا پروانہ دیوانہ نے اوس کی لو پر اپنے کو جلایا
پروانہ وہ تھا جو شعلۂ شمع پر فدا ہو گیا
اور شمع وہ تھی جس نے اپنے شعلہ سے اوس کو
کھینچ لیا ـ اس صورت مین تفریق و تمیز
باہمی جاتی رہی اگر پروانہ کو ڈھونڈھو ـ تو
شمع کو پاؤگے ـ اور اگر شمع کو ڈھونڈھوگے
تو پروانے کو پاؤگے ـ جب پروانے نے
اپنا وجود شمع پر فدا کر دیا اوس
وقت شمع کے وجود باقی سے

به مقصود خود رسید کلام قدسی مشعر براین است
لایزال العبد یتقرب الحدیث هفتم توجه است
یعنی روی آوردن بحضرت حق بهمگی خواهش خود
وبیرون آمدن از جمیع دواعی بشریه باختیار
سید الطایفه جنید بغدادی گوید که اگر سالک صادق
هزار سال در راه حق قدم زند ویک لحظه غافل
بماند آن مقدار سعادت که دران لحظه ازوے
فوت شود بیشتر ازان بود که دران هزار سال حاصل
کرده باشد هشتم صبر وآن بیرون آمدن از حظوظ
تمتعات نفسانی بلکه جمله آرزوهاے غیریت نهم
مراقبه است وآن چشم بستن بحصول مطلوب و
بیرون آمدن از حرکات وسکنات باختیار دهم
رضا وآن بیرون آمدن از رضائے خود بدخول
در رضائے محبوب واین مقام اعظم مقامات
سالکان است زیراکه هر مطلوب که در پس پرده
طلب حاصل شود لایق حوصلهٔ طالب باشد و
سالک مبتدی در مقام مسکنت وحقارت است
پس هرچه در طور خود خواهد حقیر بود وچون خواست
خود را از میانه بردارد کار عظیم باعظیم بگذارد عطاے
نامتناهی حاصل نماید وجناب کبریا را بشاید
جعلنا الله من الذین سعدوا بطاعته و

اپنے مقصود پر پہونچا لایزال العبد یتقرب الخ
سے یہی مطلب ہے ساتوان توجہ ہے یعنی حضرت حق
کی طرف ہمہ تن متوجہ ہونا اور بارادہ تمام خواہشات
بشریہ چھوڑ دینا حضرت سید الطایفہ جنید بغدادی فرماتے
ہین کہ اگر سچا سالک ہزار برس سلوک کرے اور پھر ایک
گھڑی بھی اوس سے غافل ہو جائے تو جس قدر
سعادت اوس گھڑی اوس سے فوت ہوگی وہ اوسکی
ہزار سال کی سعادت سے زیادہ ہوگی آٹھوان صبر
ہے یعنی حظوظ وفوائد نفسانی بلکہ تمام خواہشات
غیریت چھوڑ دینا نوان مراقبہ ہے یعنی حصول مطلوب
مین متوجہ رہنا اور حرکات وسکنات اختیاری چھوڑ دینا
دسوان رضا ہے یعنی رضاء محبوب سے راضی ہونا یہ مقام
سب مقامات سے بڑا ہے کیونکہ بے پردہ طلب جو
چیز حاصل ہوگی وہ اوس کے حوصلہ کے موافق ہوگی
اور چونکہ وہ مقام مسکنت وحقارت مین ہے لہذا جو
خواہش اپنے حسب حال کریگا وہ حقیر ہوگی اور جب
اوس نے اپنی خودی مٹا دی تو گویا بڑا کام بڑے
کے حوالہ کر دیا اب وہ سزاوار عطاے نامتناہی
اور قابل باریابی درگاہ الہی ہوگا۔ اللہ تعالے
ہم کو بھی اون لوگون مین شامل کرے
جو اوس کی اطاعت سے سعید ہوئے لو

فأزعوا بمحبته انه قريب مجيب الكون مصنف
دو حديث ديگر درين باب نقل مى فرمايد

اوس کی محبت پر فایز ہوئے بیشک وہ قریب مجیب ہے
اب مصنف دو اور حدیثین اس بارہ مین نقل فرماتے ہین

قوله وما ورد في الحديث ان لله ثلاث مائة وخمس عشر شريعة يقول الرحمن
وعزتي لا ياتيني عبد من عبادي لا يشرك بي شيئا بواحد منهن الا ادخلته الجنة

اقول وانچه که وارد است در حدیث که تحقیق
برای حق سه صد و پانزده شریعت اند میگوید حق
قسم عزت خودی آرد بنده از بندگان من یکی
از او شان و شریک نمی کند با من چیزے را مگر
داخل خواهم گردانید او را در جنت یعنی این همه
شرائع را فرستاده حق می داند و چیزے در آن طریقه
شریک مطلق نمی دارد و اقعی شرک عجیب تر گناه است
که بخشایش آن دشوار است ان الله لا يغفر
ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء
و حقیقت شرک این که اعتقاد کند آدمی در بعضے
معظمین که آثار عجیبه از ان صادر شده و اند بسبب
اتصاف آن به صفات کمال که معتاد جنس
انسان نیند بلکه خاص اند به واجب یا فته نمیشوند
در غیر حق مگر که مخلع شود او به خلعت الوهیت یا
فنا شود در ذات او و نحو ذلک از انواع خرافات
چنانچه در حدیث وارد است که ان المشركين
كانوا يلبون بهذه الصيغة لبيك لبيك

حدیث مین آیا ہے کہ حق تعالی کی تین سو پندرہ
شریعتین ہین اور وہ فرماتا ہے کہ قسم اپنی عزت
کی جب میرا کوئی بندہ اون مین سے کسی شریعت پر
چلتا ہے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہین کرتا تو اوس کو
جنت مین داخل کرتا ہون یعنی اُن سب شریعتون
کو فرستادہ حق جانتا اور اوس طریقہ مین کسیکو شریک
مطلق نہین کرتا ہے - واقعی شرک عجیب گناہ ہے
جس کی بخشش دشوار ہے - بیشک اللہ شرک کی
مغفرت نہین کرتا شرک کے سوا جس گناہ کو چاہتا ہے
بخش دیتا ہے - اور حقیقت شرک یہ ہے کہ آدمی بعض
بزرگون کے متعلق یہ اعتقاد کرے کہ عجیب امور جو معمولی
انسان کی قدرت سے باہر ہین وہ اونسے بسبب اونکے
صفات کمال سے متصف ہونے کے صادر ہوتے
ہین حالانکہ وہ باتین واجب تعالی سے خاص ہین نہ
کسی اور سے مگر جبکہ وہ خلعت الوہیت سے مخلع ہو یا اوسکی
ذات مین فانی ہو اسی طرح اور خرافات چنانچہ حدیث مین آیا
ہے کہ مشرکین اس طرح لبیک کہا کرتے تھے کہ لبیک لبیک الخ

لاشریک لک الا شریکا هو لک بما لکه
پس تذلل کند نزد او و معامله کند با او معامله عبا
مع الله و برای این معنی اشباح و قوالب اند د
شرع شریف بحث نمی کند مگر از اشباح و قوالب
یعنی این که مباشرت می کنند مردمان به نیت
شرک حتی که باشد مظنه شرک۔

تو اون کے سامنے انتہای عجز کرتا ہے اور اون سے
ویسی معاملت کرتا ہے جیسے بندے اللہ کے ساتھ
اور اس معنی کے لیے اگرچہ صور و قوالب ہین مگر
شرع شریف اون صور و قوالب کے معانی سے بحث
کرتی ہے جیسے انسان بہ نیت شرک کرتا ہے یا ایسی بات
کی پابندی کرے جس مین گمان شرک ہو۔

قوله وایضا ورد ان لله عز وجل لوحا من زبرجد خضراء وجعله تحت العرش
کتب فیه انی انا الله لا اله الا انا ارحم الراحمین خلقت بضعة عشر و ثلث مائة
خلق من جاء بخلق منها مع شهادة ان لا اله الا الله ادخله الجنة

اقول و نیز وارد است که تحقیق برای خدا لوحیست
از زبرجد سبز زیر عرش دران مکتوب است که من
خدایم نیست خدائے جز من که ارحم الراحمین ام
آفریدم سه صد و ده و چند اخلاق را هر که آمد بخلقے
ازان بشهادت لا اله الا الله داخل خواهم ساخت
او را در جنت۔ اکنون بغرض نقل ازین حدیث
اشارت می سازد۔

نیز وارد ہے کہ اللہ کی ایک لوح سبز زبرجد کی ہے
عرش کے نیچے جس مین لکھا ہے کہ مین اللہ ہون
میرے سوا کوئی معبود نہین مین ارحم الراحمین ہون
مین نے تین سو کئی اخلاق پیدا کیے جس کسی مین ایک
خلق بھی ہوا اور اوس نے یہ بھی گواہی دی کہ اللہ کے
سوا کوئی معبود نہین تو مین اوس کو جنت مین داخل
کرونگا اب بغرض نقل ان احادیث کو لکھا فرماتے ہین

قوله اشارة الی کثرة افراد النوافل اللامتناهیة کذکر کلمة لا اله الا الله وصلوة النفل
وتلاوة القرآن والاستغفار والتسبیح والدعاء والصلوة علی النبی صلعم والصوم
وطواف النفل وصدقة النفل وحج النفل والامر بالمعروف والنهی عن المنکر وغیرها
من المستحبات ودرس العلوم الدینیة وانواع اعانة المسلم التی ادناها اماطة الاذی
عن طریق المسلمین وغیر ذلک مما لا یمکن احصاؤه

اقول قول حضرت شیخ نجم الدین کبری وہر دو
حدیث دلالت دارند بر کثرت افراد نوافل اتشنالیہ
مثل ذکر کلمہ لا الہ الا اللہ وطریقہ اش این کہ در
خلوت با وضو متوجہ قبلہ شدہ صورت مرشد را
بطرف راست قائم کردہ دو زانو نشیند وسہ بار
استغفار گفتہ ذکر نفی و اثبات بدین گونہ کند
کہ ہر دو دست بر ہر دو زانو نہادہ سر را تا ناف
فرود آوردہ لفظ لا را از ناف تا ام الدماغ کشد
ولا گویان سر را از فرود بالا رساند ورخ بہ طرف
راست کردہ لفظ الہ گوید بعدہ سر گردانیدہ بطرف
چپ رخ آوردہ بر دل لفظ الا اللہ را ضرب دہد
و در وقت لا تصور نفی معبود و مقصود و موجود غیر
حق کند و بوقت الا اللہ تصور اثبات معبودیت
ومقصودیت وموجودیت حق کند اما مبتدی را
باید کہ بجائے اللہ معنی معبود خیال کند ومتوسط
معنی مقصود ومنتہی معنی موجود بیندارد و ذکر بر دو
نوع است یکی جہر دیگر خفی چون بآواز بلند گوید
جہر باشد و آہستہ گوید خفی باشد ویکے از افراد نوافل
نفل خواندن است کہ اقسام آن بسیار ند وتلاوت
قرآن و استغفار و سبحان اللہ گفتن و دعا و درود
در روزہ نفل وطواف نفل وصدقہ نفل وحج نفل

حضرت شیخ نجم الدین کبرے کا ارشاد اور یہ دونوں
حدیثیں نوافل اتشنالیہ کی کثرت افراد پر دلالت
کرتی ہیں جیسے کلمہ لا الہ الا اللہ کا ذکر جسکا طریقہ یہ ہے
کہ خلوت میں باوضو قبلہ رو ہو کر مرشد کی صورت
داہنی طرف قائم کرکے دو زانو بیٹھے اور تین بار استغفار
پڑھکر ذکر نفی واثبات یوں شروع کرے کہ دونوں ہاتھ
زانوؤں پر رکھکر سر کو ناف تک لاکر لفظ لا کو ناف
سے ام الدماغ تک کھینچے اور لا کہتا ہوا سر کو نیچے سے
اوپر لیجائے اور داہنے شانہ کی طرف موہنہ کرکے الہ
کہے پھر سر گھماکر بائیں طرف موہنہ لیجاکر دل پر الا اللہ
کی ضرب دے اور لا کہنے میں معبود ومقصود وموجود غیر حق
کی نفی خیال کرے اور الا اللہ کہنے میں حق کی
معبودیت ومقصودیت وموجودیت کا اثبات
خیال کرے لیکن مبتدی کو بجائے اللہ معبود کے
معنی اور متوسط کو مقصود اور منتہی کو موجود کے معنے
خیال کرنا چاہیے اور ذکر دو قسم پر ہے جہر اور خفی
بلند آواز سے ذکر کرنیکو جہر اور آہستہ کہنے کو خفی کہتے ہیں
اور منجملہ افراد نوافل نفل پڑھنا ہے جس کی بہت
قسمیں ہیں اور قرآن پڑھنا اور استغفار اور
سبحان اللہ کہنا اور دعا و درود اور روزہ نفل
وطواف نفل۔ وصدقہ نفل۔ وحج نفل

امر بمعروف ونہی عن المنکر و دیگر انچہ کہ از مستحبات
است و درس علوم دینی کہ از باقیات صالحات
است و اقسام اعانت مسلم کہ ادنائے آن
دفع کردن اشیائے تکلیف دہ است از راہ مسلمانان
در خبر است کہ ہر کہ در حاجت برادر خود است خدا
در حاجت روائی اوست و غیر ازین کہ نامحصور اند
اکنون بعد تقسیم و شمار افراد نوافل نتیجۂ ادامت
آن بیان می نماید

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور دیگر مستحبات اور
علوم دین پڑھانا جو باقیات صالحات مین ہے
اور مسلمانون کی مدد جس مین سب سے کم تکلیف
چیزون کا مسلمانون کے راستہ سے ہٹانا ہے حدیث
مین ہے کہ جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرتا
ہے اللہ اوس کی حاجت پوری کرتا ہے اسکے سوا اور
بہت ہین اب بعد تقسیم و شمار افراد نوافل اوس کی
مداومت کا نتیجہ بیان کرتے ہین کہ

قوله فمن داوم علی احد هذه الافراد مستوعبًا جميع اوقاته او اكثرها مع رعاية جميع الاقسام الاجتنابي يحصل مقصوده من القرب

اقول ہر کہ مداومت کرد بر یکے ازین افراد نوافل
باستیعاب جمیع یا اکثر اوقات حسب توفیق
خداوندی مع رعایت جمیع اقسام اجتنابی حاصل
خواہد گردید مقصود او از قرب زیرا کہ حصول قرب
باتیان جمیع قسم امتثالی بوجہ عدم امکان مشروط
نیست چنانکہ آیندہ خود می فرماید و دلیلش می آرد

جس نے ان نوافل مین سے کسی ایک پر بہ توفیق
خداوندی کل اقسام اجتنابی کا لحاظ کر کے مداومت
کی اوسے قرب حاصل ہوگا کیونکہ حصول قرب
کل اقسام امتثالی کرنے پر مشروط نہین اس لیے کہ
وہ ممکن نہین ہے چنانچہ خود اوس کی دلیل
مین فرماتے ہین کہ

قوله لان تحصيل قربه ليس مشروطًا باتيان جميع افراد النوافل الامتثالية لانه ليس بممكن بل يكفيه الفرد الواحد منها

اقول تحصیل قرب مشروط نیست بہ آوردن
جمیع افراد نوافل امتثالیہ چہ کہ اتیان جمیع
افراد امتثالیہ ممکن نیست بلکہ کافیست فرد واحد

حصول قرب تمام افراد نوافل امتثالیہ
بجالانے پر مشروط نہین کیونکہ وہ ناممکن
ہے بلکہ اون نوافل سے ایک فرد کافی

ازان نوافل و این عدم مشروعیت بنظر رحمت خداوندیست۔

ہے اور یہ مشروع نہ ہونا یہ نظر رحمت خداوندی ہے۔

قوله اما الاجتناب من جمیع المحظورات فشرط فی تحصیل القرب لانه منهی عنه و اجتنابه ممکن

اقول ولیکن پرہیز از تمامہ محظورات پس شروط است در تحصیل قرب زیرا کہ منهی عنہ است و پرہیز ازان ممکن و آن ہم بشرط توفیق او تعالی است

مگر تحصیل قرب مین تمام محظورات سے پرہیز شرط ہے کیونکہ وہ ممنوع ہین اور اون سے پرہیز ممکن ہے بشرط توفیق آلہی۔

قوله والکثرة المطلوبة من النوافل مطلقة باتیان الفرد او باتیان نوعه

اقول وکثرت مطلوبہ از نوافل مطلق است بہ آوردن فرد باشد یا بہ آوردن نوع ازان یعنی مراد از اتیان کثرت نہ این کہ ہمہ اقسام بجا آوردہ باشد چرا کہ آن خود بقول مصنف متعذر است

اور مطلب کثرت نوافل سے مطلقاً اوس کے کسی فرد یا نوع کا کرنا ہے یعنی کثرت کرنے سے مطلب یہ نہین ہے کہ تمام قسمین بجالائی جائین کیونکہ وہ دشوار ہے۔

قوله من استوعب جمیع اوقاته او اکثرها ببعض هذه الافراد بحیث ینتقل من فرد الی فرد بملالة النفس فقد راعی الکثرة باعتبار الفرد

اقول ہر کہ بجمیع اوقات خود یا باکثر آن بفردے از افراد نوافل استیعاب نماید و بوجہ ملال نفس انتقال از فردے بہ فردے کردہ باشد پس او رعایت کردہ باشد کثرت را باعتبار فرد مثلاً رعایت جملہ امور و اوقات در دو رکعت نفل بمنزلہ است کہ گویا جملہ افراد نوافل را بجا آوردہ زیرا کہ طبیعت کلیہ در ہر فرد موجود است ایدون بعد بیان این معنی تفصیل قول بعض کہ موہم معنی

جس نے اپنے تمام اوقات یا اکثر وقت افراد نوافل سے کسی فرد مین صرف کیا اور بوجہ ملال نفس ایک فرد سے دوسرے فرد پر منتقل ہوا اوس نے کثرت کی رعایت فرد کے اعتبار سے کی مثلاً تمام امور و اوقات کی رعایت دو رکعت نفل مین کی تو گویا تمام افراد نوافل بجالایا کیونکہ طبیعت کلیہ ہر فرد مین موجود ہے اب اس بیان کے بعد بعض لوگون کے قول کی کہ جس سے دوسرے معنی کا

دیگری شود می فرماید کہ

وہم ہوتا ہے تفصیل بیان فرماتے ہین کہ

قوله ومن قال الطرق الی الله کثیرة او قال الطرق الی الله تعالی واحد صدق فی قوله بهذین الاعتبارین

اقول پس ہر کہ گفت راہہاے وصول بحق بسیارند - یا یک است صادق است در قول خود بدین دو اعتبار کہ بالا گفتہ شد

تو جس نے کہا کہ واصل بحق ہونے کے طریقے بہت ہین یا کہا کہ ایک طریقہ ہے وہ اپنے قول مین ان اعتبارات ماسبق کے رُو سے سچا ہے -

قوله وایضا قالوا ابناء السبیل اخیاف لیس بینهم خلاف

اقول و نیز گفتہ اند صوفیان کہ سالکین برادر اخیافی اند میان آنہا خلاف نیست و بموداے انما المومنون اخوة شفقت بایکدیگر لازمۂ حال ایشان است

نیز حضرات صوفیہ کا مقولہ ہے کہ سالکین اخیافی بھائی ہین اون مین باہم اختلاف نہین ہے اور چونکہ تمام مسلمان آپس مین ایک دوسرے کے بھائی ہین لہذا اون کے لیے باہمی شفقت لازمی ہے -

قوله یعنی ان السالکین کلهم اولاد ام واحد و اباؤهم متعددون هم المشایخ

اقول سالکین ہمہ اولاد یک مادرند کہ ہمین را اخیافی گویند و پدران متعدد یعنی مشایخ طریقت کہ در حق ایشان آنحضرت صلعم فرمود کہ واشوقاہ الی لقاء اخوانی من بعدی و در قرآن مجید است لا یخافون لومة لائم - ذلک فضل الله و تتنزل علیهم الملائکة وقال تعالی عزوجل عبدا من عبادنا اتیناه رحمة من عندنا وعلمناه من لدنا علما وقال النبی صلعم لا یزال طائفة من امتی قائمین علی الحق لا یضرهم

یعنی تمام سالکین ایک ماں کی اولاد ہین کہ اوٹھین کو اخیافی کہتے ہین اور باپ متعدد ہین یعنی مشایخ طریقت جنکے حق مین آنحضرت نے فرمایا کہ مجھکو اپنے اون بھائیوں کے دیکھنے کا بہت شوق ہے جو میرے بعد ہونگے اور قرآن شریف مین ہے کہ وہ لوگ کسیکی ملامت سے نہین ڈرتے اور یہ خدا کا فضل ہے اور اون پر فرشتے اوترتے ہین یا اونھون نے ہماری بندون مین سے ایک بندہ کو پایا جس پر ہم نے اپنی رحمت کی اور اوس کو اپنا علم سکھایا یا آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ حق پر قائم رہے گا کسی کا اون کو

من خدلهم بدان کہ حق تعالی خضر را باشارت
مقام شیخی و مرتبۂ مقتدائی مخصوص کرد و موسے
علیہ السلام را برای تعلم علم لدنی بدو فرستاد از
استحقاق مرتبۂ شیخی عبدا من عبادنا خبر میدہد
و برای ستر خضر پنج مراتب ثابت فرمود اول
اختصاص عبودیت خاص کہ من عبادنا دوم
قبول استحقاق حقایق از ایتا حضرت بے واسطہ
کہ واتیناہ رحمۃ سوم خصوصیت یافت
رحمت خاص از مقام عندیت کہ رحمۃ من عندنا
چہارم شرف تعلم علوم از حضرت الٰہی بحکم دولت یافت
علوم لدنی بے واسطہ کہ من لدنا علما واین
پنج رکن است کہ بنا ءِ اہلیت شیخی و مقتدائی برانست
شیخ باید کہ بدین خصوصیتہا مخصوص و دیگر خصائل
حمیدہ موصوف تا شیخی و مقتدائی را شاید کہ شیخی
اول مقام عبودیت دارد تا از رق ماسوای حق
آزاد نشود اختصاص عبودیت من عبادنا
نیابد و سالک تا بخود سعادت و شقاوت خود
می بیند آزاد نیست بزرگان گفتہ اند ہرچہ در
بند آنی بندۂ آنی والمکاتب عبد ما بقی علیہ
درہم دوم مقام قبول حقایق از ایتاء حضرت
بے واسطہ آن میسر نشود تا بکلی از حجاب

ذلیل کرنا اور خصین ضرر نہین ہو نچا سکتا جاننا چاہیے
کہ حق تعالے نے حضرت خضر کو مقام شیخی و مرتبۂ مقتدائی
سے مخصوص کیا اور حضرت موسیٰ کو علم لدنی حاصل کرنیکے
لیے اونکے پاس بھیجا استحقاق شیخی سے آیت عبدا
من عبادنا مخبر ہے اور پانچ مرتبے حضرت خضر کے
لیے ثابت فرمائے اول اختصاص عبودیت خاص کہ
من عبادنا اوس سے مشعر ہے دوسرے استحقاق
حقایق بے واسطہ حضرت حق سے قبول کرنا کہ واتیناہ
رحمۃ تیسرے رحمت خاص مقام قرب سے پانا کہ رحمۃ
من عندنا چوتھے حضرت حق سے علوم سیکھنے کا شرف
پانچوین بے واسطہ علوم لدنی کی دولت پانا کہ من لدنا
علما یہ وہ پانچ رکن ہین جن پر اہلیت شیخی و مقتدائی
کی بنا ہے شیخ کو ان خصوصیتون سے مخصوص اور
دیگر خصائل حمیدہ سے موصوف ہونا چاہیے تاکہ
شیخی و مقتدائی کے لائق ہو کیونکہ شیخی کا پہلا مقام عبودیت
ہے جبتک غیر حق کی غلامی سے آزاد نہوگا خصوصیت
عبودیت من عبادنا نہ پایگا سالک جبتک اپنی
سعادت و شقاوت دیکھتا ہے آزاد نہین ہے بزرگون کا
قول ہے کہ جس چیز کی قید مین ہو اوسکے بندی ہو اور مکاتب
وہ بندہ ہے جسپر ایک درہم بھی باقی ہو دوسرے بے واسطہ
حقایق حضرت حق سے قبول کرنا اور یہ جبتک حجاب

صفات بشری و روحی خلاص نیابد زیراکہ ہرچہ
از پس حجاب آید بواسطہ آید اگرچہ در بعضے اوقات
چنان نماید کہ بے واسطہ است چنانچہ موسے
بے واسطہ کلام می شنید و بحقیقت بے واسطہ نبو
گاہ شجر واسطہ بود وگاہ ندا وصوت و تفصیل این
ہرکس فہم نتواند کرد و معلوم باشد کہ کلام حق بی حرف
وصوت است اما موسی بواسطہ حرف وصوت
می شنید اگر بے واسطہ توانستے شنید نزد مہتر خضر
برای محو کنانیدن بقایا آثار صفات انسانی از
آئینہ دل نہ فرستادہ شدے در بدایت نبوت
آنحضرت صلعم را چون رفع حجاب بکمال نرسیدہ
بود وحی حق بواسطہ می یافت کہ نزل بہ الروح
الامین در شب معراج چون کشف قناع حقیقی
بود واسطہ از میان برخاست کہ فاوحی الی
عبدہ ما اوحی سوم یافت رحمت خاص از
مقام عندیت وآن خاص الخاص را باشد چہ
کہ فیضیاب از صفت رحمت عوام وخواص و
خاص الخاص ہمہ اند اما عوام وخواص بواسطہ
یابند وخاص الخاص بیواسطہ حصۂ عوام از صفت
رحمانی ست وآن را مقبول ومردود ہر دو می یابند
از بہر آن کہ رزق وصحت وشفقت بر بندۂ کافر و

صفات بشری و روحانی سے بالکل آزادی نہو میسر
نہین کیونکہ جو کچھ حجاب سے آتا ہے بواسطہ آتا ہے
اگرچہ بعض وقت ایسا معلوم ہو کہ بے واسطہ ہے جیسے
حضرت موسے بے واسطہ کلام سنتے تھے جو حقیقتاً
بے واسطہ نہ ہوتا تھا کبھی درخت واسطہ ہوتا تھا اور کبھی
ندا وآواز اور اسکی تفصیل ہر شخص سمجھ نہین سکتا جاننا
چاہیے کہ کلام حق اگرچہ بے حرف وصوت ہے مگر حضرت
موسی بواسطہ حرف وصوت سنتے تھے اگر بے واسطہ
سن سکتے تو حضرت خضر کے پاس بقایای آثار صفات
انسانی آئینہ دل سے محو کرانیکے لیے بھیجے نہ جاتے ابتداء
نبوت مین آنحضرت صلعم کے لیے چونکہ بالکل حجابات
اوٹھے ہوے نہ تھے لہذا وحی بواسطہ حضرت جبرئیل ہوتی
تھی اور شب معراج مین چونکہ حجابات اوٹھے ہوے تھے
لہذا واسطہ بھی جاتا رہا تھا کہ فاوحی الی عبدہ ما
اوحی تیسرے رحمت خاص مقام قرب سے پانا جو
خاص الخاص کے لیے ہے کیونکہ صفت رحمت سے
فیضیاب عام وخاص وخاص الخاص سب ہین
عام وخاص بواسطہ پاتے ہین اور خاص الخاص
بے واسطہ عام کا حصہ صفت رحمانیت سے ہے
جس کو مقبول ومردود دونون پاتے ہین کیونکہ
رزق اور صحت اور شفقت ہر مسلمان وکافر

سلم راست واین نتیجہ صفت رحمانیہ است
اگر تاثیر این رحمت نبودے یکجرعۂ آب بہ
ہیچ کافر ندادے ازین جاگفتہ اند یا رحمن الدنیا
وحصۂ خواص از صفت رحیمی است تا بواسطہ قبول
دعوت انبیا ومتابعت ایشان در آخرت نعم
ہشت بہشت یابند ازین جاگفتہ اند یا
رحیم الآخرۃ وحصۂ خاص الخاص از صفت
ارحم الراحمین است بے واسطہ چنانکہ انبیا را بود و
این نتیجہ محو آثار بشریت وتجلی بصفات الوہیت
وتخلق باخلاق ربوبیت است چہارم تعلم علم از حضرت
بے واسطہ وآن وقتی میسر شود کہ لوح دل را از
نقوش علوم عقلی وسمعی وحسی بکلی پاک کند کہ
تا این انواع بر لوح دل منقش است دل شاغل
باشد از استعداد قبول علوم از حضرت بے واسطہ
پنجم تعلم علوم لدنی بے واسطہ واگر تعلم علوم دیگر از
حضرت بے واسطہ بود آن علم لدنی نباشد چنانکہ
در حق داؤد فرمودہ وعلمناہ صنعۃ لبوس لکم
علم لدنی بمعرفت ذات وصفات حضرت حق
تعلق دارد کہ بے واسطہ بہ تعلیم وتعریف
حق حاصل آید چنانچہ آن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم فرمودہ عرفت ربی بربی

کے لیے ہے اور یہ صفت رحمانیہ کا نتیجہ ہے اگر
رحمت نہ ہوتی تو ایک گھونٹ پانی کسی کافر کو نہ ملتا
اسی لیے یا رحمن الدنیا کہا جاتا ہے اور صفت رحیمی
سے خاص کا حصہ ہے تاکہ وہ دعوت ومتابعت انبیاء
قبول کرکے آخرت مین آٹھون بہشتون کی نعمتین پائین
اور اسی لیے یا رحیم الآخرۃ کہا جاتا ہے اور
خاص الخاص کا حصہ صفت ارحم الراحمین سے
بے واسطہ ہے جیسا کہ انبیاء کو تھا اور یہ آثار
بشریت محو ہونے اور صفات الٰہیہ سے آراستہ اور اخلاق
ربوبیت سے موصوف ہونے کا نتیجہ ہے چوتھے حضرت
حق سے بے واسطہ علم سیکھنا اور یہ اوس وقت میسر
ہوتا ہے کہ جب دل سے نقوش علوم عقلی وسمعی وحسی
مٹ جائین جب تک یہ علوم لوح دل پر منقش رہینگے
تب تک بے واسطہ حضرت حق سے علوم قبول
کرنے کی استعداد اوسمین پیدا نہ ہوگی پانچوین علوم
لدنی بے واسطہ سیکھنا اگر اور علوم حضرت حق سے
بے واسطہ سیکھے ہون اون پر علم لدنی کا اطلاق نہوگا
جیسے حضرت داؤد کے حق مین وارد ہے وعلمناہ
صنعۃ لبوس لکم علم لدنی سے مراد معرفت ذات وصفات
حضرت حقتعالی ہے جو بے واسطہ تعلیم وتعریف حق سے حاصل
ہو چنانچہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مینے اپنے رب کو رب سے پہچانا

و یافت این علم بدان حاصل می شود که مرید از
وجود خویش برآید تا بدین زادن از لذت خویش
بر لذت حق رسد آنجا تلقی این علم یابد چنانکه فرمود
انک لتلقی القرآن و عیسی می فرماید لن یلج
ملکوت السموات والارض من لم یولد مرتین
وزادن بدان معنی باشد که چون مرید صادق در
ابتدا بمقتضاے والذین جاهدوا قدم در راہ
طلب نهد و بجذبات عنایت ربانی روی دل
از مالوفات طبع و مستلذات نفسانی بگرداند و متوجه
حضرت حق گردد حضرت عزت بر سنت لنهدینهم
جمال شیخی واصل کامل در آئینہ دل او عرض کند
چون مرید صادق جمال شیخ در آئینہ دل مشاہدہ
کند در حال بر جمال او عاشق گردد و قرار و آرام
برخیزد منشا جملہ سعادت این بیقراریست و مرید تا
بر جمال ولایت شیخ عاشق نشود از تصرف ارادت
و اختیار خویش بیرون نیاید۔ مرید آن ست کہ مرید
مراد شیخ بود نہ مرید مراد خود چون در مرید استعداد
قبول تصرف ولایت شیخ پیدا شود شیخ در و
تصرف ولایت خویش نماید و مراد از شیخ شیخ حقیقی
است کہ در مقام عندیت در مقعد صدق در زیر
قبہ عنایت حق است کہ اولیائی تحت قبائی

اور یہ علم اوس وقت حاصل ہوتا ہے جب مرید
اپنے آپ سے نکلے اور اپنی لذت چھوڑ کر لذت حق پائے
جیسا کہ ارشاد ہے کہ انک لتلقی القرآن یا حضرت
عیسے فرماتے ہین کہ ملکوت سموات و ارض مین وہ نہ
داخل ہوگا جو دو مرتبہ نہ پیدا ہوا ہو پیدا ہونے سے
مطلب ہے کہ مرید صادق جب ابتدا مین بمقتضاے
والذین جاهدوا راہ طلب مین قدم رکھتا اور دل
کو بسبب جذبات عنایت حق مالوفات طبیعت اور
لذات نفسانی سے باز رکھکر حضرت حق کی طرف
متوجہ ہوتا ہے تو حضرت حق بمقتضاے لنهدینهم
کسی شیخ واصل کامل کا جمال اوسکے آئینہ دل پر ظاہر
کرتا ہے جب مرید صادق شیخ کا جمال آئینہ دل
مین مشاہدہ کرتا ہے تو فوراً اوسکے جمال پر عاشق
ہو جاتا ہے اور اوس کا قرار و آرام جاتا رہتا ہے
تمام اچھائیون کا منشا یہی بے قراری ہے جبتک
مرید جمال ولایت شیخ پر عاشق نہین ہوتا اپنے ارادہ و
اختیار کے تصرف سے نکل کر شیخ کے ارادہ و تصرف مین
داخل نہین ہوتا مرید وہ ہی جو مراد شیخ کا مرید ہو نہ اپنی مراد کا
مرید جب مرید مین تصرف ولایت شیخ قبول کرنیکی قابلیت پیدا ہو جاتی
ہی تو شیخ اوسمین اپنا تصرف ولایت فرماتا ہے شیخ سے مطلب وہ شیخ حقیقی ہے
جو مقام قرب و مقعد صدق مین بعنایت حق اولیائی تحت قبائی

لا یعرفهم غیری و باید که در شیخ هست صفات
باشند اول اعتقاد خوب که باعتقاد اهل سنت و
جماعت آراسته باشد و به بدعتے آلوده نبود تا
مرید را در بدعت نینداز د که معامله اہل بدعت
نتیجه و نجی نه باشد دوم علم که بقدر ضرورت از علم
شریعت باخبر باشد تا اگر به مسئله ضروری مرید محتاج
باشد از عهدهٔ آن بیرون آید سوم عقل که با عقل
دینی عقل معاش دنیاوی به کمال دارد تا در تربیت
مرید بشرط شیخی قیام تواند نمود چهارم سخاوت سخی
باشد تا به احتیاج مرید قیام نماید و مرید را از ماکول
و ملبوس ضروری فارغ دارد تا به کلی به کار دین
مشغول شود پنجم شجاعت که شجاع و دلیر باشد
تا از ملامت خلق و فتنهٔ ایشان نیندیشد و مرید
را بقول کسی رد نه کند و به منازعت و مخاصمت
منکران روی ازین کار نه گرداند و بعنا د حسّاد
باز نه گردد ششم عفت که عفیف النفس بود و ہزل
بر زبان نراند و به زنان و شاہدان التفات نه کند
تا مرید در تہمت و شک نیفتد و فساد ارادت پدید
نیارد ہفتم علو ہمت که به دنیا و اہل آن التفات
نه کند الا بقدر ضرورت و طمع از مال مرید بریده دارد
تا مرید را اعتراض نیفتد چه مرید را آفتے عظیم از

لا یعرفهم غیری کا مصداق ہو اور شیخ میں
جیں صفتیں ہونا چاہیے اول درست اعتقاد کہ اہل سنت
والجماعت کے عقائد پر ہو اور بدعتی نہو تاکہ مرید بدعت
مین نہ پڑے کیونکہ بدعتی کا معاملہ قابل نتیجہ و نجات نہین
ہوتا دوسرے علم کہ بقدر ضرورت علم شریعت سی باخبر ہو تاکہ
اگر کسی مسئلہ ضروری کا مرید محتاج ہو تو وہ اوسے بتا سکے
تیسری عقل کہ عقل دینی کے ساتھ عقل دنیاوی بھی پوری
رکھتا ہو تاکہ مرید کی تعلیم بشرط شیخی کر سکے چوتھی سخاوت
کہ سخی ہو تاکہ مرید کی ضروریات پوری کر سکے اور اوسکو
کھانے اور پہننے کی فکر سے فارغ رکھے تاکہ وہ باطمینان
سلوک مین مشغول ہو سکے پانچوین شجاعت کہ شجاع
دلیر ہو ملامت و فتنۂ خلق سے خوف نہ کرے اور مرید
کو کسی کے کہنے سے مردود نہ کرے اور منکرون کے
لڑائی جھگڑے اور دشمنون کی دشمنی کی وجہ سے
اس کام کو چھوڑ نہ دے چھٹے عفت کہ با عفت ہو اور
بیہودہ نہ بکے اور عورتون اور لڑکون کی طرف متوجہ
نہ ہو تاکہ مرید تہمت و شک مین نہ پڑے اور اوس کی
ارادت فاسد نہ ہو ساتوین علو ہمت کہ دنیا اور
اہل دنیا کی طرف متوجہ نہو مگر بقدر ضرورت
اور مرید کے مال مین طمع نہ کرے تاکہ مرید کو
اعتراض نہ پیدا ہو کیونکہ مرید کے لیے شیخ پر

اعتراض بر شیخ نیست و اگر دنیا بے قصد و سعی او
حق تعالی او را اعطا نماید ہمہ در راہ حق بر مستحق صرف
کند بے منت و رعونت و بہیچ وجہ در جمع مال و
ضیاع و عقار نہ کوشد کہ باز دوستی دنیا در دل شیخ
پدید آید حب الدنیا راس کل خطیئۃ ہشتم
شفقت کہ بر مرید مشفق باشد و او را بتدریج بر کار
تحریض کند و بار بروے نہند کہ آن بیش از قوت و
تحمل او بود او را برفق و مدارا در کار آرد و چون
مرید در قبض باشد بہ تصرف ولایت قبض از و
برگیرد و او را بسط بخشد و اگر بسط زیادہ شود قدرے
قبض بروے نہد و بسط از و بستاند و پیوستہ از
احوال دینی و دنیاوی مرید غائب نہ باشد تا
ہر نوع مدد وے فرماید زیرا کہ نسبت پیری و مریدی
در حقیقت نسبت پدری و پسریست رعایت این
نسبت و محافظت این رابطہ لازم است ہمچنانکہ اگر
از پسر زلتی واقع شود کہ موجب رنجیدگی خاطر پدر گردد
رابطہ فرزندی را خلل نہ کند و پدر از جہت عصیان
او را غیر فرزند نمیداند ہر چند کہ خلاف پدر رود آن
نسبت باقیست ہمچنان اگر از مرید زلتے صادر شود
باید کہ شیخ بدان مرتبہ کار نرساند کہ حجاب شود
در میان وے و در میان مطلوب وے یعنی

شیخ پر اعتراض کرنے سے زیادہ کوئی آفت نہین اور
اگر حق تعالی بغیر اوسکے قصد و کوشش کے اوسکو دنیا
عطا کرے تو وہ سب خدا کی راہ مین مستحقین پر بلا منت
و رعونت صرف کردے اور مال جمع کرنے یا جائداد
خریدنے کی کوشش نہ کرے کیونکہ اس سے پھر دنیا کی
محبت جو تمام برائیون کی اصل ہے آہستہ آہستہ دلمین
آجائیگی۔ آٹھوین شفقت کہ مرید پر مہربان ہو اور اوسکو
آہستہ کام پر رغبت دلائے اور اوسپر ایسا بوجھ نہ رکھدے جو اوکی
قوت و تحمل سے زیادہ ہو اوس سے آہستگی و نرمی سے کام
شروع کرائے اور جب مرید حالت قبض مین ہو تو تصرف
ولایت سے اوسکا قبض دفع کرکے بسط عنایت کرے اور
اگر بسط زیادہ ہو تو تھوڑا قبض دیدے اور بسط کم کردے اور ہمیشہ
مرید کی دینی و دنیاوی حالات کا نگران رہے تاکہ ہر طرح کی مدد
کر سکے کیونکہ نسبت پیری مریدی حقیقتاً نسبت پدری و پسری
ہے اس نسبت و رابطہ کی حفاظت و رعایت لازمی ہے مثلاً
اگر لڑکے سے کوئی ایسی غلطی ہوجائے جو باپ کی رنجیدگی کا سبب ہو
تو اس سے اوسکے رابطہ فرزندی مین خلل نہین پڑتا اور باپ
اوس خطا کی وجہ سے یہ نہین کرتا کہ اوسکو اپنا لڑکا نہ سمجھے
اگرچہ وہ باپ کی مرضی کے خلاف چلے مگر وہ نسبت باقی رہیگی
اسیطرح اگر مرید سے کوئی خطا ہوجائے تو پیر کو اتنا رنجیدہ
نہ ہونا چاہیے کہ جس سے اوسمین اور مرید مین حجاب پڑجائے یعنی

مریدان را چون فرزندان دانسته از زلات شان
تجاوز باید کرد و در جمیع امور آنها مثل معاملهٔ پدر با
پسر منظور باید داشت و کسے را که حفظ این مراتب
نیست او را درین کار مبادرت نباید نمود که قابلیت
این کار ندارد و نہم حلم که حلیم بود و بہر حرکت زود
خشم آگین نشود و مرید را نرنجاند مگر بقدر ضرورت
تادیب کند تا مرید نفور نگردد و از دام ارادت
نجهد دہم عفو که اگر از مرید حرکتے ناپسند شریعت و
طریقت در وجود آید عفو را کار فرماید و از ان درگذرد
و بہ نصیحت معالجه کند و اگر مصلحت بود تادیب نماید
یازدہم حسن خلق که خوشخوے باشد تا مرید را بہ زشت
خوئی نفرماید و مرید از وی اخلاق خوب فراگیرد که
دل مرید آئینهٔ افعال و احوال و اقوال و اخلاق
شیخ باشد گفته اند جمال ولایت پیران در آئینهٔ
احوال مریدان معاینه توان کرد دوازدہم ایثار
که در وی ایثار باشد تا مصالح مرید را بر مصالح خویش
ترجیح دہد و حظ خویش بر وی ایثار کند سیزدہم
کرم که کریم بود تا مرید را بخشش ولایت تواند کرد
شیخ المشائخ احمد غزالی گوید که ایشان خدائی بخش
باشند چہاردہم توکل که در وی توکل بکمال بود تا
در تسبیب رزق مریدان متاسف نباشد و مریدان

مریدین کو اولاد سمجھ کر ان کی خطاؤں سے درگذر کرے اور
تمام امور مین باپ بیٹے کی معاملت کیطرح خیال رکھے
تا کہ باہمی رکاوٹ نہ پیدا ہو جس سے یہ حفظ مراتب
نہو سکے اوسکو شیخی نہ کرنا چاہیے کیونکہ وہ اسکی قابلیت
نہین رکھتا نوین حلم ہے کہ حلیم ہو اور ہر حرکت پر جلد خفا
نہ ہو جائے اور مرید کو نہ ستائے مگر بقدر ضرورت ادب دے
تا کہ مرید کو نفرت نہ پیدا ہو اور وہ مریدی سے نکل نہ جائے
دسوین عفو ہے کہ اگر مرید سے کوئی حرکت خلاف شرع و
طریقت سرزد ہو جائے تو معاف کر دے اور نصیحت سے علاج کرے
اور اگر مصلحت دیکھے تو کچھ تادیب کر دے گیارھوین
حسن خلق ہے کہ خوش عادت ہو تا کہ مرید بد عادت
نہ ہو سکے بلکہ عمدہ اخلاق سیکھے کیونکہ مرید کا دل شیخ
کے اقوال افعال و احوال کا آئینہ ہوتا ہے کہتے ہین کہ
پیرون کا جمال ولایت مریدون کے آئینہ حالات مین
دیکھنا چاہیے بارھوین ایثار ہے کہ اوسمین ایثار ہو تا کہ
مریدین کی مصالح کو اپنے مصالح پر ترجیح دے اور اپنا فائدہ
اونپر ایثار کر دے تیرھوین کرم ہے کہ کریم ہو تا کہ مرید پر
بخشش ولایت کر سکے حضرت شیخ احمد غزالی کا ارشاد ہے
کہ یہ لوگ خدا بخش ہوتے ہین چودھوین توکل ہے
کہ پورا متوکل ہو تا کہ مریدون کے کھلانے پلانے
کا سامان کرنے مین پریشان نہو اور اون کے لیے

از خوف اسباب معیشت رد نکند پانزدهم تسلیم که
تسلیم کنندهٔ غیب باشد هر که به محبت نزد او آید او را
آورده حق شناسد و خدمت او خدمت حق داند و
هر که رود او را برده حق داند و از آمد و رفت ایشان
فربه و لاغر نشود شانزدهم رضا که بقضاے حق رضا
دهد و در تربیت مریدان بشرایط شیخی قیام نماید و
آنچه حق بر مریدان قسمت کرده است از یافت و نایافت
راضی باشد و بر احکام ازلی اعتراض نکند هفتدهم
وقار که بوقار و حرمت با مریدان زندگانی کند تا
مرید دلیر و گستاخ نشود که از مدد ولایت محروم ماند
هر چند وقار شیخ در نظر مرید زیادت باشد مدد از ولایت
شیخ بیشتر یابد هشتدهم سکونت که در کار تعجیل
ننماید و به آهستگی در مرید تصرف کند تا مرید از خامی
از کار نیفتد نوزدهم ثبات که در کار ثابت قدم
و درست عزیمت باشد تا مرید از وفسادے نبیند
و نیکو عهد بود تا از بدعهدی مرید را از حقوق فرو نگذارد
بستم هیبت که با هیبت باشد و مرید را از وشکوہے
و هیبتے در دل بود تا در غیبت و حضور مودب باشد
و نفس مرید را از وشکستگی بود و شیطان را در باطن
مرید تصرفے نباشد پس چون شیخ بدین کمالات
و مقامات و صفات و اخلاق موصوف بود مرید

ضروریات زندگی بہم پہونچانیکے ڈر سے اونکو نکال نہ دے
پندرھوین تسلیم ہے کہ جو بہ محبت اوس سے ملے خدا کا فرستادہ
سمجھکر اوسکی خدمت خدا کی خدمت جانے اور جو چلا جاے
اوسکو جانے دے اور اونکے آنے جانے سے خوش و رنجیدہ
نہو سولھوین رضا ہے کہ قضا حق پر راضی اور تعلیم مریدین
مین شرائط شیخی پر قائم ہو اور جو کچھ حق تعالی نے مریدین کی
قسمت مین کامیابی و ناکامی لکھی ہو اوس پر راضی رہے اور
احکام ازلی پر اعتراض نکرے سترھوین وقار ہے کہ وقار
و حرمت سے مریدین کے ساتھ زندگی بسر کرے تاکہ مرید دلیر
و گستاخ نہو اور مدد ولایت سے محروم نرہے جسقدر شیخ
کا وقار مرید کی نظر مین زائد ہوگا اوسی قدر شیخ کی
ولایت سے اوسکو مدد ملیگی اٹھارھوین سکون ہے کہ
کام مین جلدی نکرے اور آہستہ مرید مین تصرف کرے
تاکہ مرید بوجہ خامی بیکار نہو جاے اونیسوین ثبات ہے
کہ کام مین ثابت قدم اور ارادہ کا پکا ہو تاکہ مرید اوس سے
کوئی فساد نہ دیکھے اور نیک عہد ہو تاکہ بوجہ بدعہدی مرید
کے حقوق کو پامال نکرے بیسوین ہیبت ہے کہ با ہیبت ہو تاکہ
مرید کی دلمین اوسکی خاص ہیبت و رعب ہو اور وہ حاضر و غائب
مودب رہے اور اوسکے نفس مین شکستگی پیدا ہو اور شیطان
کا تصرف مرید کے باطن مین نہو جب ان کمالات و
مقامات و صفات و اخلاق سے شیخ موصوف ہوگا تو مرید

صادق وطالب را بحق در اندک روزگار برساند

ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء این است عظمت مقام شیخت نہ کہ این ظاہری لباس پوشان زمانہ کہ سمعہ و ریا سراپا دارند و اتباع شریعت را عار خود دانند۔

صادق وطالب کو خدا تک جلد پہونچا دیگا یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ مقام شیخت کی بزرگی یہ ہے نہ اس زمانہ کے ظاہری لباس پوش جو بالکل ظاہردار ہین اور پیروی شریعت کو باعث شرم جانتے ہین۔

قولہ یعنی طرق المشایخ فی بعض الاذکار والنوافل وان کانت یری انہا مختلفۃ کالقادریۃ والسہروردیۃ والشاذلیۃ والنقشبندیۃ وغیرہم ولکن کلہا یرجع الی اصل واحد وہی العبادۃ والتقوی واتباع الکتاب والسنۃ فہم

اقول یعنی طریق در بعض اذکار و نوافل اگرچہ بظاہر مختلف معلوم میشوند یعنی قادریہ وغیرہ لیکن آن ہمہ طرق راجع اند بسوے یک اصل کہ آن عبادت و تقوی ست واتباع کتاب و سنت خلاصہ این کہ اختلاف مشایخ در عبادات منبئ اداختلاف ذوق ہر یک بودہ اما در اصل خلافے نیست اصل از قرآن و حدیث است وبغیر این ہمہ تلبیس لان کل طریقۃ ردتہ الشریعۃ فہو زندقۃ ولایت بے تقوی راست نیاید در قرآن است ان اولیاؤہ الا المتقون و تقوی عبارت است از اجتناب اوامر واجتناب از نواہی بعد از بیان اختلاف طرق واتحاد آنہا تخصیص بعضے اذکار اظہار می نماید۔

یعنی مشایخ کے طریقے بعض اذکار و نوافل مین اگرچہ بظاہر مختلف معلوم ہوتے ہین مگر وہ سب ایک اصل یعنی عبادت وتقوی ومتابعت کتاب وسنت کی طرف راجع ہین خلاصہ یہ کہ مشایخ کا اختلاف عبادات مین اختلاف ذوق پر مبنی ہے جو حقیقتا کوئی اختلاف نہین اصل قرآن وحدیث ہے بغیر اس کے سب مکر و فریب ہے کیونکہ ہر خلاف شرع طریقہ زندقہ ہے ولایت بغیر تقوے کے ٹھیک نہین کلام مجید مین ہے کہ اوسکے دوست وہی ہین جو پرہیزگار ہین اور تقوے سے احکام بجالانا اور منہیات سے بچنا مراد ہے۔ اب اختلاف واتحاد طرق بیان کرنے کے بعد بعض اذکار کی خصوصیت ظاہر فرماتے ہین۔

قوله واما اختيار المشايخ هذا الفرد المخصوص الذي هو كلمة لا اله الا الله من بين سائر الافراد فلتخصيصه بحصول الكثرة والحضور والمنافع الاخر التي لا يتصور في غيرها مع ان صلوة النفل افضل من الذكر لانها تعب واشتمل على الذكر ايضاً

اقول اما اختيار مشايخ این فرد مخصوص را که ذکر لا اله الا الله است از تمامه افراد پس برای خصوصیت ذکر است بواسطه حصول کثرت وحضور ومنافع وغیره که متصور نیست در غیر آن حالانکه صلوۃ نفل افضل است از ذکر زیرا که در نفل مشقت است و شامل بر ذکر نیز و ظاهر است که عام عمده می باشد از خاص بنظر افادهٔ عموم افراد وافضلیت ذکر ازین جاست که رسول اللہ صلعم اصحاب صفه را همین تلقین می فرمود و ذکر مرید را بر مثال درختی ست که بکارند و ملازمت پرورش آن نمایند و در سر ذکر دریافتنی است که سر در مشکوۃ جسد انسان بمثابهٔ فتیله ایست در چراغ که در قندیل قلب مومن که قابل نور الهیست افروخته می شود و وقتی که نور ربوبیت متجلی میشود و روغن روحانیت از ادناس صفات نفسانیه وکدورات جسمانیه و آفات شهوات حیوانیه مصفا می گردد فتیله سر بنار نور الهی می افروزد و قندیل مومن را ضیا می بخشد چنانکه آن کوکب دری است که افروخته می گردد از شجره مبارکه که از

مشایخ نے جو اس فرد مخصوص یعنی ذکر کلمہ طیبہ کو تمام افراد سے اختیار کرلیا تو اس لیے کہ اسمین حصول کثرت وحضور ومنافع وغیرہ اس قدر ہے جو کسی اور مین نہین حالانکہ نفل نماز ذکر سے افضل ہے کیونکہ اوسمین علاوہ مشقت ہونے کے ذکر بھی ہے اور ظاہر ہے کہ عام بنظر افادہ عموم افراد خاص سے عمدہ ہوتا ہے اور فضیلت ذکر یہی ہے کہ آنحضرت صلعم اصحاب صفہ کو یہ تلقین فرماتے تھے اور ذکر کی مثال درخت بونے اور اوس کے پرورش کرنے کی ہے اور ذکر مین جلنے والی یہ بات ہے کہ لطیفہ سر قندیل جسم انسانی مین چراغ کی بتی کی طرح ہے جو مومن کی قندیل قلب مین روشن کی جاتی ہے جب نور ربوبیت متجلی ہوتا اور روغن روحانیت صفات نفسانی وکدورات جسمانی وآفات شہوات حیوانی کے میل سے صاف ہوتا ہے تو بتی نور الٰہی کی آگ سے روشن ہوکر مومن کی قندیل قلب کو روشن کردیتی ہے وہ چمکدار تارہ ہے جو شجرۂ مبارکہ سے چمکتا ہے اور اوس کی سمت نہ

شرقیۃ ارواح است و نہ از غربیۃ اشباح و آن
کلمہ طیب است و قولہ عز و جل کانہا
کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ
لا شرقیۃ ولا غربیۃ مشعر بدین معنی است
و افضل اذکار کلمہ طیب است کہ مشتمل است بر
نفی ماسوا و اثبات حق تعالے اکنون فضائل ذکر
نیز قدرے توان شنید در جامع ترمذی و دیگر صحاح
وارد است کہ شخصے از آنحضرت صلعم پرسید کہ
یا رسول اللہ عبادت اسلام بسیار است مرا چیزے
دہ بفرما کہ من بالکلیہ مصروف آن شوم کہ
تمامی عبادات اسلام را ادا نمی توانم کرد فرمود کہ
زبان تو بذکر خدا تر باشد و بیہقی و دیگر محدثین
روایت کردہ اند کہ معاذ بن جبل چون از آنحضرت
صلعم رخصت شد سوئے یمن چیزہائے بسیار
از آن حضرت صلعم پرسید آخر کلامی کہ بران منقطع
سخن بود این کہ یا رسول اللہ از اعمال خیر کدام
محبوب تر و مقبول تر نزد خداست فرمود کہ آدمی
تا وقت موت بذکر خدا تر زبان باشد و ابو بکر
بن ابی الدنیا بروایت ابو المخارق آوردہ کہ آنحضرت
صلعم فرمود کہ من شب معراج بر شخصی گذشتم کہ تمام
او در نور عرش غرق بود گفتم کہ این کیست گر فرشتہ ایست

مشرق ارواح ہے اور نہ مغرب اجسام اور وہ کلمہ
طیب ہے آیت انہا کوکب دری کا یہی
مطلب ہے اور افضل اذکار کلمہ طیب ہے جو نفی ماسوا
و اثبات حق پر شامل ہے اب کچھ فضائل ذکر بھی
سن لینا چاہیے جامع ترمذی و دیگر صحاح مین ہے کہ
ایک شخص نے آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
اسلامی عبادتین بہت ہین مجھے کوئی ایسی عمدہ چیز
بتائیے جسے مین کیا کرون کیونکہ سب عبادتین
مین نہین کر سکتا فرمایا کہ اپنی زبان خدا کے ذکر
سے تر رکھو اور بیہقی و دیگر محدثین نے روایت
کی ہے کہ حضرت معاذ بن جبل جب آنحضرت صلعم
سے رخصت ہو کر یمن جانے لگے تو بہت سی باتین
آنحضرت صلعم سے پوچھین سب سے آخر یہ
پوچھا کہ یا رسول اللہ سب سے زیادہ خدا کے
نزدیک کون کام مقبول و محبوب ہے فرمایا کہ
انسان کا مرتے دم خدا کی یاد کرتے رہنا اور ابو بکر
ابن ابی الدنیا بروایت ابو المخارق بیان کرتے
ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
مین نے شب معراج مین ایک شخص کو دیکھا
جو بالکل نور عرش مین غرق تھا مین نے
پوچھا کہ یہ کون ہے کیا کوئی فرشتہ ہے،

گفتند کہ فرشتہ نیست این مردیست کہ بدنیا زبان
او بذکر خدا تر بود و حاجت او ہمیشہ متعلق بسجدہا
می ماند و گاہے پدر و مادر خود را از مردم دشنام
نہ دہانیدہ و در کتاب الزہد امام احمد و دیگر کتب
معتبرہ وارد است کہ مردم پیش ابی الدرداء آمدہ
گفتند کہ فلان صد بردہ براہ خدا آزاد کردہ است
ابوالدرداء گفت کہ فی الواقع این قدر للہ دادن
بسیار است لیکن ازین افضل دو چیز است اول
ایمانے کہ روز و شب آدمی آن را لازم گیرد دوم آنکہ
زبان او مدام بذکر خدا تر باشد و فرمود آنحضرت
صلعم کہ آیا خبر ندہم من شما را بہترین عبادات و
اعمال شما گفتم بلے فرمود ذکر اللہ ست و بیہقی
بروایت عبداللہ بن عمر آوردہ کہ آنحضرت میفرمود
کہ ہر چیز را صیقلے است و صیقل دلہا یاد حق است
و ہیچ چیز در نجات دادن از عذاب الٰہی بہتر از
ذکر الٰہی نیست و این را دو بار فرمود مردم عرض
کردند کہ یا رسول اللہ آیا جہاد نیز برابری ذکر
نمی کند فرمود نمی کند اگرچہ مجاہد شمشیر خود بشکند و
طبرانی و بزار و بیہقی از ابن عباس آوردہ اند کہ
آنحضرت صلعم فرمود ہر کہ عاجز شود از بیداری شب
و بسبب بخل کردن در خرچ مال براہ خدا و بسبب

تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ فرشتہ نہین ہے بلکہ یہ وہ شخص
ہے جس نے دنیا مین خدا کا ذکر کیا اور نمازین بہت
پڑھین اور کبھی اپنے ماں باپ کو گالی نہین دلوائی
اور کتاب الزہد امام احمد اور دیگر کتب معتبرہ مین ہے
کہ لوگون نے حضرت ابوالدرداء سے جا کر بیان کیا کہ
فلان نے سو غلام خدا کی راہ مین آزاد کیے اونھون نے
کہا کہ واقعی اس قدر اللہ کی راہ مین خرچ کرنا بہت ہے
مگر اس سے افضل دو چیزین ہین اول ایماندار رہنا
دوسرے ہمیشہ خدا کی یاد رکھنا پھر اونھون نے کہا کہ
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کیا مین تمکو سب سے بہتر عبادت و
عمل نہ بتاؤن مین نے عرض کیا کہ ارشاد ہو فرمایا کہ
ذکر الٰہی بیہقی بروایت حضرت عبداللہ بن عمر بیان
کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم فرماتے تھے کہ ہر چیز کا ایک
صیقل ہے اور دلون کا صیقل ذکر حق ہے اور
عذاب الٰہی سے نجات دینے والی ذکر الٰہی سے زیادہ
کوئی چیز نہین اور اسے دو بار فرمایا لوگون نے عرض
کیا کہ یا رسول اللہ کیا جہاد بھی ذکر کے برابر نہین فرمایا نہین
اگرچہ مجاہد اتنا لڑے کہ اوسکی تلوار ٹوٹ جائے اور طبرانی
و بزار و بیہقی حضرت ابن عباس سے روایت کرتے
ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شب بیداری نہ
کر سکے یا کنجوسی سے خدا کی راہ مین مال نہ خرچ کر سکے یا

بزدلی با عداے حق جہاد نہ کند پس باید کہ ذکر خدا
کند کہ تدارک این نقصانہا تواند کرد نیز محدثین
مذکور بروایت ابن عباس آوردہ اند کہ ہر کرا
چہار چیز از خدا عنایت شد ند او را خیر دنیا و آخرت
حاصل گشت دل شاکر و زبان ذاکر و بدنے کہ بر
بلا صابر بود و زوجہ کہ بر ناموس و مال آن نگہبان بود
و ابن حبان از روایت ابو سعید خدری آوردہ
کہ آنحضرت صلعم فرمود کہ مردم بسیار بر مسندہا نشستہ
و بر بالشہا آرمیدہ مشغول بذکر حق خواہند بود
حق تعالی ایشان را بہ برکت ذکر باوجود این مرتبہ
و تلذذ دنیوی در بہشت درجات بلند عطا
خواہد کرد در صحیحین وارد است کہ یاد کنندہ خدا بجو
زندہ ایست و غیر ذاکر بجو مردہ و طبرانی بروایت
ابو موسی اشعری آوردہ کہ آنحضرت فرمود کہ اگر شخصے
در کنار خود زر گرفتہ تقسیم شروع کند و دیگرے در
برابر آن یاد خدا کند بلا شبہہ یاد کنندہ افضل باشد
و طبرانی و بیہقی بروایت متعددہ آوردہ اند کہ اہل
بہشت را در دل بر ہیچ چیز حسرت نخواہد ماند مگر
بر ساعتے کہ بے یاد حق گذشت و در صحیح مسلم و دیگر
صحاح از آنحضرت مروی است کہ ہیچ جماعت
برای ذکر خدائی نشینند مگر ملائکہ گرد ایشان دور میکنند

بزدلی سے کفار سے نہ لڑ سکے اوسے یاد الہی کرنا
چاہیے کہ اس سے جبر نقصان ہو جایگا نیز محدثین
مذکور بروایت حضرت ابن عباس بیان کرتے ہین
کہ جسے خدا نے چار چیزین دین اوسے دنیا و آخرت
کی نیکی ملی دل شاکر و زبان ذاکر اور جسم بلا پر صابر
اور بیوی جو اوسکے مال و آبرو کی محافظ ہو اور ابن
حبان بروایت حضرت ابو سعید خدری کہتے ہین کہ
آنحضرت نے فرمایا کہ بہت سے لوگ مسندون پر بیٹھے
اور بچھونون پر لیٹے ہوے خدا کے ذکر مین مشغول ہونگے
حق تعالی اونکو ذکر کی برکت سے باوجود اس مرتبہ
عیش دنیاوی کے بہشت مین اعلی درجہ عطا کریگا اور صحیحین
مین ہے کہ خدا کا یاد کرنے والا زندہ شخص کی طرح ہے
اور نہ یاد کرنے والا مردہ کی طرح اور طبرانی بروایت
حضرت ابو موسی اشعری بیان کرتے ہین کہ آنحضرت نے
فرمایا کہ اگر کوئی شخص روپیہ تقسیم کرے اور دوسرا
اوسکی برابر خدا کی یاد کرے تو بلا شبہہ یاد کرنیوالا افضل
ہوگا اور طبرانی و بیہقی بروایت متعددہ بیان کرتے ہین
کہ اہل بہشت کے دل مین کوئی حسرت نہوگی اوس
گھڑی کے سوا جو بے یاد حق گذری اور صحیح مسلم و دیگر
صحاح مین آنحضرت صلعم سے مروی ہے کہ ذاکرین حق کا
کوئی گروہ ایسا نہین ہوتا جسکے گرد ملائکہ نہ پھرتے ہون

درحمت الٰہی ایشان را می پوشد وسکینہ برایشان
نازل می شود خلاصہ این کہ فضیلت ہر عمل
بحسب محل تاثیر او مختلف است ذکر اللہ در تہذیب
نفس وعلاج غفلت ورفع حجاب بلاشبہہ فضیلت
دارد گو خرچ کردن مال وجہاد در تکثیر ثواب ورفع
درجات افضل گردد چنانچہ در صحاح ستہ وارد
شدہ کہ آنحضرت صلعم بعد از ہر نماز فرض خود ہم این
دعا می فرمود ومعاذ بن جبل را نیز بر مواظبت این
دعا ارشاد فرمود کہ اللہم اعنی علی ذکرک و
شکرک وحسن عبادتک

اور اون پر نسبت سکینہ اور رحمت نہ نازل ہوتی ہو غرضکہ
ہر عمل کی فضیلت اوسکی تاثیر کے موافق مختلف ہے
ذکر الٰہی تہذیب نفس اور علاج غفلت ورفع حجاب
مین بلاشبہہ فضیلت رکھتا ہے اگرچہ مال خرچ کرنا اور جہاد
کرنا بہ لحاظ کثرت ثواب ترقی درجات افضل ہو اور
اسی لیے صحاح ستہ مین وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ہر نماز فرض کے بعد خود بھی یہ دعا پڑھتے تھے اور
حضرت معاذ بن جبل کو بھی اسکی مواظبت کی تاکید
فرمائی کہ اللہم اعنی علی ذکرک وشکرک
وحسن عبادتک

قوله وربما كان بعض اعانة المسلم افضل من صلوة النفل لانها عمل متعد
والعمل المتعدي افضل

اقول وبسا است کہ می باشد بعض اعانت
مسلمان فاضل تر از نماز نفل زیرا کہ اعانت
عمل متعدی ست وعمل متعدی فاضل تر است و
این صاف ظاہر محتاج شرح نیست بعد ازان
امرے دیگری فرماید

اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مسلمان کی امداد نماز
نفل سے زیادہ افضل ہوتی ہے کیونکہ اعانت
متعدی عمل ہے اور عمل متعدی افضل ہے اور یہ صاف
ہے قابل شرح نہین پھر دوسری بات ارشاد
فرماتے ہین

قوله ثم اعلم رحمك الله ان هذا القسم الاجتنابي اتم من القسم الامتثالي في
تحصيل القرب واهم من حيث الاتيان بالنية

اقول بدانکہ رحمت کند ترا خدا این کہ قسم اجتنابی
تمام تر است از قسم امتثالی در تحصیل قرب واہم است

یہ قسم اجتنابی تحصیل قرب مین قسم امتثالی سے
بحیثیت نیت کے اتم واہم ہے کیونکہ تعمیل حکم

بہ حیثیت آوردن بہ نیت زیرا کہ امتثال فرمان شان عبودیت است و ہمین مقصود از عبادت است کہ درین صرف بجا آوری امر حاکم باشد ولیکن در اجتنابی قصد عبد نیز یعنی امید بہشت داخل است و این خود بینی و خود غرضی است کہ خلاف بندگی ست۔	شان عبودیت ہے اور یہی عبادت سے مقصود ہے کیونکہ اس مین صرف حکم حاکم کی تعمیل ہے لیکن اجتنابی مین بندہ کا ارادہ بھی داخل ہے یعنی بہشت کی امید اور یہ خود بینی و خود غرضی ہے جو بندگی سے کے خلاف ہے۔

قولہ فلان من اجتہد فی القسم الاجتنابی بحفظ جمیع اوقاتہ واکتفی باداء الفرایض ولا یتعرض للنفل الامتثال یحصل مقصودہ من القرب ولکن بعد مدۃ طویلۃ

اقول پس بہ تحقیق ہر کہ کوشش کرد درین قسم اجتنابی بحفظ جمیع اوقات او و کفایت کرد باداے فرایض و بہ نفل امتثالی تعرض نکرد تا ہم مقصودش کہ قرب بود حاصل لیکن بعد مدت دراز غرضکہ عبادت این قدر ہم خالی از اجر نیست بشرطیکہ نیت صادق و قبلۂ توجہ موافق بود	جس نے اس قسم اجتنابی کے تمام اوقات کے حفظ مین کوشش کی اور فرایض ادا کرنے پر کفایت کی اور نفل امتثالی سے تعرض نہ کیا تو بھی اس کا مقصود یعنی قرب حاصل ہوگا مگر مدت دراز کے بعد غرضکہ اس قدر عبادت بھی ثواب سے خالی نہین بشرطیکہ نیت اور قبلۂ توجہ موافق ہو۔

قولہ ومن اجتہد فی القسم الامتثالی بحفظ جمیع اوقاتہ وھو یرتکب مکروھا یخل بمقصودہ من القرب

اقول ہر کہ کوشش کرد در قسم امتثالی باحاطۂ جمیع اوقات خود و مکروہ را نیز مرتکب شد پس او مخل مقصود خواہد بود یعنی اداے حکم مع الحب کہ باعث احاطۂ جمیع اوقات باشد باید نہ بے حب کہ ہر چیز بے محبت و صداقت بجاے خود نمیباشد	جس نے تمام اوقات کا احاطہ کر کے قسم امتثالی مین کوشش کی اور کروہ کا بھی مرتکب ہوا تو وہ اوسکے حصول مقصود یعنی قرب مین مخل ہوگا یعنی تعمیل حکم حب سے ہونا چاہیے تاکہ تمام اوقات کے احاطہ کا باعث ہو نہ بلا حب کیونکہ بلا محبت و صداقت کوئی چیز ٹھیک نہین ہوتی

وعلامت ایمان کامل نیز حب است کما قال اللہ تعالی والذین آمنوا اشد حبا للہ۔

اور ایمان کامل کی علامت بھی حب ہے اللہ تعالی فرماتا ہے کہ والذین امنوا اشد حبا للہ۔

قوله ومن اتی بکلا القسمین یحصل مقصودہ من القرب فی مدۃ یسیر ان شاء اللہ

اقول وہر کہ بجا آورد ہر دو قسم اجتنابی واشتغالی را حاصل گردید مقصود او کہ قرب است در مدت قلیلہ اگر خواست حق این قول خود را مؤکد باستثناء کرد زیرا کہ بغیر استثناء بوی انانیت می آید غرضکہ اجر بقدر مزد و مزد نیز چیزیکہ اشرف عبادات بود یعنی نماز قال اللہ۔ ان الصلوۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا۔ وقال النبی صلعم الصلوۃ عماد الدین فمن ترکہا فقد ہدم الدین وقال الصلوۃ مفتاح الجنۃ بدان کہ قرب بحیثیت لفظ ومعنی یکیست لیکن یافت ہر کس بقدر رسد حوصلہ اوست بعضے اثر دیدہ اند وبعضی بعیان رسیدہ برخے خبر شنیدہ اند وقومی در خود یافتہ وجماعتی در غیر دیدہ وبہمین اشارت است در قول وی سبحانہ وفی انفسکم افلا تبصرون۔ و سنریہم آیاتنا فی الآفاق متوسطان چون نظر ایشان بکمال رسید گفتند ما رأیت شیئا الا ورأیت اللہ فیہ باعتبار انہ خلاق الفروع والاصول لا باعتبار الاتحاد والحلول نعوذ منہما

اور جو شخص اجتنابی واشتغالی دونوں کو بجا لائیگا اوسکا مقصود یعنی قرب اگر خدا نے چاہا تو بہت کم مدت میں حاصل ہوگا اپنے اس قول کو استثناء سے مؤکد کیا کیونکہ بغیر استثناء بوی انانیت آتی ہے غرضکہ اجر بقدر مزدوری ہے اور مزدوری بھی نماز کی جو تمام عبادات سے بزرگ ہے اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ان الصلوۃ کانت الخ اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نماز ستون دین ہے جس نے اوسے چھوڑا اوس نے دین کو گرادیا۔ یا فرمایا کہ نماز جنت کی کنجی ہے جاننا چاہیے کہ قرب بحیثیت لفظ ومعنی ایک ہے لیکن ہر شخص کی یافت اوسکے حوصلہ کے موافق ہے بعض نے اثر دیکھا ہے اور بعض نے خبر سنی ہے اور بعض نے اپنے آپ میں پایا ہے اور بعض نے غیر میں دیکھا اور اسی طرف آیات وفی انفسکم افلا تبصرون اور سنریہم آیاتنا فی الآفاق میں اشارہ ہے متوسطین کی نظر جب کمال پر پہونچی تو کہا کہ میں نے ہر چیز میں اللہ کو دیکھا بہ اعتبار خالق فرع واصول ہونے کے نہ باعتبار اتحاد وحلول کے اور منتہی لوگ

ازین پایہ برتر خرامیدہ اند و از قید نسبت و اعتبارات
رستہ بہ مرتبۂ تحقیق رسیدہ قرب گفتن را در
مقام قرب دوری شمردہ اند و علامت معرفت
ہمین است و صاحب این حال انسان کامل است
کہ بدستیاری تہذیب اخلاق بمعراج وصول
رسیدہ و بواسطۂ طاعات و عبادات بہ مرتبۂ
عین الیقین شتافتہ و علت مقصودۂ آفرینش
کائنات گردیدہ غرض از ظہور وجود این کس حصول
معرفت واجب الوجود است ما خلقت الجن
والانس الا لیعبدون - و کنت کنزا الخ
شعر برین معنی است و در قول کنت کنزا اشکال
وارد می شود زیرا چہ خفا امر کسبی است مخفی و مخفی علیہ
درو ضرور است و روا نیست کہ مخفی علیہ حق باشد
چہ وی جل جلالہ ظاہر است بنفسہ لنفسہ و عالم است
بذاتہ ازلاً و ابداً و جایز نیست کہ مخفی علیہ خلق باشد
زیرا کہ خلق در ازل موجود نبود **جواب** آن بر
سہ وجہ است اول آن کہ مراد از خفا عدم عارف
است بذات حق چون کثرت عارفان خواست
خلق را پیدا کرد پس این جا ملزوم یعنی خفا ذکر کردہ
شد و لازم یعنی عدم عارف مراد گرفتہ شد فیندفع
الاشکال دوم ثانی آنکہ اشیا را دو وجود است یکے

اس پایہ سے بلند ہوئے ہین اور اعتبارات و
نسب کی قید سے چھوٹ کر مرتبۂ تحقیق پر پہونچکر
مقام قرب مین قرب کہنے کو بعد سمجھے ہین اور علامت
معرفت بھی یہی ہے اور ایسا شخص انسان کامل ہے
جو تہذیب اخلاق کی مدد سے معراج وصول پر پہونچا
اور بذریعۂ طاعت و عبادت مرتبۂ عین الیقین پر فائز
ہو کر تخلیق عالم کا باعث ہوا ایسے شخص کے ظہور سے غرض
دریافت معرفت واجب الوجود ہے آیہ ما خلقت الجن الخ
اور کنت کنزا سے یہی مطلب ہے و در کنت کنزا مین یہ اعتراض
ہوتا ہے کہ خفا کسبی چیز ہے مخفی و مخفی علیہ اوس مین
ضروری ہین اور حق تعالے کا مخفی علیہ ہونا جائز
نہین کیونکہ خلق ازل مین موجود نہ تھی اوس کا
جواب تین طرح سے ہے۔
اول یہ کہ خفا سے مراد ذات حق مین
عارف کا معدوم ہونا ہے جب
اوس نے عارفین کی کثرت چاہی
تو خلق کو پیدا کیا۔ یہان پر ملزوم
یعنی خفا ذکر کیا گیا اور لازم یعنے
عدم عارف مراد لیا گیا پس اعتراض
دفع ہو گیا۔
دوسرے یہ کہ اشیا کے دو وجود ہین ایک

علمی کہ عبارت از اعیان ثابتہ است در علم الٰہی
و آن ازلی و قدیم است دیگر خارجی محدث و
خفاء حق نسبت باعیان است و آن اعیان با حق
موجود بودند لیکن علم ذات حق نداشتند چون خواست
کہ اعیان ثابتہ او را بشناسند از وجود علمی سوی وجود
خارجی کشید زیرا کہ شناخت او بغیر وجود خارجی نباشد
و مراد از خروج اعیان نہ مطلق خروج از علم حق
است کہ محال است بلکہ مراد از ان ظہور احکام
و آثار آنہا است بصور علمیہ در موجودات و گرنہ
آنہا را وجودے در خارج نیست لبطون و خفاء
ذاتی آنہا است چنانچہ شیخ اکبر می فرماید الاعیان
ما شمت رائحۃ الوجود ثالث آن کہ خفاء از
انسداد است ممکن است کہ خفاء این جا بمعنی ظہور
باشد یعنی کنت کنزاً ظاہراً لنفسی ولم یکن
لی عارف غیری فاحببت ان یعرفنی
غیری فخلقت الخلق واللہ اعلم اینک برائے
واضح کردن این معنی مثالے می آرد

علمی جس سے اعیان ثابتہ مراد ہین اور دوسرا خارجی
اور حق کا خفا اعیان کی نسبت سے ہے اور وہ اوسکے
ساتھ موجود تھے مگر اوس کو جانتے نتھے جب اوس نے
چاہا کہ اعیان ثابتہ مجھکو جانین تو اونھین وجود علمی
سے وجود خارجی مین لایا کیونکہ اوسکی شناخت بغیر
وجود خارجی کے نہین ہو سکتی اور خروج اعیان سے
مطلقاً خروج مراد نہین ہے کیونکہ وہ محال ہے بلکہ اس
سے مراد اونکے احکام و آثار کا ظہور بصورت علمیہ
موجودات مین ہے ورنہ اونکا کوئی وجود خارجی نہین ہے
اونکا بطون و خفا ذاتی ہے چنانچہ حضرت شیخ اکبر
فرماتے ہین کہ اعیان نے بوے وجود سونگھی نہین۔
تیسرے یہ کہ خفا اضداد سے ہے ممکن ہے کہ یہان خفا
ظہور کے معنے مین ہو یعنی مین اپنے نفس کے لیے ظاہر
تھا اور میرا پہچاننے والا میرے سوا کوئی نہ تھا جب
مین نے چاہا کہ مجھکو کوئی اور بھی پہچانے تو خلق کو پیدا
کیا واللہ اعلم۔ اب اس معنی کے واضح کرنے کے
لیے ایک مثال بیان کرتے ہین۔

قوله وتوضيح هذا المعنى مثال المريض طرفين احدهما طرف الاجتناب وهو
احتماؤه من الاشياء التي تضره من الحموضة والحلاوة وغير ذلك والثاني
طرف الامتثال وهو تعاطيه الاشياء التي تنفعه من المعجونات والاشربة
وغير ذلك فطرف اجتنابه لدفع المرض اتم من طرف امتثاله يعني اذا دام على الاحتماء

وان لم یتناول الادویۃ النافعۃ ترجی صحتہ غالبًا بعد مدۃ مدیدۃ واذا

داوم علی تناول الادویۃ النافعۃ وترک الاحتماء لا ترجی صحتہ غالبا

اقول یعنی چنانکہ صحت مریض بدو طرف است یکے پرہیز یعنی باز داشتن دفرو کردن آتش طبیعت خود را از اشیاء مضرہ مثل ترشی وشیرینی وغیرہ ودیگر طرف امتثال است وآن بخوردن ونوشیدن اشیا نافعہ خواہ معجون بود یا تریۃ پس اجتناب برای دفع مرض تماتر است از امتثال یعنی ہرگاہ مداومت کرد بر پرہیز کردن اگرچہ نیافت ادویۂ نافعہ را توقع غالب صحت اوست ولیکن بعد مدت درازہ واگر مداومت بر نوشیدن دواہاے نافعہ کرد وپرہیز نہ کرد صحت او یقیناً متوقع نیست۔

یعنی جیسے مریض کی دو حالتین ہین۔ اول پرہیز یعنی اپنی طبیعت کو مُضر چیز دن ترشی اور شیرینی وغیرہ سے بچانا۔ اور دوسرے امتثال یعنی اشیائے نافعہ کو کھانا پینا خواہ وہ معجون ہو یا تریۃ پس دفع مرض کے لیے امتثال سے اجتناب اتم ہے یعنی اگر ہمیشہ پرہیز رکھے اور دوا نہ کرے تو بھی اوسے صحت ہوگی لیکن مدت دراز کے بعد اور اگر ہمیشہ دوا کا استعمال کیا اور پرہیز نہ کیا تو اوسے صحت یقیناً نہ ہوگی۔

قولہ واما اذا تعاطی کلا القسمین ترجی صحتہ قریبا ان شاء اللہ

اقول وہر گاہ ورزد ہر دو قسم را صحت او قریب یقینی است اکنون بر دعوی استدلال قسم اجتنابی از آیہ کریمہ دلیل می آرد

اور جس نے دونون باتین کین اوس کی صحت یقینی ہے۔ اب اس دعوے استدلال قسم اجتنابی پر آیت سے دلیل لاتے ہین کہ

قولہ وقولہ تعالیٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

اقول یعنی قول حق تعالی در سورۂ حجرات است کہ بزرگترین نزد خدا پرہیزگار ترین شما است چہ بہ تقوی نفوس را رتبۂ کمال حاصل گردد

یعنی حق تعالے کا ارشاد سورۂ حجرات مین ہے کہ خدا کے نزدیک تم مین سب سے زیادہ بزرگ وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے کیونکہ تقوے سے مرتبہ کمال حاصل ہوتا ہے

ہر کرا تقوی بیش تر قدم او در مرتبۂ فضل بیشتر

الشرف بالعلم والادب لا بالاصل والنسب
شعر بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی ؛
کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست ؛
وتقوی عبارت است از پرہیز کردن طمع وترک
تشویش دادن مردم وسوال نہ کردن از ایشان
وامام قشیری فرمودہ کہ تقوی عام دور شدن است
بتن از لوث گناہ وتقوای خاص اجتناب است
بسر از مشاہدہ ماسوی اللہ وحقیقت آن ست کہ
بے توشہ ہمین درد کہ تقوی پیش عشاق مراد باشد
راہ عشق بسر نتوان برد وبے زاد شوق مرحلۂ
محبت طے نتوان کرد شعر زاد راہ عاشقان
درد است وروی زرد وآہ ؛ راہ ازین گونہ است
بسم اللہ کہ دارد عزم راہ ؛ وتقوی را در شرع سہ
مرتبہ اند اول خود را از عذاب جاوید نگہداشتن و
این مرتبہ ادنی است کہ بسبب دور داشتن نفس خود
از انواع شرک حاصل می شود دوم خود را از گناہان
باز داشتن وبہ ہمین معنی اشارہ است در آیت
ولو ان اہل القری آمنوا واتقوا ودر اصطلاح
اہل شرع ہمین را تقوی نامند سوم آنکہ از شبہات
نیز خود را نگاہدارد واز بعض مباحات کہ منجر بارتکاب

جس کا تقوے زیادہ بڑھا ہوا ہے وہ زیادہ بزرگ ہے

شرف علم وادب سے ہوتا ہے نہ حسب ونسب سے
شعر بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی ؛ اور
تقوے سے مراد طمع سے پرہیز کرنا اور آدمیون کو
مشوش اور اون سے سوال نہ کرنا ہے امام قشیری
نے فرمایا کہ عام کا تقوے گناہ سے باز رہنا ہے اور
خاص کا تقوی دل سے مشاہدۂ ما سوی اللہ سے
پرہیز کرنا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ بغیر اس درد کے
توشہ کے جو عشاق کے نزدیک تقوے ہے راہ
عشق اور بغیر زاد شوق مرحلۂ محبت طے نہین کر سکتے
شعر زاد راہ عاشقان درد است وروے زرد وآہ
راہ ازین گونہ است بسم اللہ کہ دارد عزم راہ ؛ اور
شرعا تقوے کے تین مرتبے ہین پہلا مرتبہ اپنے
آپ کو عذاب ابدی سے بچانا اور یہ ادنے مرتبہ ہے
یعنی اپنے نفس کو اقسام شرک سے بچانا
دوسرا اپنے آپ کو گناہون سے دور رکھنا
جس کی طرف اس آیت مین اشارہ ہے کہ
وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا
وَاتَّقَوْا اور شرعا اسی کو تقوے کہتے
ہین - تیسرے یہ کہ شبہات نیز بعض ون مباحات
سے بھی نہ بچے جن سے اندیشۂ ارتکاب

گناہ می شوند نیز اجتناب نماید و باطن خود را از میل بغیر حق باز گرداند و بالکلیہ متوجہ بحق بود و این مرتبہ را تقوی حقیقی و مرتبہ ولایت نامند وہمین اشارہ است در آیت واتقوا اللہ حق تقاتہ

گناہ ہو اور دل کو غیر حق کی طرف متوجہ نہ ہونے دے اور بالکل حق کی طرف متوجہ رہے اس مرتبہ کو تقوائے حقیقی اور مرتبہ ولایت کہتے ہیں واتقوا اللہ حق تقاتہ سے اسی طرف اشارہ ہے۔

قولہ ایضا یشیر الی استقلال ہذا القسم الاجتنابی لان مادۃ لفظ التقوی من حیث اللغۃ تنبئ عن الاجتناب

اقول ای اشارت می کند این آیت بسوی مستقل بودن این قسم زیرا کہ مادہ تقوی لغتاً مخبر است از اجتناب یعنی مستقل کسی است کہ بر استعداد صحیح باقی ماندہ باشد و زنگ شرک و شک و ظلمت استغراق در حب معاصی آئینہ فطرت در اتیرہ نکردہ باشد پس ہر گاہ شاید و طالب مجتنب شد و توفیق اجتناب یافت معلوم شد کہ ہنوز بر فطرت صحیح خود بود۔

یعنی یہ آیت اس قسم کے مستقل ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہے کیونکہ لفظ تقوے کے لغوی معنی بچنے کے ہیں پس مستقل وہ شخص ہے جو استعداد صحیح پر باقی ہو اور زنگ شرک و شک اور ظلمت محبت معاصی نے اوس کا آئینہ فطرت اندھا نکیا ہو تو جب عابد و طالب مجتنب ہوا اور اجتناب کی توفیق پائی تو معلوم ہوا کہ وہ ہنوز اپنی فطرت صحیح پر تھا۔

قولہ وان کانت من حیث الاصطلاح الشرعی یشتمل الامتثالی ایضاً

اقول اگرچہ بنظر معنی اصطلاحی شرعی شامل باشد امتثالی را دیا باید داشت کہ تقوی در عرف شرع بمعانی متفاوتہ آید گاہی بمعنی ایمان چنانکہ در آیت والزمہم کلمۃ التقوی است و گاہی بمعنی توبہ چنانچہ در آیت ولو ان اہل القری

اگرچہ بنظر معنی اصطلاحی شرعی امتثالی کو بھی شامل ہو۔ یاد رکھنا چاہیے کہ تقوے کا اطلاق مختلف معانی پر ہوتا ہے کبھی ایمان کے معنی میں جیسے آیۂ والزمہم کلمۃ التقوی میں اور کبھی توبہ کے معنی پر جیسے آیۂ ولو ان اہل القری

امنوا واتقوا واقع وجائے بمعنی طاعت چنانکہ
در آیۂ ان انذروا انہ لا الہ الا انا فاتقون
و در مقامی بمعنی ترک گناہ چنانچہ در واتوا البیوت
من ابوابہا واتقوا اللہ و گاہ بمعنی اخلاص
کما فی قولہ تعالی فانہا من تقوی القلوب

امنوا واتقوا مین اور کہین طاعت کے معنے
مین جیسے آیت ان انذروا انہ لا الہ الا انا
فاتقون مین اور کہین ترک گناہ کے معنی مین جیسے
واتوا البیوت من ابوابہا واتقوا اللہ مین اور کبھی خلوص
کے معنی مین جیسے آیت فانہا من تقوی القلوب مین

قولہ واما قولنا ان القسم الاجتنابی اہم من الامتثالی من حیث الاتیان فلان
دفع الضرر اہم من جلب النفع یعنی ان اجتناب المکروہ اہم من اتیان النفل

اقول ولیکن قول ما کہ اجتنابی تمام تر از امتثالی
بحیثیت آوردن پس برای این کہ از حصول نفع
دفع ضرر ضروریست یعنی پرہیز از مکروہ ضروری تر
از آوردن نفل و چونکہ شرح این قول در ہر دو
قول سابق مکرر بودہ لہذا ننوشتم اکنون مثالے
گوش دار کہ مصنف می فرماید

مگر ہمارا یہ قول کہ اجتنابی بحیثیت کرنے کے امتثالی
سے زیادہ اہم ہے اسلیے ہے کہ دفع ضرر جلب منافع سے
زیادہ ضروری ہے یعنی مکروہ سے پرہیز نفل ادا کرنے
سے اہم ہے اور چونکہ اس قول کی قولہاے سابق
کی شرح مکرر تھی لہذا مین نے نہین لکھی۔ اب
مصنف جو مثال دیتے ہین اوسے سنو

قولہ مثلا من صار ثوبہ وسخا بحیث تودی الی کراہۃ الصلوۃ فیہ فصرف
بعض وقتہ الی دفع تلک الکراہۃ اہم لہ من شغلہ ببعض النوافل فی ذلک الوقت

اقول مثلا کسے را پارچہ چنان کثیف شدہ کہ
نماز گذاردن بدان مکروہ گشت پس بعض وقت
خود صرف نمودن در دفع کراہت اہم از ان است
کہ آن وقت بنوافل مشغول گردد تمام شد
معنی طرق الوصول الی اللہ چنانکہ مصنف خود
آیندہ می فرماید

مثلا کسی کے کپڑے ایسے میلے ہوگئے کہ اون پر
نماز پڑھنا مکروہ ہوگیا تو اوس کو دفع کراہت
مین وقت صرف کرنا نوافل مین وقت صرف
کرنے سے زیادہ اہم ہے۔ طرق وصول الی اللہ
کے معنے ختم ہوے چنانچہ حضرت مصنف رح خود
فرماتے ہین کہ

قوله انتهى معنى الطريق الى الله فاذا سلك السالك هذا الطريق وصل الى المنزل الذى يسمى بالقرب والوصل

اقول پس هر که رفت برین راه رسید بمنزلے که موسوم بقرب وصل است و لفظ قرب در اصطلاح صوفیه عبارت است از استغراق وجود سالک در عین جمع بغیبت از جمیع صفات وجود حتی که از صفت استغراق و غیبت هم غائب شود و الا از جمیع صفات خود غایب نشده باشد ابو یعقوب سوسی گفت مادام العبد یکون بالقرب لم یکن قریبًا حتی یغیب عن القرب بالقرب فاذا ذهب من رویة القرب بالقرب فذلك قرب وا از رویم پرسیدند که چیست قرب گفت هو ازالة كل معترض بعضی گفته اند که قرب تام آن است که چنانچه بروح در محل جمع باشی و تذلل و ترفع بدین وجه صفت تو باشد بنفس در محل تفرقه باش و تذلل و تعبد بدین وجه صفت تو باشد چه هرگاه که نفس در مقام تفرقه و عبودیت مرتبه یابد روح در مقام جمع و ربوبیت تیز گر یابد قرب حق بدل بنده باندازه قرب دل بنده بود بحق چنانکه جنید گفته ان الله یقرب من قلوب عباده على حسب ما یری من قلوب عباده منه و عبد الله بن خفیف گفته قربك منه بخوفك

جس سالک نے یہ سلوک کیا وہ منزل قرب وصل پر پہونچا لفظ قرب کے معنی اصطلاح صوفیہ مین یہ ہین کہ سالک عین جمع مین مستغرق ہو کر کل صفات وجود بلکہ صفت استغراق و غیبت سے بھی غائب ہو جائے ورنہ اپنے تمام صفات سے غائب نہوگا ابو یعقوب سوسی نے کہا کہ بندہ جب تک بحالت قرب اپنے کو قریب دیکھیگا قریب نہوگا اور بحالت قرب خیال قرب نہونا قرب ہے حضرت رویم سے پوچھا گیا کہ قرب کیا ہے تو کہا کہ ہر عارضی چیز کا دور کر دینا اور بعض کہتے ہین کہ قرب تام یہی کہ جسطرح روح کی مقام جمع مین ہو اور تذلل و ترفع تمھاری صفت ہو اسیطرح نفس سے مقام تفرقہ مین رہو اور تذلل و تعبد تمھاری صفت ہو کیونکہ جب نفس مقام تفرقہ و عبودیت مین کوئی رتبہ پائیگا تو روح مقام جمع و ربوبیت مین بھی کوئی دوسرا رتبہ پائیگی اور حق کا قرب بندہ کے دل سے بندہ کے قرب کے موافق ہوتا ہے چنانچہ حضرت جنید نے کہا کہ اللہ اپنے بندون سے اونکے دلون کے قرب کے موافق قریب ہوتا ہے اور عبد اللہ بن خفیف نے کہا کہ جس قدر تجھکو اوس کا خوف ہوگا

منه وقربه منك بقدر مراقبتك اہل
قرب راچنانکہ در مراتب قرب محبوب می افزاید
خوف ورغبت وانس وہیبت نیز زیادت می شود
وچنانکہ محبت آنکہ بمواظبت نوافل یافته میشو
قرب وازادای فرایض حاصل می گردد چنانکہ
نصرآبادی گفته باتباع السنة تنال المعرفة
وباداء الفرایض تنال القربة وبالمواظبة
علی النوافل تنال المحبة ووصول اتصال محب
بمحبوب را گویند کہ بعد از فنای وجود محب بقای
او بمحبوب صورت می بندد چہ قلیل الفنا را
امکان وصول نیست آنجا کہ سطوت انوار قدم
آختن آرد ظلمت حدثان راچہ مجال باشد بچنین
درحال فنا وصول متصور نگردد پس اتصال بعد از
بقای وجود محب بمحبوب تواند بود تا از سطوت
نور تجلی مضمحل وناچیز نگردد بلکہ قوت گیرد چنانکہ ضد
از صحبت ضد ضعیف شود جنس از صحبت جنس قوی
گردد یحرق بالنار من یحترق به ومن هو
النار کیف یحرق وازین وجه اہل اتصال را
در مکاشفات ومشاہدات ہیچ ضعف طاری
نمی شود وقوای ایشان از تلاشی واضمحلال
محفوظ می باشند ووصول بردو قسم است شہودی و

اوتنا ہی تو اوس سے قریب ہوگا اور جتنا تجھکو اوس کا
خیال ہوگا اوتنا ہی وہ تجھ سے قریب ہوگا اور اہل
قرب کا جس قدر قرب بڑھتا ہے اوسی قدر اون کو
خوف ورغبت وانس وہیبت زیادہ ہوتا ہے اور جس
طرح محبت حق نفل پر مواظبت کرنے سے پائی جاتی
ہے اوس کا قرب ادائے فرایض سے حاصل ہوتا ہے
چنانچہ نصرآبادی نے کہا کہ متابعت سنت سے معرفت
اور ادائی فرایض سے قرب اور مواظبت نفل سے محبت
حاصل ہوتی ہے اور محبوب سے محب کے اتصال کو
وصول کہتے ہیں جو وجود محب کے فنا اور وجود محبوب
سے بقا کے بعد حاصل ہوتا ہے کیونکہ قلیل الفنا کو
وصول ممکن نہیں جہان انوار قدم کا غلبہ ہو وہان
ظلمت حدوث کا کہان گذر اور فنا کے وقت وصول
متصور نہیں تو اتصال بقا بعد از فنا ہیں ہوتا ہے تاکہ
غلبہ نور تجلی سے مضمحل وناچیز نہو بلکہ قوت لے اور جسطرح
ضد صحبت ضد سے ضعیف ہوتی ہے جنس محبت جنس
سے قوی ہوتی ہے آگ سے وہ جلیگا جو اوس سے
ذریگا اور جو خود آگ ہے وہ کیا جلیگا اسی لیے اہل
اتصال کو بوجہ مکاشفات ومشاہدات کوئی ضعف
نہین ہوتا اون کے قوی ضعف واضمحلال سے محفوظ
رہتے ہین۔ اور وصول دو قسم پر ہے شہودی اور

وجودی شهودی وصول سر محب است به محبوب در
مقام مشاهده و وصول وجودی عبارت از وصول
ذات محب بصفات محبوب واتصافش بدان و
مراتب آن را نهایت نیست چه کمال اوصاف
محبوب را غایت نیست واین حال را سیر فی الله
خوانند چندانکه منازل آن را قطع کنند بنهایت نرسند
وهرچه دردنیا بدان رسند هنوز اول منزل بود از
منازل وصول اکنون خود معنی وصول مختصراً بیان میفرماید

وجودی - شہودی محب کا مقام مشاہدۂ محبوب مین
پہونچنا اور وجودی یعنی ذات محب کا صفات
محبوب سے متصف ہونا جسکے مراتب کی انتہا نہین
ہے کیونکہ کمال اوصاف محبوب کی انتہا نہین ہے
اسی کو سیر فی اللہ کہتے ہین جسقدر اسکے منازل طے کرین
ختم نہین ہوتے بلکہ دنیا مین جو کچھ حاصل کرین وہ منازل
وصول سے پہلی منزل ہے - اب خود وصول کے
معنے مختصراً بیان فرماتے ہین

قوله فمعنى القرب بعد السالك عن غيره تعالى ومعنى الوصل قطع السالك عن غيره تعالى

اقول یعنی قرب حق دوری سالک است از
غیر حق وترانه این شعر زدن ع کی غیر کو غیر کو
نفس غیر = سوی الله والله ما في الوجود ؛
ومعنی وصل جدائی سالک است از غیر او تعالی
سوال اگر گوئی غیر خدا چه معنی دارد **جواب**
بدان که آنچه غیر حق است منحصر است در دو چیز
یکی مباحات دوم مکروهات ومحرمات مباحات
چون آسمان وزمین وکوهها وسنگها ودر و دیوار
وجمیع آنچه که همیشه آدمی بدو تعلق دارد پس دور
ماندن سالک از سبب محرمات ومکروهات بعد
حقیقی است ودور ماندن از سبب مباحات
بعد مجازی است وازین بعد وصول سالک مراد است

یعنی قرب حق یہ ہے کہ سالک غیر حق سے دور ہو
اور یہ شعر پڑھے کہ ع کا غیر کو غیر کو نفس غیر +
اور وصل کے یہ معنی ہین کہ سالک غیر حق سے جدا ہو
سوال اگر کہو کہ غیر خدا کے کیا معنے ہین تو **جواب**
یہ ہے کہ ماسوائے حق دو چیزون مین منحصر ہے
ایک مباحات دوسرے مکروہات
ومحرمات جیسے آسمان وزمین وپہاڑ
وپتھر اور انسانی متعلقات وغیرہ پس
سالک کا محرمات ومکروہات کے سبب سے
دور رہنا بعد حقیقی ہے اور مباحات کے
سبب سے دور رہنا بعد مجازی ہے -
اور اس بعد سے سالک کی غفلت

یعنی غفلت وعدم شعور او ازین باقی خود آینده بیان می فرماید	یعنی عدم شعور مراد ہے۔ باقی خود آئندہ بیان فرماتے ہین

قوله والغير منحصر في المحظور والمباح فالمراد بالمحظور جميع اقسام المنهيات وبالمباح الاشتغال بالمخلوقات من السماء والارض والجبال والشجر والحجر و اسباب المعيشة وغير ذلك

اقول وغیر منحصر است در محظور و مباح کہ در اتیان ہر دو اعانت حق نفس است و این پیش اہل سلوک داخل است در حکم تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ومراد از محظور جمیع نامشروع است ومراد بہ مباح اشتغال باغیار است کہ سما وارض وجبال وشجر وحجر واسباب معیشت وغیر ہا اند حتی کہ خطرہ خودی خویش واین معنی دارد حسنات الابرار سیئات المقربین	اور غیر محظور و مباح مین منحصر ہے کہ ان دونون کی تعمیل مین نفس کی اعانت ہے جو اہل سلوک کے نزدیک تعاونوا علے البر والتقوی ولا تعاونوا کے حکم مین داخل ہے اور محظور سے تمام نامشروع مراد ہین اور مباح سے مراد اغیار یعنی مخلوقات زمین و آسمان و پہاڑ و درخت و پتھر و اسباب معیشت وغیرہ بلکہ اپنی خودی کے خطرہ مین مشغول ہونا حسنات الابرار یعنی نیک لوگونکی اچھائیان مقربین کی برائیان ہین اسکے یہی معنی ہین۔

قوله فبعد السالك من المحظورات دون ذهوله من المباحات قرب تام

اقول یعنی دوری سالک از محظورات با غفلت از مباحات قرب تام است حالانکہ عشاق این راہم نقص میدانند کمال قرب آنکہ بداند کہ در مقام قرب قرب گفتن ہم دوریست زیراکہ درین ذہول ہم توقع خود پرستی وپندار رسیدن بہ مقام ہستی است۔ در خرابات رو و ببین کہ خراباتیان	یعنی سالک کا محظورات سے بچنا بلا مباحات سے غفلت کے قرب تام ہے حالانکہ عشاق اسکو بھی نقص جانتے ہین کمال قرب یہ ہے کہ مقام قرب مین قرب کہنا بھی بعد جانے کیونکہ اس غفلت مین بھی خود پرستی اور مقام ہستی پر پہونچنے کی امید ہے خرابات مین جاکر خراباتیون کو دیکھو کہ وہ۔

چه می کنند ترا آن باید کرد رحمت باد بران بزرگ	کیا کرتے ہین تم کو بھی وہی کرنا چاہیے اون بزرگ پر
کہ گفت فقدت وجودی فی الخرابات	رحمت ہو جنھون نے کہا کہ مین نے اپنا وجود ایک بار
مرة فوجدتك دحی فذالك تا پیر خرابات	خرابات مین کھو کر تجھکو پالیا تجھپر میری جان فدا ہو
فرمان ندہد کسی از ہرہ نہ باشد کہ عروس خانہ	بلا اجازت پیر خرابات کے کسی کو عروس خانۂ قل الروح
قل الروح را ببیند شمع وشاہد در خرابات خانۂ کفر	کی زیارت ممکن نہین شمع وشاہد خرابات خانۂ کفر
نہادند تا آن کفر را پس نگذاری مومن نشوی	مین رکھے گئے جب تک وہ کفر داپس کردے مومن ہوگے
آن ندیدہ کہ بلبل عاشق گل است چون نزد	دیکھو بلبل پھول پر عاشق ہے پھول کے قریب ہوکر
گل رسد بیتاب شود و چون خود را بر گل زند خار	بیتاب ہو جاتی ہے جب اپنے آپ کو پھول پر گراتی ہے
گل بلبل را فگار کند اگر گل بے زحمت خار بودے	تو اوسکے کانٹے اوسکو زخمی کر دیتے ہین اگر پھول غیر کانٹون
ہمیشہ بلبلان عاشق گل کردندے اما با وجود خار	کے ہوتا تو تمام بلبل پھول کی عاشق ہوتی مگر باوجود کانٹون کے
از صد ہزار بلبل یکے بہ لذت عاشقی رسد	لاکھون بلبلون مین سے ایک بلبل کو لذت عاشقی نصیب ہوتی ہے

قوله فبأی مقدار بعد السالك عن الغیر قرب الی الله بقدره فمعنی القرب ایضا یشیر الی استقلال القسم الاجتنابی ونذکر بیان هذا الغیر بعبارة اخری وهی ان اصول الحجب المانعة من الوصول الی الله اربعة الدنیا والخلق والنفس والشیطان وطریق ازالتها مذکورة فی کتاب منهاج العابدین فلیعلم

یعنی چندانکہ بندہ از غیر دور است با حق نزدیک	یعنی جس قدر بندہ غیر سے دور ہوا اوسی قدر اللہ سے نزدیک
است ملاحظہ مفصل در مجمل نہایت قرب است	ہوا ملاحظہ مفصل در مجمل ہی نہایت قرب ہے پس معنی
ومعنی قرب اشارہ می کند بران کہ قسم اجتنابی از	قرب کا یہی مطلب ہے کہ نوافل کی قسم اجتنابی مستقل
نوافل مستقل است واین را بعبارت دیگر بیان	ہے اور اسکو دوسری طرح یون بیان کرتا ہون کہ اصل
می کنم کہ اصل حجاب مانع قرب جناب رب الارباب	حجاب مانع قرب رب الارباب چار چیزین ہین۔ اوّل
چہار چیز است اول دنیا دوم جدا کنندہ از مبدأ	دنیا۔ دوسری مبدأ سے جدا کرنے والی چیز

یعنی خلق سوم اعدی عدوک التی ھی النفس
چہارم شیطان رجیم کہ حالش از قرآن مجید ظاہر است
و طریق دفع کردن آن در منہاج العابدین مصنفۂ
حضرت امام غزالی مذکور است و آن این کہ بر تو
باد ای طالب عبادت جد و جہد تمام در قطع این
عقبہ کہ بزرگترین و سخت ترین عقبات است و
شومت آن سخت بسیار و فتنۂ او بزرگ است
از ان کہ ہر کہ ہلاک شد و بخدا نرسید یا بسبب دنیا
بود یا خلق یا شیطان یا نفس و حجاب در راہ حق
ہمین چہار اند پس در ہر یکے نکتۂ مقنع شنو اما دنیا
واجب است کہ از وی حذر کنی و در وی زہد کنی
از انکہ کار از سہ حالت خالی نیست یا در عبادت
از اہل بصیرتی و یا از اہل ہمتی و یا از اہل غفلتی اگر
اہل بصیرتی پسندیدست مر ترا کہ بدانی کہ دنیا دشمن
خدا است و خدائے تعالے دوست تو پس دشمن
دوست دشمن تو باشد و دنیا عقل ترا نقصان
می کند و عقل قیمت تست و اگر از اہل ہمتی پسندیدہ است
مر ترا کہ بدانی کہ شومی دنیا تا بدین حد است کہ ترا
از عبادت بکلی باز میدارد و اگر از اہل غفلتی پسندیدہ است
مر ترا کہ بدانی کہ دنیا باقی نیست یا تو از ان جدا
خواہی شد و یا او از تو جدا خواہد شد پس چہ فائدہ باشد

یعنی خلق تیسرے نفس جو تیرا بڑا دشمن ہے - چوتھے
شیطان رجیم جسکا حال قرآن مجید سے ظاہر ہے اور
اسکے دفعیہ کا طریقہ منہاج العابدین مصنفہ حضرت امام
غزالیؒ مین موجود ہے جو یہ ہے کہ اے طالب عبادت بھرپوری
کوشش سے اس بڑی گھاٹی کا طے کرنا لازمی ہے کیونکہ یہ سب
سے بڑی اور سب سے سخت گھاٹی ہے اور اسکا بوجھ بہت
سخت اور اسکا بڑا فساد ہے کیونکہ جو کوئی ہلاک ہوا اور خدا
تک نہ پہونچا وہ یا تو دنیا کے سبب سے یا خلق یا شیطان
یا نفس کے سبب سے اور خدا کی راہ مین حجاب یہی چارون
ہین لہذا ہر ایک کے متعلق ایک عمدہ نکتہ سنو - اول دنیا
تو اوسمین زہد کرنا اور اوس سے پرہیز واجب ہے کیونکہ
تین حال سے خالی نہین یا تم عابد صاحب بصیرت ہو یا اہل
ہمت یا اہل غفلت اگر صاحب بصیرت ہو تو سمجھ لو کہ دنیا
خدا کی دشمن ہے اور خدا تمھارا دوست پس دوست کا
دشمن تمھارا دشمن ہوا اور دنیا تمھاری عقل کو
نقصان کرتی ہے اور عقل تمھاری قیمت ہے
اور اگر اہل ہمت ہو تو سمجھ لو کہ دنیا کی نحوست
ایسی ہے جو تمکو عبادت سے روکتی ہے -
اور اگر اہل غفلت ہو تو سمجھ لو کہ دنیا باقی
نہین ہے یا تم اوس سے جدا ہوگے - یا
وہ تم سے جدا ہوگی تو اوس کی تلاش

در طلب دیگر ضایع کردن عمر عزیز را اما شیطان
بنده است مر ترا در کارها پرهیز کردن از شیطان
از انچه خدای تعالی فرموده است مر نبی خود را صلعم
قل رب اعوذ بك من همزات الشیاطین و
اعوذ بك رب ان یحضرون پس هرگاه که
بهترین عالمیان و عاقلترین ایشان را این حال
باشد توان دانست که حال دیگران با کمال جهل
ونقصان عقل وغفلت چگونه باشد واما خلق
بنده است مر ترا در کار خلق که بدانی که اگر با ایشان
مخالفت کنی و در هوا با ایشان موافقت نمائی
بزه کار شوی و کار آخرت بر تو باطل شود و اگر
با ایشان مخالفت کنی ترا برنجانند و کار دنیا
و دین بر تو مکدر کنند و تو نیز در عداوت ایشان
افتی و اگر ترا مدح کنند و تعظیم نمایند خوف فتنه و
عجب باشد و نیز یاد کن حال خود با ایشان بعد
از ان که در گورت نهند بعد از سه روز چگونه ترا
فراموش کنند و ذکر تو بر زبان نرانند گویا که هرگز
ترا ندیده بودند و تو ایشان را ندیده بودی و
در گور نباشد با تو مگر خدای تعالی پس این زیان
بزرگ باشد که روزگار عزیز با این خلق بی وفا
ضایع کنی و ترک خدمت خدای تعالی کنی که

مین عمر عزیز ضایع کرنے کے سوا کیا فائدہ ہوگا دوسرے
شیطان تو تم کو اپنے کاموں مین اوس سے پرہیز کرنا چاہیے
کیونکہ خداوند تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا
ہے کہ ای محمد کہو کہ خداوندا مین تجھسے وساوس شیطانی کی
پناہ مانگتا ہون اور شیاطین کے اپنے پاس آنے سے بھی پناہ
مانگتا ہون تو جب بہترین و عاقل ترین عالم کا یہ حال ہو تو کچھ
کہ دوسرونکا جو بالکل جاہل اور عقلاً ناقص و غافل ہین کیا
حال ہوگا اور خلق کی متعلق یہ سمجھو کہ اگر اونسے میل جول رکھوگے
اور خواہشات مین اون کی موافقت کروگے تو گنہگار
ہوگے اور آخرت کا کام خراب ہوگا اور اگر اون سے
مخالفت کروگے تو وہ تمکو ستائینگے اور دین و دنیا کے کام
تیرہ کردینگے اور تم بھی اونکی عداوت مین پڑجاوگے
اور اگر وہ تمھاری تعریف و تعظیم کرینگے تو فتنہ و عجب کا خوف ہے
نیز اپنا حال اون کے ساتھ یاد کرو کہ جب وہ تمکو قبر مین
دفن کردینگے تو تین روز کے بعد کیا تمکو بھول جائینگے
تمھارا ذکر بھی نہ کرینگے گویا کبھی اونھون نے تم کو
اور تم نے اون کو دیکھا ہی نہ ہوگا قبر مین تمھارے
ساتھ خدا کے سوا کوئی نہ ہوگا تو یہ بڑا نقصان
ہوا کہ اپنا وقت عزیز تم نے ایسی بے وفا
خلق کے ساتھ ضایع کیا اور خدائے تعالے
کی خدمت چھوڑی جس کی طرف آخر تمھاری

باز گشت تو در آخر کار بد است تامل کن اے
مسکین در این سخن که گفتم شاید راه راست نموده
شوی و اما نفس بنده است مزاد در کار نفس
آنچه مشاهده می کنی از حالتهاے او و خواستهاے
تباه او که او در حالت شهوت بهیمه است و در حالت
غضب درنده و در حالت معصیت طفل است و
در حالت نعمت فرعون است و در حالت گرسنگی
دیوانه و در حالت سیری خر است اگر سیرش کنی
نافرمانی کند و اگر گرسنه داری فریاد و فزع کند همچو
دراز گوش که اگر جو بیابد مردمان را زند و اگر نیابد
فریاد کند یکے از صلحا گفته است که تباهی و جهل
نفس به مثابه ایست که چون معصیتے کردن یا به آرزوے
رسیدن خواهد اگر خدا و رسول و جمیع کتب و
انبیا و سلف صالح را شفیع آری و بروے مرگ و
گور و قیامت و بهشت و دوزخ عرض کنی این
جمله را ترک گیرد و از آن معصیت و شهوت باز نماند
و چون نان از وی باز داری ترک شهوت گیرد
این چنین است خست جهل او پس بر تو باد که از وے
غافل نباشی و حال او همان ست که حق تعالی
فرموده ان النفس لامارة بالسوء و بسنده
است این تنبیه مر کسے را که عقل دارد و در روایت

والی ہوگی لہذا میری یہ بات سن کر غور کرو شاید
تم کو ہدایت ہو اور نفس کے متعلق یہ سمجھ لو کہ وہ اپنے
حالات و خواہشات میں بحالت شہوت جانور ہے
اور بحالت غصہ درندہ اور بحالت معصیت بچہ
اور بحالت نعمت فرعون اور بحالت بھوک دیوانہ
اور بحالت سیری مغرور اگر اوس کو سیر کرو
تو نافرمانی کریگا اور اگر بھوکھا رکھو تو فریاد
کرے گا جیسے خچر جو پا جانے پر آدمیوں کو مارتا
ہے اور بھوکھا رکھے جانے پر فریاد کرتا ہے ایک
بزرگ کا مقولہ ہے کہ تباہی و جہالت نفس ایسی
ہے کہ جب وہ کوئی گناہ کرنا یا کوئی خواہش پوری
کرانا چاہتا ہے تو اگر خدا و رسول اور تمام کتب و
انبیا و سلف صالح کو شفیع کرو اور اوس پر موت و
قبر و قیامت و بہشت و دوزخ پیش کرو تو وہ کسی کو
نہ مانے گا اور اوس معصیت و شہوت سے باز نہ آئیگا
اور جب اوسے بھوکھا رکھو گے تو شہوت چھوڑ دیگا
یہ تو اوس کی خست و جہل کا حال ہے لہذا
تم کو اوس سے غافل نہ رہنا چاہیے اوس کا
حال وہی ہے جو حق تعالے نے فرمایا کہ بیشک
نفس برائی کا حکم دیتا ہے اور یہ تنبیہ
صاحب عقل کے لیے کافی ہے ۔ ایک

کرده اند از بعض صالحان که او را احمد ارقم بلخی
می گفتند که او گفت نفس من با من نزاع کرد
برای بیرون آمدن بسوی غزا گفتم سبحان الله
خدای تعالی گفته است ان النفس لامارة
بالسوء و این مرا بخیر می فرماید این چگونه باشد
نفس را گفتم که تو از تنهائی تنگ آمده بدین بهانه
می خواهی که ملاقات مردمان کنی تا مردمان ترا
تعظیم کنند من هرگز در آبادی فرود نخواهم آمد
قبول کرد باز بدگمان شدم گفتم که خدای تعالے
راست گو است با نفس خود گفتم که من با دشمن
بے آلت جنگ خواهم کرد تا اول کسی که کشته شود
من باشم قبول کرد همچنین بسیار چیزها بر شمردم
نفس من همه قبول کرد در آخر گفتم یارب مرا بر مکر
او مطلع گردان می دانم که تو راست گفته و او دروغ
می گوید پس در مکاشفه دیدم که گویا مرا نفس می گوید
که اے احمد هر روز مرا بارها می کشتی به منع کردن
آرزو دلهاے من و هیچ کس برین مطلع نیست اما
اگر با دشمن جنگ کنم و کشته شوم ازین عذاب
خلاص یابم و میان مردمان مرا جاهے حاصل شود
بگویند که احمد شهید شد پس نشستم و ترک غزا گرفتم
دران سال پس نیکو نظر کن ای طالب عبادت

بزرگ یعنی احمد ارقم بلخی سے مروی ہے اونھون نے
کہا کہ میرے نفس نے مجھ سے غزوہ مین چلنے کے
لیے بہت اصرار کیا مین نے کہا کہ خوب حق تعالے تو
فرماتا ہے کہ نفس برائی کا حکم دیتا ہے اور یہ مجھے نیکی
بتا رہا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے تب مین نے نفس سے کہا
کہ غالبًا تو تنہائی سے تنگ آکر اس بہانہ لوگون سے ملنا
چاہتا ہے تاکہ لوگ تیری تعظیم کرین لہذا مین آبادی
مین نہ جاؤن گا اوس نے اسے قبول کیا مین بدگمان
ہوا اگر مین نے کہا کہ خداے تعالی سچا ہے پھر مین نے
نفس سے کہا کہ مین دشمن سے نہتا لڑون گا تاکہ
سب سے پہلے مین ہی مارا جاؤن یہ بھی اوس نے
قبول کیا اسی طرح بہت سی باتین مین نے نفس سے
کہین سب اوس نے منظور کین آخر مین نے دعا کی کہ
خداوندا مجھکو اوسکے مکر سے مطلع کر مین جانتا ہون کہ
تو سچا ہے اور وہ جھوٹا تو اپنے مکاشفہ مین مین نے
دیکھا کہ میرا نفس مجھ سے کہتا ہے کہ تم ہر روز میری خواہشین
روک روک کر مجھکو مارتے ہو اور یہ حال کوئی نہین جانتا
لہذا اگر دشمن سے لڑکر مرجاؤن تو اس عذاب سے بھی
چھوٹون اور لوگون کے نزدیک بھی وقعت ہو لوگ یہ
کہین گے کہ احمد شہید ہوا تب مین بیٹھ رہا اور اوس
سال لڑائی پر نہ گیا لہذا اے طالب عبادت

در مکر نفس و غرور او که بعد از مردن جاه می طلبد
بدان که این جا اصلے است بزرگ و آن این که
عبادت دو نیمه دارد یکے نیمه کسب کردن و یک
نیمه پرہیز کردن یعنی کسب کردن طاعت و پرہیز
کردن از معصیت و سیئات و این ست تقوی
و نیمه پرہیزیدن افضل است مر بنده را از نیمه
کسب کردن و ازین ست که مبتدیان از اہل
عبادت که در اول درجه باشند به نیمهٔ اکتساب
مشغول شوند و ہمه ہمت ایشان آن باشد
که دل را از میل کردن سوے غیر حق و چشم را از
نظر کردن بمالایعنی نگاہدارند و ازین معنی گفت
عابد دوم از عباد سبعه مر یونس را که اے یونس
بعضے از مردمان نماز را دوست دارند و بعضی روزه
را و بعض صدقه را تو روزه گیر از سخن کثیر گفتن و
صدقه ده از پرہیز کردن از رنجانیدن که ہیچ
صدقه و روزه فاضل تر ازین نیست پس چون
دانستی که نیمهٔ پرہیزیدن اولی است اگر ہر دو
نیمه ترا بدست آید کارت تمام شود و ترا سلامتے
و غنیمتے حاصل آمده باشد و اگر ہر دو نتوانی باید
که جانب پرہیزیدن رعایت کنی تا سلامتے
حاصل آید و الا ہر دو نیمه را زیان کرده باشی از انکه

نفس کے مکر و غرور کو غور سے دیکھ کہ مرنے کے بعد بھی
عزت چاہتا ہے جاننا چاہیے کہ یہاں پر ایک بڑی
اصل یہ ہے کہ عبادت کے دو حصے ہین ایک حصہ کسب
کرنا اور دوسرا حصہ پرہیز کرنا یعنی اطاعت کرنا اور معصیت
و گناہون سے پرہیز کرنا اور یہی تقوے ہے پرہیز کرنا
بندہ کے لیے کسب کرنے سے افضل ہے اسی لیے
مبتدی اہل عبادت جو پہلے درجہ مین ہوتے ہین وہ
اکتساب مین مشغول ہوتے ہین اور پوری ہمت
اون کی یہ ہوتی ہے کہ اپنا دل غیر حق کی
طرف مائل ہونے اور آنکھ کو فضولیات دیکھنے
سے بچائین اسی لیے عباد سبعہ مین سے عابد
دوم نے یونس سے کہا کہ اے یونس
بعض آدمی نماز پسند کرتے ہین اور بعض
روزہ اور بعض صدقہ۔ لہذا تو بہت باتین
کرنے سے روزہ رکھ اور عدم آزاری سے
صدقہ دے کیونکہ کوئی روزہ و صدقہ
اس سے زیادہ افضل نہین پس جب
تم نے جان لیا کہ پرہیز کرنا بہتر ہے
تو اگر دونون حصے تمکو مل جائین
تو تمھارا کام پورا ہو جائے۔ ورنہ
دونون حصون کا نقصان ہو گا کیونکہ

چه نفع کند ترا قیام شب و صیام روز این یک
کلمه باطل شود از ابن عباسؓ پرسیدند که چه
گوئی در دو مردے که یکے خیر بسیار دارد و شر
هم بسیار دارد و دیگرے خیر اندک و شر هم اندک
دارد گفت هیچ خیر به سلامتی برابر نشود و نظیر
انچه ما گفتیم حال علاج مریض است که دو نیمه دارد
نیمے دارو خوردن و نیمے پرهیزیدن پس اگر میان
هر دو جمع کند صحت یابد و اگر هر دو نتواند پرهیزیدن
اولی ترازان که به ترک پرهیز هیچ دارو نفع نکند
اما پرهیز کردن با ترک دارو نفع کند و رسول الله
صلعم گفته است که اصل هر دوا پرهیزیدن است
چنانچه طبیبان هندوستان رنجور را بهمین
پرهیزیدن علاج کنند و مریض را از اکل و شرب
و کلام باز دارند هم بدان صحیح شود بے آنکه دارو
دهند پس ازین جا معلوم شد که اصل کار تقوی
است و متقیان در مرتبه بلند از عابدت پس
بر تو باد که جد و جهد تمام در کار تقوی کوشیدن۔

تمکو شب بیداری اور روزہ کیا نفع دیگا یہ ایک کلمہ
سے باطل ہو جائیگا حضرت ابن عباسؓ سے لوگون
نے پوچھا کہ آپ اون دو شخصون کے متعلق کیا
کہتے ہین جنمین سے ایک کی اچھائیان بھی بہت
ہین اور برائیان بھی بہت اور دوسرے کی اچھائی
بھی کم ہے اور برائی بھی کم فرمایا کہ کوئی اچھائی سلامتی
کے برابر نہین اور اس سب گفتگو کی مثال حال مریض کی ہے
کہ مریض کے علاج کے دو حصہ ہین ایک حصہ دوا کھانا
اور دوسرا پرہیز کرنا اگر دونون باتین کرے تو صحت پائے
اور اگر دونون نہ ہو سکین تو پرہیز کرنا بہتر ہے کیونکہ پرہیز نہ
کرنے سے کوئی دوا نفع نہین کرتی مگر دوا چھوڑ کر پرہیز
کرنا نفع کرتا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہر دوا کی اصل پرہیز ہے
چنانچہ ہندوستان کے اطبا بیمار کا علاج پرہیز سے کرتے
ہین اور اوسے کھانے پینے اور باتین کرنے سے روک دیتے ہین
جس سے وہ اچھا ہو جاتا ہے دوا کی ضرورت نہین رہتی
تو معلوم ہوا کہ اصل چیز تقوی ہے اور متقی ہی عبادت مین
عالی رتبہ ہین لہذا تمکو تقوے مین پوری کوشش کرنا چاہیے

قوله فلما تقرر ان طريق القرب الى الله بعد الفرائض بكثرة عبادات النوافل باعتبار النوع او الفرد كما ذكر

اقول یعنی هرگاه که قرار یافت این امر که طریق
قرب حق بعد فرایض از کثرت عبادات نوافل

یعنی جب یہ امر طے ہو گیا کہ طریقۂ قرب حق
بعد فرایض عبادات کثرت نوافل

می شود خواہ نوعے خاص از انواع نوافل بود خواہ فردے خاص از افراد چنانکہ بالا رفت وتخصیص نوافل ازان ست کہ حق سبحانہ چیزے محبوب تر در عبادت ازین نماز نہ گردانیدہ زیراکہ درو مشقت محضہ است واز مشقت اجر بسیار حاصل می شود

ہے خواہ اونمین سے کوئی نوع یا فرد خاص ہو جیساکہ پہلے بیان ہو چکا اوران نوافل کی خصوصیت اسی لیے ہے کہ خداوند تعالے نے اپنی عبادات مین نماز سے بہتر کوئی چیز نہین رکھی کیونکہ اسمین محض مشقت ہے اور مشقت سے ثواب بہت حاصل ہوتا ہے۔

قولہ وطریق تحصیل تکثیر العلم بہذا الحصر دھوان شغل الانسان لا یخلومن جنسین جنس العبادۃ وجنس العادۃ وکل جنس لا یخلومن وصفین قلیل الوقوع اوکثیر الوقوع اما قلیل الوقوع من جنس العبادۃ فمثل الحج والزکوۃ والجہاد وغیر ذلک ومن جنس العادت فمثل النکاح والطلاق والبیع والشری وغیر ذلک واما جنس کثیر الوقوع من العبادات فمثل الصوم والصلوۃ والاذکار وغیر ذلک ومن جنس العادات کالاکل والشرب والنوم واللباس وغیر ذلک

اقول پس طریق تحصیل تکثیر علم باین حصر است کہ شغل انسان از دو جنس خالی نیست عبادت است یا عادت وہر جنس از دو حال خالی نیست یا بسیار شوندہ است یا کم آن کہ کم واقع شوندہ است از عبادات مثل حج است کہ در عمر بشرط استطاعت یک بار وزکوۃ بعد سال بشرط وجود شرایط یک بار وجہاد وغیرہ وقلیل الوقوع از جنس عادات مثل نکاح وغیرہ است کہ محتاج

پس کثرت علم کے حصول کا طریقہ یون ہے کہ شغل انسانی دو جنس سے خالی نہین عبادت ہے یا عادت اور ہر جنس دو حال سے خالی نہین یا بہت ہونے والی ہے یا کم تو عبادات مین قلیل الوقوع حج وزکوۃ وجہاد وغیرہ ہین جو عمر بھر مین بشرط قدرت ایک بار اور بشرط وجود شرایط سال مین ایک بار فرض ہین اور عادات مین قلیل الوقوع نکاح وغیرہ ہین جن کی

چندان شرح نیست وشناختن این ہر دو جنس ضروری نیست ولیکن جنس کثیر الوقوع از عبادات مثل روزہ ونماز واذکار وسوای ازین از عادات مثل خوردن ونوشیدن وغیرہا واین ہر دو قول راصرف ترجمہ کفایت می کند

شرح کی زیادہ ضرورت نہین اور ان جنسون کا جاننا ضروری ہے اور جنس کثیر الوقوع عبادات سے روزہ ونماز واذکار اور عادات سے کھانا پینا سونا وغیرہ ہین اوران عبارتون کا صرف ترجمہ کافی ہے۔

قوله فنوافل هذين الجنسين لابد لطالب القرب من تحصيلها حتى يستوعب جميع اوقاتها بالنوافل فعلى طريق الاقتصاد يكفيه كتاب عين العلم وما اشبهه من المختصرات ومن اراد استقصاءه فعليه بالكتب المبسوطة مثل احياء علوم الدين وغير ذلك من الكتب الفقهية فهذا الضابطة يكفي للطالب في معرفة القرب وفي طريق تحصيله

اقول پس نوافل ازین ہر دو جنس طالب قرب رابجا آوردن ضروری ست وباید کہ حاصل کند طالب آن نوافل را باستیعاب اوقات بطریق میانہ روی خالی از افراط وتفریط کہ آن مذموم است وکافی است طالب را مطالعۂ کتاب عین العلم ودیگر کتب حضرات اکابر مثل فتوح الغیب از حضرت سید محی الدین عبد القادر جیلانیؒ وعوارف المعارف شیخ شہاب الدین سہروردی ومصنفات حضرت شاہ ولی اللہ محدث وغیرہم وہر کہ زیادہ ازین خواہد پس او را کتب مبسوطہ مثل قوت القلو

تو یہ دونون قسم کے نوافل طالب قرب کو بجالانا ضروری ہین طالب کو چاہیے کہ انھین اچھی طرح بطریق اعتدال بجالاوے۔ ان مین افراط وتفریط نہ کرے کیونکہ افراط وتفریط بری ہے طالب کو کتاب عین العلم اور دیگر کتب حضرات اکابر مثل فتوح الغیب حضرت سید محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی وعوارف المعارف حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی ومصنفات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا مطالعہ کافی ہے اور جو اس سے زیادہ چاہے اوسے بڑی کتابین مثل قوت القلوب

شیخ ابو طالب مکی و مصنفات حضرت امام غزالی و دیگر اکابر باید دید و قاصران این زمانہ را مطالعہ کتاب مستطاب مطالب رشیدی مولفہ حضرت مرشدی کافی و وافی می تواند شد پس این قاعدہ کلیہ کافی است طالب را در معرفت و طریق تحصیل قرب۔

حضرت شیخ ابو طالب مکی اور مصنفات حضرت امام غزالی اور اور بزرگون کی تصنیفات دیکھنا چاہیے اور اس زمانہ والون کو کتاب مستطاب مطالب رشیدی مولفہ حضرت مرشدنا شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ کا مطالعہ کافی ہے پس یہ قاعدہ کلیہ طالب کے لیے تحصیل قرب معرفت مین کافی ہے۔

قولہ واما احتیاج الناس الی المرشد والاستاذ فلا بد منه لتسهیل الطریق و سرعة الوصول واما سلوک الطریق بغیر المرشد والاستاذ فهو فی الجملة ممکن لمن وفقه اللهُ

اقول لیکن احتیاج طالب سوے مرشد و اوستاد ضرور است براے آسان گردانید ن راہ وصول و زود رسیدن بدان و سلوک کردن بغیر مرشد و استاد اگرچہ فی نفسہ ممکن است مگر توفیق الٰہی شرط است فقیر کاتب الحروف گوید کہ بواسطہ عادت تخلیقیہ الٰہی ظاہر استبعد می نماید اگر ازین جملہ حال رہروی اویسیان قصد کردہ آن ہم تہی تواند شد زیراکہ مرشد آنہا صورت برزخیہ بزرگیست کہ مربی و کافل مہمات آنہا گشتہ بالجملہ در سلوک راہ دین و وصول بعالم یقین مرید را از شیخ کامل راہبر راہ شناس صاحب ولایت و متصرف ناگزیر است ؎ از ہر چہ بجز می است کوتاہی بہ

مگر راہ وصول آسان کرنے اور بہت جلد فایز ہونے کے لیے طالب کو مرشد و اوستاد کی بہت ضرورت ہے اور سلوک کرنا بلا مرشد و اوستاد کے اگرچہ فی نفسہ ممکن ہے مگر توفیق الٰہی شرط ہے مین کہتا ہون کہ عادت الٰہی کو دیکھتے ہوے بظاہر دشوار معلوم ہوتا ہے اور اگر ان حالات سے اویسیون کا سلوک مراد لیا ہے تو وہ بھی نہین ہو سکتا کیونکہ اون کا مرشد اوس بزرگ کی صورت برزخیہ ہے جو انکا مربی و حلال مشکلات ہے غرضکہ سلوک راہ دین اور عالم یقین تک پہونچنے کے لیے مرید کو شیخ کامل راہبر راہ شناس صاحب ولایت و متصرف کی ضرورت ہے ؎ از ہر چہ بجز می است کوتاہی بہ

وآنگه رکت بنان خرگاہی ہے ÷ مشایخ بنان
خرگاہی حضرت الٰہی اند کہ اولیائی تحت
قبائی لایعرفہم غیری موسی علیہ السلام
باکمال مرتبۂ نبوت ودرجہ رسالت و اولوالعزمی
دربدایت حال دہ سال ملازمت خدمت
شعیب علیہ السلام نمود تا استحقاق شرف مکالمت
حق ظاہر شد وبعد ازان کہ بدولت وکلم اللہ
موسی تکلیما وسعادت وکتبنالہ فی الالواح
من کل شیء موعظۃ وتفصیلا لکل
شیء رسیدہ وپیشوائی ومقتدائی دوازدہ سبط
بنی اسرائیل یافت دگربارہ در دبیرستان تعلم
علم لدنی از معلم خضر التماس متابعت نمود کہ
ھل اتبعک علی ان تعلمنی مما علمت
رشدا مفتون ومغرور این راہ کسی است کہ
پندارد کہ بادیۂ بے پایان کعبۂ وصال ذوالجلال
بسیر قدم بشری بے دلیل وبدرقہ قطع توان کرد
ھیہات ھیہات لما توعدون اگرچہ
دربدایت ہدایت نہ بپیغامبر حاجت بود ونہ
بشیخ آن تخمی است کہ در زمین دلہا جز
بدستکاری نظر عنایت نیفتد خواجۂ عالم صلعم
چندان کہ جہد فرمود کہ آن تخم در زمین قلب

وانگہ زکف بنان خرگاہی ہے ÷ مشایخ محبوبان
حضرت الٰہی ہین جن کی شان مین اولیائی
تحت قبائی وارد ہے حضرت موسی علیہ السلام
کو باوجود کمال مرتبۂ نبوت ورسالت حاصل
ہونے کے ابتدا مین دس سال حضرت شعیب
علیہ السلام کی خدمت کرنا پڑی تب خدا سے
شرف مکالمت نصیب ہوا اور دولت مکالمت
وسعادت رسالت اور بارہ گروہ بنی اسرائیل
کی پیشوائی حاصل کر چکنے کے بعد دوبارہ پھر
اونھین علم لدنی کے لیے حضرت خضر سے التماس
متابعت کرنا پڑی کہ ھل اتبعک علی ان
تعلمنی مما علمت رشدا جو شخص یہ سمجھے
کہ کعبۂ وصال ذوالجلال کا دشت ناپیدا کنار
اپنی کوشش سے بلا راہبر وزاد راہ طے ہو سکتا
اوس پر افسوس صد افسوس۔ اگرچہ
ابتدائے ہدایت مین پیغمبر کی ضرورت
ہے اور نہ شیخ کی حاجت کیونکہ وہ ایک
تخم ہے جو زمین دل مین صرف نظر
عنایت کی دستکاری سے بویا جاتا
ہے آن حضرت صلے اللہ تعالے علیہ
آلہ وسلم نے بہت کوشش کی کہ۔

ابی طالب انداز د نتوانست باو گفتند انک لا
تهدی من احببت ولکن الله یهدی
من یشاء تخم ہدایت انداختن وظیفه خداوند یست
ولیکن ہر کجا آن تخم پدید آید در پرورش آن بہ
نیابت وخلافت حق بہ پیغامبرے یا شیخے کہ
نائب اوست حاجت افتد کہ انک لتهدی
الی صراط مستقیم بدان کہ احتیاج مرید سالک
بشیخ واصل کامل از وجوه است اما درین مختصر دہ
وجہ گفتہ می شوند- وجہ اول آن کہ راه ظاہری
بہ کعبۂ صورت بے دلیل راہبر راه شناس نمیتوان
رفت با آنکہ رونده آن راه ہم دیدۂ راه بین دارد
وہم قدم قوی وہم راه ظاہر است وہم مسافت
معین آن کہ راه حقیقت است صد وبست ہزار نقطہ
نبوت وعنصر رسالت دران راه قدم زده اند یک
قدم ظاہر نیست پس بران از خود کے گام توان زدن
در خدمت مشایخ سالہا ممارست باید کرد- تا او
بیان واقع وکشف وقایع مرید کند چہ کہ مبتدی
سالک درین راه اول نہ نظر دارد نہ قدم پس
بیابانے چنین بے پایان بے دلیل دیده بخش
نتوان رفت- وجہ دوم آن کہ ہمچنانکہ در راه صوری
قطاع الطریق بسیار اند کہ بے بدرقہ نتوان رفت

ابو طالب کو ہدایت فرمائیں مگر نہ فرما سکے اون سے
ارشاد ہوا کہ تم جسے چاہو اوسے ہدایت نہیں کر سکتے
بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے ہدایت کرنا
خدا کا کام ہے تاکہ جس کسی کو ہدایت ہوتی ہے اور اسکے
لیے بہ نیابت وخلافت حق کسی پیغمبر یا شیخ کی توجہ
ضروری ہے کہ انک لتهدی الی صراط مستقیم جاننا
چاہیے کہ مرید سالک کو شیخ واصل کامل کی ضرورت
کئی وجوه سے ہے لیکن یہاں صرف دس وجہیں بیان
کیجاتی ہیں- پہلی وجہ یہ کہ جب کعبۂ ظاہر کی راه بلا رہبر
طے نہیں کر سکتے حالانکہ اوس راه کا چلنے والا دیدۂ راه بین
اور قدم قوی بھی رکھتا ہے اور راستہ بھی کھلا ہوا ہے
اور مسافت بھی مقرر تو پھر جو راه حقیقت ہے جسپر
ایک لاکھ بیس ہزار انبیاء علیہم السلام چلے ہیں اور جو
ایک قدم بھی ظاہر نہیں از خود اوسپر کیسے چل سکتے ہیں
شیخ کی خدمت میں برسوں کوشش کرنا چاہیے
تاکہ وه واقعات بیان کرے اور مرید کے حالات ظاہر
کرے کیونکہ اس راه میں مبتدی سالک پہلے نہ نظر رکھتا
ہے نہ قدم لہذا ایسا لق و دق میدان بغیر رہنمائی
رہنما طے نہ کرنا چاہیے- دوسری وجہ یہ کہ جس
طرح ظاہری راه بوجہ چور و ڈاکو بہت ہونے
کے بغیر محافظ کے طے نہیں کر سکتے اوسی طرح

در راه معنوی زخارف و زینت دنیاوی و نفس
و شیطان جمله رہزنان اند بے بدرقگی صاحب
ولایتے نتوان رفت وجہ سوم آنکہ درین راہ مزلات
و آفات و شبہات بسیار و عقبات بیشمار اند تا
فلاسفہ بہ تنہاروی در چند ورطہ اہل شبہات افتادند
و جان و ایمان بباد دادند و ہمچنین دہریہ و طبعیہ
و براہمہ و ملاحدہ وغیرہ جملہ ابتداء سلوک این راہ
بے شیخ کامل و واصل کردند و قطع عقبات و
مزلات نکردند ہر یک در آفتے و شبہتے افتادہ
از راہ برگشتند و ہلاک شدند و صاحبان سعادتے
کہ در حمایت ولایت شیخ کامل سلوک کردہ اند
بسر حد جملہ آفات و مزلات رسیدہ اند و ہمہ
شبہات مطالعہ کردہ دیدہ و دانستہ اند کہ طوایف
اہل ہوا و بدع را از کدام مزلت بدوزخ بردہ اند
پس خود بہ پناہ دولت صاحبان ولایت ازان
ضلالت بسلامت عبور کردہ اند و ازان مزلات
خلاص یافتہ وجہ چہارم آن کہ روندگان را از
ابتلا و امتحان گوناگون کہ سرتاسر راہ پُر ازان است
وقفات بسیار افتد شیخے صاحب تصرف باید
تا بہ تصرف ولایت مرید را از وقفہ باز دارد و گرمی
طلب و صدق ارادت در وے پیدا آرد و قبض و

راہ باطنی کے ڈاکو دنیا اور نفس و شیطان ہین لہذا
بغیر ہمراہی کسی صاحب ولایت کے چلنا نہین چاہیے
تیسری وجہ یہ کہ اس راہ مین لغزشین اور آفتین اور
شبہے و عقبے بہت ہین فلاسفہ اپنی تنہاروی سے
چند ایسے شبہون مین پڑے کہ جان و ایمان برباد
کر بیٹھے اسی طرح دہریہ و طبعیہ و براہمہ و ملاحدہ وغیرہ
بھی بلا اقتدا شیخ کامل و واصل اس راہ پر چلے مگر
اوس کی گھاٹیان طے نہ کر پائے آخر آفت و شبہہ
مین پڑ کر راہ بھولے اور ہلاک ہو گئے مگر جن نیکبختون
نے کسی شیخ کامل کی حمایت ولایت مین سلوک
کیا اور آفات و لغزشات کی حد پر پہونچ کر یہ سمجھے کہ
وہ لوگ کس وجہ سے دوزخ مین گئے اونھون نے
البتہ ان عقبات سے بسلامتی عبور کیا اور لغزشون
سے بچے۔ چوتھی وجہ یہ کہ اس راہ کے چلنے
والون کو طرح طرح کے امتحانون کی وجہ
سے جس سے بالکل راستہ بھرا ہوا ہے بہت
وقفے پڑتے ہین تو ایسا شیخ صاحب تصرف
ہونا چاہیے جو اپنے تصرف ولایت سے مرید
کو رُکنے نہ دے اور گرمی طلب و صدق
ارادت اوس مین پیدا کر دے اور اوس
کی طبیعت کی افسردگی اور قبض اور

ملالت و افسردگی از طبع او بیرون برد و بعبارات
و اشارات لطیفہ داعیۂ شوق در باطن او پیدا آرد
وجہ پنجم آن کہ درین راہ روندہ را علل و امراض
در نہاد پدید می آیند در بعض مواد فاسدہ غالب
شود و مزاج طلب و ارادت انحراف پذیرد کہ بضرورت
بہ طبیب حاذق حاجت افتد تا بمعالجہ صواب
در ازالۂ مرض و تسکین مواد کوشد و الا از راہ باز ماند
تا ازالۂ مرض بحسب مزاج ہر مرید بادویۂ صالح
نہ کند استطاعت سلوک ممکن نگردد وجہ ششم
آن کہ سالک درین راہ بہ بعضے مقامات روحانی
رسد کہ روح او از کسوت بشریہ مجرد شود و پرتو نور
حق بروی تجلی کند و رسوم باطلہ بشریت در زہوق
آید و روح درین حال در خلافت حق ید بیضا نماید
و چون آئینہ دل صفا یافتہ است عکس تجلی روح
پذیرد و ذوق انا الحق و سبحانی در خود باز
یابد غرور و پندار یافت کمال وصول بمقصد
حقیقی در وے پدید آید و می داند کہ کسی از انبیاء و
اولیاء ازین مقام فراتر نرفتہ است اگر تصرفات
ولایت شیخ کہ بصورت لطف حق است دستگیر
او نشوند خوف زوال ایمان باشد و آفت حلول و
اتحاد ہم درین مقام توقع توان داشت پس

ملال کو دور کر کے لطیف عبارات و اشارات سے
شوق اوس کے دل مین پیدا کردے پانچوین وجہ
یہ کہ اس راہ کے چلنے والے کے دل مین بیماریان
پیدا ہو جاتی ہین اور بعض مین مواد فاسدہ بڑھ جاتا
ہے اور مزاج طلب و ارادت بگڑ جاتا ہے جس سے
طبیب حاذق کی خواہ مخواہ ضرورت پڑتی ہے
تاکہ وہ علاج معقول سے ازالۂ مرض و تسکین مواد
کرے ورنہ راہ سے باز رہیگا جب تک ہر مرض کا ازالہ
ہر مرید کے حسب مزاج عمدہ دواؤن سے نہ کریگا مرید
سلوک نہ کر سکیگا چھٹی وجہ یہ کہ سالک اس راہ مین بعض
ایسے مقامات روحانی پر پہونچتا ہے جہان اوسکی روح
لباس بشریت سے مجرد ہوتی ہے اور پرتو نور حق اوسپر
تجلی کرتا ہے اور رسوم بشریت غائب ہو جاتے ہین
اور روح اوس وقت خلیفۂ حق ہونیکی دلیل پیش کرتی
ہے اور چونکہ آئینۂ دل صاف ہوتا ہے لہذا وہ
اوس کا عکس قبول کر کے انا الحق و سبحانی کا ذوق
اپنے مین پاتا ہے اور مقصد پر پہونچنے کا غرور اوس مین
پیدا ہو جاتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ کوئی نبی اور ولی اس
مقام سے بلند نہین گیا اوس وقت اگر تصرفات ولایت
شیخ جو بصورت لطف حق ہین اوسکی دستگیری نکرین تو زوال
ایمان اور آفت حلول و اتحاد کا خوف ہے پس

شیخی کامل الحال واقعه شناس باید تا او را بتصرف
ولایت ازین پندار بیرون آرد و بیان مقام
او کند و آنچه مافوق آن مقام است در نظر او
آرد و تشویق کند تا مرید ازین مزلت خلاص
یابد و دیگر باره روی براه نهد والا برین عقبه
چنان بند شود که بهیچ وجه خلاص نیابد وجه
هفتم آنکه رونده را در اثنای سلوک وقایع
غیبی پدید آید که هر یک اشارت بود بنقصان
و زیادت تربیت مرید و دلالت بود بر صفائی
و کدورت دل و معرفت ذمیمه و حمیده نفس و
علامت حجاب دنیاوی و اخروی و احوال
شیطانی و نفسانی و روحانی و رحمانی و دیگر
معانی که مبتدی بهیچ نشناسد تا شیخی مؤید نباشد
بتائید الهی و معلی بعلم تاویلات تا بیان
واقع و کشف احوال مرید کند و او را بتدریج
زبان غیب آموزد والا از ان اشارات و معارف
محروم ماند و ترقی میسر نگردد و معرفت مقامات
حاصل نیاید وجه هشتم آنکه هزار سالک که سیر
بقوت قدم خویش کنند سالها مسافت بعد
مقامی از مقامات این راه قطع نتوانند کرد
زیرا که سیر مبتدی از روش موران ضعیف کمتر باشد

ایسا شیخ کامل الحال واقعہ شناس ہو جو اوسے
بتصرف ولایت اس پندار سے نکالے اور اوسے
سمجھائے اور اوس سے اعلی مقام اوسے دکھا کر شوق
دلائے تاکہ مرید اس لغزش سے نجات پاکر پھر دوبارہ
متوجہ ہو ورنہ اس گھاٹی سے نکل نہ پائیگا ساتوین
وجہ یہ کہ سالک پر اثنائے سلوک مین وقایع
غیبی ظاہر ہوتے ہین جو ہر ایک اوس کے نقصان
و زیادتی تعلیم اور صفائی و کدورت دل و معرفت
ذمیمہ و حمیدہ نفس و علامت حجاب دنیاوی
و اخروی و احوال شیطانی و نفسانی و روحانی و
رحمانی وغیرہ کی دلیل ہوتا ہے جن سے وہ واقف
نہین ان پر بلا توجہ شیخ مؤید بتائید الہی و معلم بعلم
تاویلات کے کوئی واقف نہین ہو سکتا لہذا ایسا
شیخ ہو جو اوس کو بتدریج زبان غیب سکھائے ورنہ
وہ اون اشارات و معارف سے محروم رہے گا اور
ترقی میسر نہ ہوگی اور معرفت مقامات حاصل
نہ ہوگی ۔ آٹھوین وجہ یہ کہ ہزارون سالک
جو اپنی قوت قدم سے سیر کرتے ہین برسون مین
ان مقامات مین سے کسی مقام کو طے
نہین کر پاتے کیونکہ مبتدی کی سیر ضعیف
چیونٹی کی چال سے بھی کم ہوتی ہے

وبعضی مقامات اند درین راہ کہ عبور بران بطیران
تواند بود و مبتدی را طیران میسر نشود کہ او در شال
بیضہ است بہ مقام مرغی نا رسیدہ پس شیخ
مرغ صفت است مرید بے پر و بال چون خود را
مور وار بہ شہپر ولایت و بند د مسافتہای بعیدہ
کہ بعمرہا از خود قطع نتوانستی کرد باندک روزگار قطع
کند و در عالمی کہ طیران نتوانستی کرد بمعونت شیخ
طیران نماید صاحب مرصاد العباد گوید کہ این ضعیف
وقتی در خوارزم سالکی را دید او را شیخ ابو بکر جامی
می گفتند از جملہ مجذوبان حق بود و شیخی معین نداشت
اما بتصرفات جذب حق مقامات اعلی یافتہ بود
و از اکثر عقبہای عظیم گذشتہ و قطع مسافتہا
کردہ با این ضعیف در بیان مقامی سخن میراند
گفت بعد سیر چہل و پنج سال بدین مقام رسیدم
از صعوبت احوال این مقام دو سال خون از
شکم جاری ماند دبسے خون خوردم و جان دادم
از راہ صورت و معنی تا حق تعالی مرا ازین مقام
عبور داد - این ضعیف این حکایت در خدمت
شیخ خود سلطان طریقت برہان حقیقت مجد الدین
بغدادی قدس سرہ باز گفت فرمود کہ ہر گز کسے
قدر مشایخ نشناسد و حق ایشان نتواند گذارد

اور بعض مقام سلوک ایسے ہین جن پر عبور طیران سے
ہوتا ہے اور مبتدی کو طیران میسر نہین کیونکہ ذی بال و
پر ہے مرغ ہونے کے مقام تک نہین پہونچا - تو شیخ
مرغ صفت ہے - مرید بے بال و پر جب اپنے آپ کو
چیونٹی کی طرح اوس کے بازوے ولایت سے باندھ دیتا
ہے تو بڑی مسافتین جو از خود ایک عمر مین طے نہین
کر سکتا تھا تھوڑی مدت مین طے کر لیتا ہے اور جس عالم
مین طیران نہین کر سکتا تھا اوسمین بمدد شیخ طیران کرتا ہے
صاحب مرصاد العباد کہتے ہین کہ ایک مرتبہ مین نے ایک
سالک کو خوارزم مین دیکھا جن کا نام شیخ ابو بکر جامی تھا
اور وہ بڑے بزرگ تھے اور اون کا کوئی پیر نہ تھا محض
عنایت الہی سے اونھون نے اعلے مقامات طے کیے
تھے اور اکثر دشواریون سے گذرے ہوے تھے وہ مجھ سے
ایک مقام کے متعلق کہنے لگے کہ پینتالیس سال کی سیر
کے بعد مین اس مقام پر پہونچا اور اس کے شدائد کی
وجہ سے دو برس مجھکو خون کے دست آئے اور بظاہر
و باطن بہت پریشان ہوا یہانتک کہ حقتعالے نے مجھکو
اس مقام سے نکالدیا - مین نے یہ واقعہ اپنے پیر و مرشد سلطان
طریقت برہان حقیقت شیخ مجد الدین بغدادی سے عرض
کیا اونھون نے فرمایا کہ ہرگز مشایخ کا مرتبہ کوئی
نہین پہچانتا اور اون کا حق ادا نہین کر پاتا -

این جا مارا مریدان ہستند کہ بدو سال داد سلوک
این راہ از مبادی طریقت تا نہایت حق بدادہ اند
وچون بدین مقام رسیدند در یک روز ایشان
را ازین مقام عبور دادم باآنکہ چنان عزیزے
کہ از نادرۂ ایام است بعد از مجاہدہ و سلوک
چہل وپنج سال ومجذوبی حق دو سال درین
مقام ماند وآن ہمہ رنج دید انتہی وجہ نہم آن کہ
سلوک این راہ مرید را بواسطۂ ذکر تواند بود اگر
از خود کند مفید نہ باشد تا آن کہ تلقین از شیخ کامل
نیابد وجہ دہم آن کہ در حضرت بادشاہان صوری
اگر کسے خواہد کہ منصبے یا ولایتے حاصل کند اگرچہ
مستحق آن نہ باشد تا خدمتے لایق آن از وی نیاید
اما چون بہ حمایت مقربے از مقربان شاہی آید و
خود را بدو بر بندد آن مقرب التماس در حضرت
شاہ کند بادشاہ در عدم استحقاق آن شخص نظر
نہ کند بلکہ در حقوق وقربت آن مقرب نگرد وقول
او رد نہ کند والتماس او قبول کند ہمچنین در حضرت
بادشاہ حقیقی بندگان مقرب اند کہ اگر التماس کنند
کہ عالم را نگون کن مبذول دارد این مقام
سردیار بندگان درگاہ است آنجا کہ ملوک
وسلاطین دین اند ومقتدایان عالم یقین

یہان میرے مریدین ایسے ہین جنھون نے دو برس
مین اس راہ کا سلوک کیا اور ابتدا سے انتہا تک پہونچے
اور جب اس مقام پر پہونچے تو ایک روز مین مین نے
اونکو اس مقام سے نکالدیا حالانکہ وہ شخص جو یکتائے زمانہ
ہے پینتالیس سال کے بعد باوجود مجاہدہ و سلوک و مجذوب
حق ہونے کے دو برس اس مقام مین رہا اور اس قدر
تکلیفین اوٹھائین انتہی نوین وجہ یہ کہ اس راہ کا سلوک
مرید بواسطۂ ذکر خود بخود کرنیکے طے نہین کرسکتا جبتک
شیخ کامل سے نہ سیکھے دسوین وجہ یہ کہ بادشاہان
ظاہری کی حضور مین اگر کوئی شخص کوئی منصب و ولایت
حاصل کرنا چاہے اگرچہ وہ اوسکا مستحق جب تک اوس
سے کوئی خدمت اوسکے لایق نہو نہین ہوسکتا مگر جب
کسی مقرب شاہی کی حمایت مین آجاتا ہے اور اپنے کو
اوسکے سپرد کردیتا ہے تو وہ بادشاہ سے اوسکی سفارش
کرتا ہے بادشاہ اوسکے مستحق یا خدمتی نہ ہونے کو نہین
دیکھتا ہے بلکہ اوس مقرب کے قرب و حقوق کا لحاظ کرکے
اوسکی سفارش سنتا اور اوسکی التماس قبول کرتا ہے
اسی طرح بادشاہ حقیقی کی درگاہ مین ایسے بندگان
مقرب ہین کہ اگر وہ عالم کے تہ و بالا کردینے کو عرض کرین
تو وہ عرض قبول ہو یہ متعلم دیوانگان درگاہ کا ہے
اور جو کہ ملوک و سلاطین دین و مقتدایان عالم یقین ہین

ایشان را در حضرت نازہا و آبروہاست کہ بیان و
زبان از تحریر و تقریر آن عاجز و قاصر است واللہ
اعلم بالصواب در معدن المعانی ست کہ بندگی
شرف الدین یحیی منیری فرمود کہ اگر کسے خواہد کہ
بخودی خود کار دین کند غالب این است کہ نتواند
اگرچہ متعلم باشد و علم حاصل کردہ و ہر کہ این چنین
بود آن کمتر از کمتر است انتہے شیخ جمال الدین
ہانسوی گفتہ کہ الدواء دواءان دواء مرض
الجسد ودواء مرض القلب فاما الاولی
فیحصل من الاطباء والثانیۃ لا یحصل
الا من المشائخ انتھی حضرت شاہ مجا قلندر
در مکتوبے بہ شیخ عبدالرسول کھیندی خلیفہ خود
نوشتہ اند۔ جان من اگر کسے خواہد کہ کار دین بکند
پیر و مرشد را طلب کند کہ کسی خود را راست کردن
نتواند یا پیغامبر را دریابد کہ وے را تلقین کند و جملہ
راہ دین بنماید کہ از برکت آن بہ مقام مردان رسد
ویا پیر را یابد کہ خلیفہ پیغمبر است وگرنہ راہ گم کند
و در بادیہ ہلاکت افتد جان من پیر شرط این راہ
است انتہی در سنابل است کہ چون حضرت خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی شیخ فرید را برقدم پیر
خود حضرت خواجہ معین الدین چشتی انداخت

انکو تو وہان وہ عزت حاصل ہے کہ جو نہ بیان ہو سکتی
ہے اور نہ لکھی جا سکتی معدن المعانی مین ہے کہ حضرت
بندگی شرف الدین یحیی منیری فرماتے تھے کہ اگر کوئی از خود
سلوک کرنا چاہے تو غالبًا نہ کر سکیگا اگرچہ عالم کیون نہو
اور اگر ایسا ہو بھی تو بہت کم حضرت شیخ جمال ہانسوی
نے فرمایا کہ دوا کی دو قسمین ہین ایک امراض جسمی کی
دوسری امراض قلبی کی پہلی دوا تو طبیبون سے
حاصل ہوتی ہے مگر دوسری مشایخ کے سوا کسی سے
حاصل نہین ہو سکتی انتہی حضرت شاہ مجا قلندر نے
ایک مکتوب مین حضرت شاہ عبدالرسول کھیندی
اپنے خلیفہ کو لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص سلوک کرنا چاہے
تو پیر و مرشد تلاش کرے کیونکہ اپنے آپ کو خود کوئی
درست نہین کر سکتا یا تو پیغمبر کا زمانہ پائے کہ جو اوسکو
تلقین کرے اور راہ بتائے جس کی برکت سے
وہ بزرگون کے مرتبہ پر پہونچے یا پیر کو پائے
جو پیغمبر کا خلیفہ ہے ورنہ راہ بھول کر ہلاک ہوگا
اس راہ مین پیر کا ہونا ضروری ہے اور سبع سنابل
مین ہے کہ جب حضرت قطب الدین بختیار کاکی قدس
سرہ نے حضرت شیخ فریدالدین رحمۃ اللہ
علیہ کو اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ معین الدین
چشتی قدس سرہ العزیز کے قدمون پر ڈالا

حضرت خواجہ بروی توجہات بسیار فرمود و
ارشاد نمود کہ کار فرید را چرا معطل می دارید کار
ایشان تمام کنید سبحان اللہ باوجودیکہ پایہ سعادت
ایشان بجائے بود کہ دست تصرف بر لوح محفوظ
داشتند درای آن کدام مہم وکدام کار مدرحق
ایشان معطل وموقوف ماندہ بود دریجا این
خیال مکن کہ نیک بختان مادر زاد را بغیر بیعت
پیرے وبے تربیت مرشدی این چنین کرامات و
مقامات بدست نمی آیند چنانکہ دست تصرف
بر لوح محفوظ نہادن و در ہوا پریدن و از غیب
خبر دادن و بہ آتش سوزان در آمدن و بر آب
ایستادن و مردہ را زندہ و زندہ را مردہ کردن
وغیرہ۔ ایشان را در ابتدای حال حاصل
می شود چنانچہ در حال شیخ بہاءالدین زکریا و
حضرت نجم الدین کبرے قبل از بیعت این چنین
حالات در آن کتاب مذکوراند برای طوالت
نہ نوشتم وحضرت ضیاءالدین نخشبی گوید کہ در
طریقہ سلوک صد مقام است چون سالک
راست رفتار قدم بر ہفتدہمی مقام نہد وے را
این چنین کرامات وتصرف دست می دہد
ہشتاد وسہ مقام دیگر او را در پیش است کہ

تو اونھون نے اون پر شفقت فرماکر حضرت
قطب صاحب سے فرمایا کہ فرید کا کام تم نے
کیون روک رکھا ہے ان کا کام پورا کردو سبحان اللہ
باوجودیکہ حضرت خواجہ فرید ایسے بزرگ تھے کہ لوح
محفوظ مین تصرف فرماتے تھے مگر خدا معلوم اون کا
کون کام رُکا ہوا تھا۔ یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ پیدائشی
اچھے لوگون کو بھی بلا بیعت وتربیت کسی مرشد
کے ایسے کرامات ومقامات حاصل نہین ہوتے
جیسے لوح محفوظ مین تصرف یا ہوا مین اڑنا غیبی
خبرین دینا جلتی آگ مین پھاندنا پانی پر چلنا مردہ
کو زندہ زندہ کو مردہ کرنا وغیرہ بلکہ یہ باتین تو
اون کو شروع ہی مین حاصل ہوتی ہین چنانچہ
حضرت شیخ بہاءالدین زکریا اور حضرت شیخ
نجم الدین کبرے کے اس طرح کے حالات
بیعت سے قبل کے اوس مین لکھے ہین ۔ جو
مین نے بخوف طوالت نہین لکھے۔ حضرت
ضیاءالدین نخشبی دہلوی کہتے ہین کہ راہ
سلوک مین (۱۰۰) سو مقام ہین جب
سالک راست رفتار سترھوین مقام پر
پہونچتا ہے تو اوس کو یہ کرامات وتصرفات
حاصل ہوتے ہین ۔ اور بقیہ (۸۳) تراسی مقام

تا آنہا را حاصل نکند کارش معطل ست پس
امداد تربیت پیری و مرشدی او را در کار است تا
بدان کل مقامات واصل گرداند و بعد ازان
موہبتہاے فراوان است کہ متواتر بری شوند و
بسر حد انتہا راہ نمایند چنانچہ درین آیت اشارہ است
کہ لھم ما تشاؤن فیہا ولدینا مزید و قال
علیہ السلام حاکیا عن اللہ تعالی اعددت
لعبادی الصالحین ما لا عین رأت و لا
اذن سمعت و لا خطر علی قلب بشر و آن کجا
باشد فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر
انتہی و در مجمع السلوک مؤلفہ شیخ سعد الدین خیرابادی
در شرح این حدیث کہ انی ترکت فیکم الثقلین
ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ و
عترتی - و من لم یبلغ ہذہ الرتبۃ فلابد
لہ من شیخ کامل یدلہ علی الطریق و یرشدہ
الی اللہ تعالی - مذکور است کہ بعضے گفتہ اند کہ از
اشارت این کلام معلوم می شود کہ ہر کرا از قرآن و احادیث
رشدے حاصل شود وے را واجب نیست اقتدا
بہ شیخ و قولہم من لا شیخ لہ فالشیطان
شیخہ در حق سالکے ست کہ از لطایف قرآن و
حدیث محروم است بگویم آری خداوند تعالے

جب تک طے نہین کر لیتا اوس کا کام معطل
رہتا ہے لہذا پیر کی امداد کی اوس کو ضرورت
ہوتی ہے تاکہ وہ کل مقامات طے کرا دے پھر
اوس کے بعد بے انتہا بخششین ہین جو متواتر
اوس پر ہوتی رہتی اور اُس کو انتہا پر پہونچاتی
ہین جس کی طرف اس آیت مین اشارہ ہے
کہ لھم ما تشاؤن فیہا ولدینا مزید آنحضرت
صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ مین نے
اپنے نیک بندون کے لیے وہ چیزین کہ چھوڑی
ہین جن کو نہ آنکھون نے دیکھا اور نہ کانون نے
سنا اور نہ کسیکے دل مین گذرین اور وہ مقعد
صدق مین ہون گی اور مجمع السلوک مؤلفہ حضرت
مخدوم شیخ سعد خیرابادی مین حدیث انی
ترکت فیکم الثقلین الخ کی شرح مین مذکور
ہے کہ بعض کہتے ہین کہ اس ارشاد سے معلوم
ہوتا ہے کہ جس کسیکو قرآن و حدیث سے رشد
حاصل ہو اوس کو کسی شیخ کی اقتدا واجب
نہین اور من لا شیخ لہ فالشیطان شیخہ
اوس سالک کے حق مین ہے جو لطائف
قرآن و حدیث سے محروم ہے تو مین
کہتا ہون کہ بے شک خداوند تعالے اس

قادر است برین بلکه بهبرین قادر است که بی توسل
بقرآن وحدیث هم کسی را به مقام اعلے رساند
لیکن نادر است اما در عالم علم حکمت کار این کار بر
خیا۔ که سند وطریقه می آید بے اقتدای شیخ توحید
یقینی ومعرفت شهودی وعلم باطن واحوال ومکاشفه
که تعلق بحضور شیخ وتربیت پیر دارد حاصل نشود
ای عزیز علم تصوف حسی نیست که بخواندن آیات
واحادیث حاصل شود تا بشیخ کامل راه بین اقتدا
نکند بمقصود کامل که کاملان بدان رسیده اند نرسد
پیر دستگیر این فقیر می فرمودند که بزرگے در عهد شیخ
نصیر الدین دنیا را ترک کرده به عبادت خدای تعالے
مشغول شد عوارف ومصابیح را پیش گرفت بحسب
دران هر دو کتاب بود عمل می کرد مدتے بران گذشت
مگر مقصود حاصل نشد آخر توجه بشیخ نصیر الدین
آورد ومرید شد واقتدا بدو کرد پس در اندک
روزها وی را بذکر خفی مشغول کرده از واصلان و
مقربان گردانید وخواجه ابو علی دقاق گوید هر درختے
که خود روید برگ دار بود لیکن بر نه دهد واگر دهد مزه
نبود همچنین مریدے که او را پیر واستاد نبود هوا پرست
بود واز هوا پرستی هیچ نیاید مخدوم شیخ قوام الدین
می فرماید که دل شیخ آئینه مصقول ومجلی فیض

قادر ہے بلکا اسپر بھی قادر ہے کہ بغیر قرآن وحدیث کے
بھی کسی کو اعلے مقام پر پہونچا دے مگر نادر ہے اور عالم
علم حکمت مین جسطرح ایک بزرگ کو دوسرے بزرگ سے
سند وطریقہ آیا ہے اوسیطرح بغیر اقتدا شیخ توحید یقینی و
معرفت شہودی وعلم باطن و احوال ومکاشفہ جو حضور
شیخ وتربیت پیر سے متعلق ہین حاصل نہین ہوتے
ای عزیز علم تصوف حسی نہین ہے جو آیات وحدیث
پڑھنے سے حاصل ہو جبتک کسی شیخ کامل راہ بین
کی اقتدا نکریگا مقصود کامل جسپر کاملین پہونچے ہین حاصل
نہوگا میرے پیر دستگیر فرماتے تھے کہ ایک بزرگ حضرت
شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے زمانہ مین دنیا چھوڑکر عبادت
الٰہی مین مشغول ہوئے عوارف ومصابیح سامنے رکھتے ہین
جو کچھ اونمین لکھا تھا اوسی پر عمل کرتے تھے ایک مدت گذر گئی
کچھ حاصل نہوا آخر حضرت شیخ نصیر الدین کی خدمت مین حاضر ہو کر
مرید ہوئے اور اونکی اقتدا کی چندہی دنو نمین شیخ نے اونکو ذکر خفی
بتا کر واصل ومقرب کر دیا خواجہ ابو علی دقاق کا قول ہے کہ جو
درخت خود رو ہوتا ہے اگرچہ اومین پتے نکلتے ہین تو پھلتا نہین
اور اگر پھلتا ہے تو بامزہ نہین ہوتا اسی طرح جسکا کوئی پیر
واستاد نہو وہ ہوا پرست ہے اور ہوا پرستی سے کچھ نہین
ہوتا مخدوم شیخ قوام الدین کا قول ہے کہ شیخ کا
دل صاف آئینہ اور حضرت حق کے فیض کا مجلے ہے

حضرت عزت است کہ بہ تجلیات ذاتی وصفاتی
واسمائی وافعالی متجلی شدہ وہر لحظہ بہ لطایف
غیبی آراستہ می گردد چون مرید صادق بارادت
تمام دل خود را مقابل چنین دلی دارد دل شیخ
بدل مرید پرتو اندازد این ہمہ کمالات معنوی بغیر
کسب و بے عمل مرید در دل مصفا از کدورت غیریت
و زنگ طبیعت فایض گردد و در وقت واحد
حسب استعداد مرید چندان حاصل می شود کہ ہرگز بہ
مجاہدہ وریاضت عمری حاصل نمی شود و کمالات
الٰہی از دل پیر بر دل مرید مصفا و مستعد برین طریق
سرایت می کند و این از مطالعہ کتب ہرگز دست
ندہد و مثل آن کس کہ مرشدے حقانی ندارد و خورسند
بہ مطالعہ کتب صوفیہ شود و برین قدر قناعت کند
ہمچو شخصی ست کہ طبابت بہ کتب طب کند بغیر
شاگردی اوستاد حکیم یقین است کہ در مغالطہ افتد
نہ مرض شناسد نہ کمیت وکیفیت دارو داند بلکہ بواسطۂ
او بیمار ہلاک گردد در عالم حکمت از پیر ناگزیر است
مردم نادان بگویند کہ چہ حاجت پیر است عمل بہ
کتاب و سنت بس است مگر غبار نفس بہ کتاب و سنت
ہر نفس معلوم نہ کند ہر چند کلام مملو بانواع حکمت است
الا جز حکیم نداند کہ مریض لایق کدام دارو ست پس

جو تجلیات ذاتی وصفاتی واسمائی وافعالی سے روشن
اور لطایف غیبی سے آراستہ ہوتا ہے جب مرید صادق
اپنا دل اوس کے مقابل کرتا ہے اور اوسکا عکس اس کے
دل پر پڑتا ہے تو تمام کمالات معنوی بغیر اسکے کسب و
عمل کے اسکے دل پر جو کدورت غیریت و زنگ طبیعت
سے صاف ہوتا ہے فایز ہوتے ہین اور ایک گھڑی مین
اوسکو استعداد کے موافق اس قدر حاصل ہوتا ہے جو ہرگز
ایک عمر کے مجاہدہ وریاضت سے حاصل نہین ہوتا اور
کمالات الٰہی پیر کے دل سے مرید کے دل مین سرایت کرتے
ہین اور یہ کتابون کے دیکھنے سے کبھی نہین ہو سکتا اور
جسکا کوئی پیر نہین اور وہ حضرات صوفیہ کی کتابونکو دیکھکر
خوش اور صرف اتنے ہی پر قانع ہے وہ اوس شخص کی طرح
ہے جو بغیر کسی اوستاد حکیم سے پڑھے ہوے طب کی
کتابین دیکھکر مطب کرے یقیناً وہ دھوکا کھائیگا نہ تو
مرض پہچانیگا اور نہ دوا کی مقدار وکیفیت بلکہ اوس کے
علاج سے بیمار ہلاک ہوگا۔ از روے حکمت پیر
ضروری ہے ناسمجھ لوگ کہتے ہین کہ پیر کی کیا ضرورت
کتاب وسنت پر عمل کافی ہے مگر غبار نفس کو قرآن و
حدیث سے ہر شخص معلوم نہین کر سکتا اگرچہ طبی
کتابون مین سب کچھ لکھا ہے مگر حکیم کے سوا کسی کو
معلوم نہین کہ مریض کے لایق کون دوا ہے۔ تو

بمجرد مطالعۂ کتب این معنی دست نہ دہد مگر بصحبت
شیخ کامل کہ ولی حق بود وھو الفانی فی اللہ
والباقی باللہ والظاہر باسماء اللہ وصفاتہ
ای عزیز خدای تعالی می فرماید یا ایھا الذین آمنوا
اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وقال علیہ السلام
سیروا سبق المفردون ولابد للسایر الی اللہ
من مرشد لیرشد الطریق پس محقق شد کہ
سلوک بے راہبر میسر نگردد لہذا در شب معراج تا
سدرۃ المنتہی رہبر مصطفی جبرئیل بود و ازانجا رفت
چون رفرف بمقام خود ماند تائید الٰہی رہبر شد واسطہ
ازمیان برخاست و بہ قاب قوسین قرب رسید
چون جبرئیل مفاتیح الکنوز از حضرت عزت بمحمد
صلعم آورد و گفت حسابے و نقصانی نخواہد بود
قبول فرما آنحضرت صلعم متردد شد بین الاخذ
والترک طرف جبرئیل نظر کرد جبرئیل طرف زمین
نگریست آنحضرت صلعم فقر اختیار کرد محققان گویند
کہ جبرئیل اوستاد حضرت رسالت است کہ بتعلیم او
فقر بر غنا اختیار کرد انتہی باختصار عبارتہ
فائدہ کاتب الحروف گوید کہ من لا شیخ لہ
شیخہ الشیطان در بودن این حدیث وقول
مشایخ اختلاف است برخے بر اول قائل اند وبعضی

محض کتابون کے دیکھنے سے یہ بات حاصل نہین ہوتی
سوا اوس شیخ کامل کی صحبت کے جو ولی حق اور اللہ مین
فانی اور اوسی سے باقی اور اوسیکا مظہر اسماء و صفات
ہو حق تعالے فرماتا ہے کہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور
اوسکی طرف وسیلہ اختیار کرو اور آنحضرت صلعم فرماتے ہین
کہ سیر کرو مفردون سبقت لیگئے اور سالک کے لیے مرشد
رہبر ضروری ہے پس ثابت ہوا کہ سلوک بلا رہبر میسر نہین
اسی لیے شب معراج مین سدرۃ المنتہی تک حضرت جبرئیل
آنحضرت صلعم کے رہبر تھے پھر وہان سے رفرف جب وہ بھی
اپنے مقام پر رک گیا تو تائید الٰہی رہبر ہوئی درمیان سے
واسطہ اوٹھ گیا اور قاب قوسین قرب پر پہونچ گئے جب حضرت
جبرئیل خزانون کی کنجیان بحکم الٰہی آنحضرت صلعم کے پاس
لائے اور عرض کیا کہ قبول فرمایئے کوئی حساب نقصان
نہ ہوگا تو آنحضرت صلعم لینے اور نہ لینے مین متردد ہوکر حضرت
جبرئیل کی طرف دیکھنے لگے اونھون نے زمین کی طرف
دیکھا آنحضرت صلعم نے فقر اختیار کیا محققین کہتے ہین
کہ حضرت جبرئیل آنحضرت صلعم کے اوستاد ہین جنکی
تعلیم سے آپ نے فقر کو غنا پر اختیار کیا انتہی۔
فائدہ مین کہتا ہون کہ من لا شیخ لہ فشیخہ
الشیطان کے حدیث اور قول مشایخ ہونے مین
اختلاف ہے اکثر اول کے قائل ہین اور بعض

بہ ثانی مائل و مؤید مقولۂ اولین این است کہ در تاریخ
طبری و جامع العلوم نوشتہ کہ من لا شیخ لہ حدیث
صحیح است مراد از وہمین پیری و مریدی سنت
رسول و صحابہ و تابعین است کذا فی رسالۃ الشیخ
فضل علی خلیفۃ شیخنا و سیدنا شاہ
باسط علی القلندر انتہی در فوائد الفواد است
کہ روزے حضرت سلطان المشائخ از نماز جنازہ
عزیزے باز آمدند و تعریف او کردند کہ چنین و چنان
بود اما دست کسے نگرفتہ بود بعدہ فرمود کہ چون
علم آموزد شرفے حاصل کند و چون طاعت کند کار
او بہتر رود اما درین محل پیر باید تا ہر دو را بشکند
یعنی علم و عمل را در نظر او فرو آرد تا بہ عجب مبتلا نگردد
انتہی حضرت شیخ کلیم اللہ چشتی در کشکول می نویسد
کہ شیخ شرف الدین یحیی منیری می فرماید کہ عادت
الٰہی جاریست کہ ہیچ عصر را از اولیا خالی نہ داشتہ
و نخواہد داشت پس طالب را باید کہ بخدمت شیخی
حاضر شود حضرت شیخ عبد القادر جیلانی می فرماید
کہ ہر کہ در نیم شب وضو کردہ دو رکعت بگذارد و
ہر چہ خواہد از قرآن بخواند بعدہ سجدہ کردہ الحاح نماید
و این دعا بخواند یا رب دُلّنی علیٰ عبدٍ من
عبادک المقربین یدلّنی علیک و یعلّمنی

دوسرے کے پہلے مقولہ کا مؤید یہ ہے کہ تاریخ طبری و
جامع العلوم مین لکھا ہے کہ من لا شیخ لہ حدیث
صحیح ہے اس سے مطلب یہی پیری و مریدی سنت
رسول و صحابہ و تابعین ہے ایسا ہی رسالہ شیخ فضل علی
خلیفہ حضرت شیخنا و سیدنا شاہ باسط علی قلندر قدس سرہ
مین ہے انتہی - فوائد الفواد مین ہے کہ ایک روز حضرت
سلطان المشائخ ایک شخص کی نماز جنازہ مین شریک
ہو کر واپس آئے اور اوسکی تعریف کی کہ ایسا اور ویسا
تھا مگر کسی کا مرید نہ تھا پھر فرمایا کہ علم سیکھنے سے
شرف حاصل ہوتا ہے اور طاعت کرنے سے کام
پورا ہوتا ہے مگر پھر بھی پیر ہونا چاہیے جو دونون کا بندا
توڑے یعنی علم و عمل کی وقعت اوسکی نظر مین کم کردے
تاکہ وہ غرور مین مبتلا نہ ہو انتہی حضرت شیخ کلیم اللہ
چشتی کشکول مین لکھتے ہین کہ حضرت شرف الدین
یحییٰ منیری فرماتے ہین کہ عادت الٰہی اس پر جاری ہے
کہ کوئی زمانہ اولیا اللہ سے خالی نہین رہا اور نہ رہیگا
طالب کو چاہیے کہ کسی شیخ کی خدمت مین حاضر ہو -
حضرت شیخ عبد القادر جیلانی فرماتے ہین کہ جو شخص آدھی
رات مین وضو کرکے دو رکعتین پڑھے اور اون مین
جو سورتین چاہے پڑھے پھر سجدہ کرکے عاجزی سے
یہ دعا مانگے یا رب دُلّنی علیٰ عبدٍ من عبادک الخ

طریق الوصول الیک پس فتح شود بروے
باب وصول وبہرسد او را مرشد برحق واین مجرب
است **نکتہ** بدان ای سالک کہ سلوک در لغت
بمعنی رفتن است یعنی انتقال حسی از مکانے بمکانے
واین جا از سلوک انتقال معنوی مراد است کہ
آن را در مرتبۂ نفس تزکیہ می نامند یعنی نفس را
از اوصاف ذمیمۂ حیوانی باوصاف حمیدۂ ملکی واز
امارگی بہ لوامگی وطمئنگی موصوف سازد وسلوک دل
را تصفیہ می نامند واو آن کہ آئینۂ دل را از زنگار ہوے
دنیاوی ومیل حرص وحب دنیا وغیرہ مصفا گرداند
وتخلیۂ سر آنکہ سر را از اندیشۂ ماسوی اللہ خالی دارد
ودیاسبانی سر کند وتجلیۂ روح آن کہ بہ نور مشاہدۂ حق
وبذوق وشوق ومحبت وانوار مشاہدہ روح را تجلی
گرداند پس حقیقت سلوک خروج از اوصاف
بشری وتخلق باخلاق الٰہی است حضرت قطب عالم
در رسالۂ ملہمات می فرمایند کہ شریعت کمر بندگی
بستن است وطریقت از خود رستن وحقیقت بدوست
پیوستن الحال مصنف دلیل قول خود می آرد۔

تو اوس پر دروازۂ وصول کھل جائے اور مرشد
حقیقی مل جائے اور یہ مجرب عمل ہے **نکتہ** سلوک
کے لغوی معنی چلنے کے ہین یعنی انتقال حسی ایک
جگہ سے دوسری جگہ تک اور یہان سلوک سے
معنوی نقل وحرکت مراد ہے جسکو مرتبۂ نفس مین تزکیہ
کہتے ہین یعنی نفس کے اوصاف ذمیمہ حیوانی اوصاف
حمیدۂ ملکی سے بدلکر اوس کو امارگی سے نکالکر لوامگی
وطمئنگی سے موصوف کرے اور سلوک دل کو تصفیہ کہتے
ہین یعنی آئینہ دل کو افکار دنیاوی اور خواہشات
حرص وحب دنیا وغیرہ سے صاف رکھے اور تخلیہ سر یہ ہے
کہ سر کو خیال غیر حق سے خالی رکھے اور اوسکی نگہبانی
کرے اور تجلیۂ روح یہ ہے کہ نور مشاہدۂ حق وشوق و
محبت سے روح کو منور کرے پس حقیقتاً سلوک
اوصاف بشری سے نکلنا اور اخلاق الٰہیہ سے
متصف ہونا ہے حضرت قطب عالم رسالہ ملہمات مین
فرماتے ہین کہ شریعت بندگی کرنا اور طریقت خودی سے
چھوٹنا اور حقیقت دوست سے ملنا ہے۔ اب مصنف
اپنے قول کی دلیل لاتے ہین۔

قولہ بموجب قولہ وَالَّذِینَ جَاهَدُوا فِینَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا لکن بتعب شدید
ومدۃ طویلۃ وھو نادر جدًا واللہ اعلم بالصواب

اقول بمصداق قول حق تعالی کہ آنانکہ کوشش

حسب ارشاد حق تعالے کہ جو لوگ ہمارے کام اور

نمایند در کار ما و اقامت دین ما هر آئینه راه نمایم
ایشان را به راههای خود ارادِ مجاهده کرد بطریق
اطلاق تا شامل جهاد ظاهر و باطن شود پس آنانکه
جهاد کنند با دشمنان دین و نفس و هوا نمایم ایشان را
راه وصول بدولت بقا سهل تستری فرموده که هر که
کوشش کند در اقامت سنت بنمایم او را سبیل جنت امام
قشیری گفته آنانکه بیارایند ظاهر خود را به مجاهدات
آرایش دهم باطن او را بسوی خود در بحر الحقایق آورده
که هر که کوشش نماید در طلب بنمایم او را راه یافت در بعضی
از کلمات زبور آمده ع انا المعبود فاطلبنی
تجدنی + انا المقصود فاطلبنی تجدنی +
هر چند درین استدلال چیزی گفتنی بود لیکن چون
مصنف خود متنبه شده است مرا چه حاجت که از خود
بگویم مناسب است که از قول مصنف جواب سخن او
گویم می فرماید این که گفتم که بے مرشد راه رفتن موصل
الی المقصود می شود مگر چونکه این جمله ناشی شبهتی ظاهر
است لهذا برای دفع آن حرف استدراک که لکن است
آورده می گویم که مگر این وصول بشقت تمام در مدت
دراز است بلکه نادر است و ظاهر است که النادر
کالمعدوم هذا والله یقول الحق وهو
یهدی السبیل۔

ہمارا دین قایم کرنے مین کوشش کرتے ہین ہم
اُن کو اپنی راہین بتلائینگے بیان یہ مطلقا مجاہدہ
کہا تا کہ جہاد ظاہری و باطنی کو شامل ہو یعنی جو
لوگ دشمنان دین و نفس سے جہاد کرتے ہین ہم
اون کو دولت بقا عطا کرینگے حضرت سہل تستری
فرماتے ہین کہ جو شخص قیام سنت مین کوشش کرے
ہم اوس کو راہ جنت دکھائین گے امام قشیری کہتے ہین
کہ جو لوگ بظاہر مجاہدہ کرینگے ہم اونکو بباطن اپنا
قرب عطا کرینگے بحر الحقایق مین ہے کہ جو کوئی طلب
مین کوشش کرے ہم اوسکو راہ وصول دکھائین گے
اور بعض کلمات زبور مین آیا ہے کہ انا المعبود
فاطلبنی اگرچہ اس استدلال مین کچھ اور بھی کہنا تھا
لیکن چونکہ مصنف خود کہہ رہے ہین لہذا مجھے کیا
ضرورت۔ فرماتے ہین کہ یہ جو مین نے کہا کہ سالک
بلا مرشد مقصود پر پہونچتا ہے تو چونکہ اس جملہ
سے شبہہ پیدا ہوتا ہے لہذا اوس کے دفعیہ کے لیے
حرف استدراک لکن لا کر کہتا ہون کہ مگر یہ وصول
بڑی شقت سے مدت دراز مین ہوتا ہے بلکہ
یہ نادر ہے اور ظاھر ہے کہ نادر معدوم کی
طرح ہے اور اللہ تعالے سچ کہتا اور وہی سیدھا
راستہ بتاتا ہے۔

تمت

قطعۂ تاریخ تالیف رسالۂ ہذا از مولوی محمد قاسم صاحب مغفور متخلص بہ قیصر کاکوروی

تصنیف کردہ نسخۂ بی مثل و بی نظیر
ذیشان و ذی مراتب و ذی فضل و ذی کرم
در علم فقر حضرت ذی عز و جاہ من
نجم سپہر فیض فلک بارگاہ من

قندیل کعبہ است مراداغ بندگیش
کردہ نصیبم آگہی و دانش و شعور
خاک درش مدام بود سجدہ گاہ من
صد نقد جان فدائے شہ دین پناہ من

قیصر غلام درگہ آن عرشیان مآب
گفتہ بسال آن کہ بود فیض شاہ من

قطعۂ تاریخ ترجمہ کتاب ہذا از مولوی محمد عاصم صاحب قیس کاکوروی

علی انور قلندر شاہد غیب
کہ ذاتش فارغ از تقیید و اطلاق
چو خورشید فلک آمد درخشان
بہ تنویر نجوم بخت عشاق

افق از وجہ او پر نور آمد
تعالی اللہ چہ تشریق و چہ اشراق
شعاعش پیکر مکتوب بگرفت
بہ تبیین طرق از صحف و اوراق

تقی حیدر ورا پور گرامی است
چہ مرآت پدر در جملہ اخلاق
شعاعش را نحو دیگرفت و افگند
از و عکس دگر از راہ اشفاق

ز شیرازی بار دوشش بر آورد
مصفا از ہمہ ابہام و اغلاق
بہ افسونی بر آمد خوب و دل کش
صدا برخاست از دلہا کہ من راق

بہ تعلیم و بہ تلقینش نظر کن
مشو از بہر ماہ و سال مشتاق
بہ الغش در نگر ای قیس دریاب
ز تنویر الافق تنویر آفاق

ایضاً تاریخ طبع رسالۂ ہذا از جناب ممدوح

تعالے اللہ چہ ازیبا کتابے
بہ تفصیل و بہ تبیین طرق ہست
خوشا طبعش کہ طبع بہ سالش
بجولان بر فراز نہ تتق ہست

چو فیض موہبت دریافتم من
ندا آمد کہ تنویر الافق ہست

اِشتہار کتب

کلیات فارسی حضرت صاحب عہ/	روض الازہر للعہ/	تحریر الانور ۴/	فیض التقی ۸/
کشف الدقایق ۸/	فاتح الابصار ۴/	زواہر الافکار ۱۰/	قول الموجہ عہ
نور الاریب ۸/	انتصاح عہ	درۃ البیضاء عہ	احسن الافادہ ۲/
در الیتیم ۶/	تصفیہ عہ/	قول المختار ۶/	درۃ الملتقط عہ
فیوض العارفین ۸/	نفحات العنبریہ ۷/	مصباح التعرف ۶/	جواہر المعارف عہ/
تحفہ نظامیہ ۲/	شرح الکہف الرقیم عہ	عیون المعارف ۶/	مجموعہ رسائل اہل خرقہ قلندریہ ۸/
واقعات رشیدی ۳/	ضمیمہ ظہیری ۱/	مشہد ناز شرح گلستان راز زیر طبع	تنویر الافق عہ/
البدر المنظوم فی مناقب محمد شاہ الاعظم دو جلد زیر طبع	شرف المبین فی معراج سید المرسلین	تنویر الظلمات بتعلیم المقطعات	گلگشت کرامت

المشتہر قاضی محمد انتظام علیخان محلہ قاضی گڈھی قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ